فیض الباری

علامہ محقق ابوالحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

۱۰، ۱۱، ۱۲

مکتبہ اصحاب الحدیث

فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

شرح صحیح بخاری

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام

عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۰

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد چہارم

مصنف .... علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

دوسرا ایڈیشن .... اگست 2009ء

ناشر .... مکتبہ اصحاب الحدیث

قیمت کامل سیٹ 10000

کمپوزنگ وڈیزائننگ .... حافظ عبدالوھاب
0321-416-42-60

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر: 12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔
042-7321823, 0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

امابعد! عرض کرتا ہے خادم اہل اللہ فقیر اللہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ کہ عنایت الٰہی سے پارہ دہم اس کتاب کا شروع ہوا اہل حدیث کہ اہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کی خدمت میں التماس ہے کہ دعاء کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کار خیر کو جلد باتمام پہنچادے اور اس عاجز مہتمم اور مترجم کا اللہ جل جلالہ خاتمہ بخیر کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

یہ شروع ہے بیچ ترجمہ پارہ دہم صحیح بخاری کے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔

بَابُ تَقْوِيْمِ الْاَشْيَآءِ بَيْنَ الشُّرَكَآءِ بِقِيْمَةِ عَدْلٍ.

یہ باب ہے بیچ قیمت کرنے چیزوں کے درمیان شریکوں کے ساتھ قیمت انصاف کے یعنی برابر بغیر کمی زیادتی کے

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ نہیں خلاف ہے درمیان علماء کے اس میں کہ بانٹنا عروض اور تمام اسبابوں کا قیمت کرنے کے بعد جائز ہے یعنی اگر کچھ اسباب کئی شریکوں کے درمیان مشترک ہو اور وہ اس کو آپس میں بانٹنا چاہیں تو اس کو قیمت کر کے بانٹیں اور اگر بغیر قیمت کرنے کے اس کو بانٹیں تو اس میں اختلاف ہے سو اکثر علماء تو اس کو جائز رکھتے ہیں جبکہ آپس کی رضامندی سے ہو اور امام شافعی کہتے ہیں کہ منع ہے اور دلیل ان کی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ہے کہ اُس شخص کے حق میں جو مشترک غلام سے اپنا حصہ آزاد کرے پس وہ حدیث نص ہے غلام میں اور اس نے باقی کو اس کے ساتھ لاحق کیا ہے (فتح)۔

۲۳۱۱ ۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا لَّهٗ مِنْ عَبْدٍ أَوْ شِرْكًا أَوْ قَالَ ۔ نَصِيْبًا وَّكَانَ لَهٗ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهٗ بِقِيْمَةِ الْعَدْلِ فَهُوَ عَتِيْقٌ وَّإِلَّا فَقَدْ عُتِقَ مِنْهُ مَا عُتِقَ. قَالَ لَا اَدْرِيْ قَوْلُهٗ عُتِقَ مِنْهُ مَا عُتِقَ قَوْلٌ مِّنْ نَّافِعٍ أَوْ فِي الْحَدِيْثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۳۱۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور آزاد کرنے والے کے لیے مال ہو کہ غلام کی قیمت کو پہنچتا ہو یعنی اس کی باقی قیمت کو ساتھ قیمت انصاف کے یعنی برابر بغیر کمی اور زیادتی کے تو وہ غلام آزاد ہے یعنی اور شریکوں کے حصے اپنے مال سے آزاد کردے یعنی سارا غلام اسی کے مال سے آزاد ہو اور شریک کا کچھ نہ جائے گا اور اگر اس کے پاس اس قدر مال نہ ہو تو تحقیق آزاد ہوا اس سے جو کہ آزاد ہوا یعنی اور شریکوں کے حصے آزاد نہ ہوں گے وہ بدستور غلام رہیں گے۔

۲۳۱۲۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شَقِيْصًا مِّنْ مَّمْلُوْكِهٖ فَعَلَيْهِ خَلَاصُهٗ فِيْ مَالِهٖ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ مَالٌ قُوِّمَ الْمَمْلُوْكُ قِيْمَةَ عَدْلٍ ثُمَّ اسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ.

۲۳۱۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے تو اس پر واجب ہے اپنے مال سے اس کو بالکل آزاد کر دینا یعنی جبکہ ہو اس کے پاس مال بقدر قیمت اس کی کے اور اگر آزاد کرنے والوں کے پاس مال نہ ہو تو اس غلام کے انصاف کی قیمت ٹھہرائی جائے پھر بقدر حصے اور شریکوں کے غلام سے محنت مزدوری کروائی جائے لیکن اس پر مشقت نہ ڈالی جائے یعنی نہ تکلیف دی جائے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ دشوار ہو اس پر۔

فائدہ: ان حدیثوں کی پوری شرح کتاب العتق میں آئے گی ان شاء اللہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ساجھی کے غلام کو بانٹا جائے تو اس کو قیمت کر کے بانٹا جاوے اور یہ حدیث حجت ہے واسطے امام شافعی کے کہ مشترک چیز کو بدون قیمت کرنے کے بانٹنا درست نہیں لیکن ممکن ہے کہ کہا جائے کہ غلام کا بانٹنا بدون قیمت کے ممکن نہیں بخلاف اور اسبابوں کے کہ ان کا بانٹنا بدون قیمت کے ممکن ہے پس اور سب قسم کے اسباب اس کے ساتھ ملحق ہوں گے۔

بَابُ هَلْ يُقْرَعُ فِي الْقِسْمَةِ وَالْإِسْتِهَامِ فِيْهِ — قسمت میں قرعہ ڈالنے کا بیان

فائدہ: اور بیان اس جگہ حصوں کا بیچ قسمت کے اور ضمیر قسم کی طرف پھرتا ہے ساتھ دلالت قسمت کے پس ذکر کیا قسمت کو اس لیے کہ دونوں کے معنی ایک ہیں۔ (فتح)

۲۳۱۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْقَائِمِ عَلٰى حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا عَلٰى سَفِيْنَةٍ فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا فَكَانَ الَّذِيْنَ فِيْ أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ مَرُّوْا عَلٰى مَنْ فَوْقَهُمْ فَقَالُوْا لَوْ أَنَّا خَرَقْنَا فِيْ نَصِيْبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا فَإِنْ يَتْرُكُوْهُمْ وَمَا

۲۳۱۳۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی مثل جو اللہ کی حدوں پر کھڑا ہے یعنی گناہ نہیں کرتا اور جو ان میں گرا یعنی گناہوں میں ڈوبا اس قوم کی مثل ہے جنہوں نے قرعہ ڈال کے جہاز میں اپنا مکان ٹھہرایا سو بعضوں نے اُس کے اوپر کا مکان پایا اور بعضوں نے نیچے کا مکان پایا سو جو لوگ اس کے نیچے رہے جب انہوں نے پانی چاہا تو اپنے اوپر والوں پر گزرے تو نیچے والوں نے کہا کہ اگر ہم اپنے حصے کے مکان کو پانی کے لیے پھاڑ لیں اور اپنے اوپر والوں کو آمد و رفت کی تکلیف سے بچائیں تو اچھی بات ہے سو اگر اوپر والوں نے نیچے والوں کو ان کی خواہش پر چھوڑا یعنی

أَرَادُوْا هَلَكُوْا جَمِيْعًا وَّ إِنْ أَخَذُوْا عَلٰى أَيْدِيْهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِيْعًا.

جہاز توڑنے سے منع نہ کیا تو اوپر اور نیچے کے سب ہلاک ہوئے یعنی ڈوبے اور اگر ان کے ہاتھ پکڑ لئے تو اوپر والے خود بھی بچے اور نیچے والے بھی سب بچے۔

فائدہ: یعنی جولوگ کہ ایک شہر یا ایک گھر میں رہتے ہوں اور بعض ان میں سے گناہوں اور خلاف شرع کاموں سے بچتے ہوں اور بعض گناہوں میں مشغول ہوں اور متقی لوگ باوجود قدرت کے گناہگاروں کو بدکاموں سے نہ روکیں تو آخرت کے عذاب میں دونوں شریک ہیں اگر دنیا میں عذاب آئے گا تو سب برباد ہوں گے خواہ متقی لوگ بدکاموں سے راضی ہوں یا ناراض جیسے کہ کشتی اگرچہ مضبوط ہو لیکن ایک سوراخ سے ڈوبتی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بانٹنے کے وقت حصوں میں قرعہ ڈالنا درست ہے وفيه المطابقة للترجمة اور اس حدیث کی پوری شرح کتاب الشہادات میں آئے گی۔

بَابُ شَرِكَةِ الْيَتِيْمِ وَأَهْلِ الْمِيْرَاثِ.

باب ہے بیان میں شرکت یتیم کے ساتھ اہل میراث کے

فائدہ: واو معنی مع کے ہے ابن بطال نے کہا کہ اتفاق ہے اس پر نہیں جائز ہے شریک ہونا یتیم کے مال میں مگر یہ کہ واسطے یتیم کے اس میں مصلحت راجح ہو۔ (فتح)

٢٣١٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَامِرِيُّ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّهٗ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهٗ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوْا إِلٰى وَ رُبَاعَ﴾ فَقَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِيْ هِيَ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا تُشَارِكُهٗ فِيْ مَالِهٖ فَيُعْجِبُهٗ مَالُهَا وَ جَمَالُهَا فَيُرِيْدُ وَلِيُّهَا أَنْ يَّتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ أَنْ يُّقْسِطَ فِيْ صَدَاقِهَا فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيْهَا غَيْرُهٗ فَنُهُوْا

۲۳۱۴۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش لگیں عورتوں سے دو دو تین تین چار چار عائشہ نے کہا کہ اے میرے بھتیجے! مراد اس سے یتیم لڑکی ہے جو اپنے والی کی پرورش میں ہوتی ہے یعنی جیسے کہ چچیرا بھائی ہو شریک ہے وہ ولی کو اس کے مال میں کہ دونوں کو ایک مورث سے مشترک پہنچا ہے سو خوش آتا ہے ولی کو مال اس کا اور خوبصورتی اس کی سو اس کا ولی چاہتا ہے کہ اس سے نکاح کرے بغیر اس کے کہ اس کے مہر میں انصاف کرے پس دے اس کو مہر میں مثل اس چیز کے کہ دے اس کو غیر اس کا سو ان کو ان سے نکاح کرنا منع ہوا مگر یہ کہ ان کے لیے انصاف کریں اور پہنچائیں ان کو اپنے طریقے پر مہر سے یعنی ان کو پورا مہر دیں اور ان کو حکم ہوا کہ یہ

أَنْ يُنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوْا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوْا بِهِنَّ أَعْلٰى سُنَّتِهِنَّ مِنَ الصَّدَاقِ وَ أُمِرُوْا أَنْ يَنْكِحُوْا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَآءِ سِوَاهُنَّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هٰذِهِ الْآيَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ وَالَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ أَنَّهُ يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ الْآيَةُ الْأُوْلَى الَّتِيْ قَالَ فِيْهَا ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ وَقَوْلُ اللّٰهِ فِي الْآيَةِ الْأُخْرٰى ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ يَعْنِيْ هِيَ رَغْبَةُ أَحَدِكُمْ لِيَتِيْمَتِهِ الَّتِيْ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِهٖ حِيْنَ تَكُوْنُ قَلِيْلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ فَنُهُوْا أَنْ يَنْكِحُوْا مَا رَغِبُوْا فِيْ مَالِهَا وَجَمَالِهَا مِنْ يَتَامَى النِّسَآءِ إِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ.

کہ نکاح کریں اس سے جو خوش لگے ان کو عورتوں سے سوائے ان کے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر لوگوں نے اس آیت کے اترنے کے بعد حضرت ﷺ سے رخصت مانگی یعنی دیکھا کہ بعض جگہ لڑکی کے حق میں بہتر ہے کہ اس کا والی اس کو نکاح میں لائے جو وہ اس کی خاطر کرے گا غیر نہ کرے گا تو حضرت ﷺ سے رخصت مانگی اس کے نکاح کی تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ تجھ سے رخصت مانگتے ہیں عورتوں کی تو کہہ اللہ تم کو رخصت دیتا ہے ان کی یعنی ان سے نکاح کرنا درست ہے اور جو پڑھا جاتا ہے تم پر کتاب میں سو یتیم عورتوں کو حکم ہے جن کو تم نہیں دیتے جو اس کے لیے مقرر ہے اور چاہتے ہو کہ ان سے نکاح کرو اور جو چیز کہ اللہ نے ذکر کی کہ تم پر پڑھی جاتی ہے کتاب میں وہ پہلی آیت ہے یعنی اور وہ یہ ہے کہ اگر تم ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو خوش لگیں تم کو عورتوں سے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور یہ جو اللہ نے دوسری آیت میں فرمایا ﴿وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ تو وہ منہ پھیرنا ایک تمہارے کا ہے یتیم لڑکی سے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو جبکہ مال اور خوبصورتی میں کم ہوتی ہے تو ان کو منع ہوا کہ یہ کہ نکاح کریں اس عورت سے جس کے مال اور جمال میں رغبت کریں یتیم عورتوں سے مگر ساتھ انصاف کے لیے منہ پھیرنے ان کے کے اس نے یعنی وقت کم ہونے مال اور جمال کے یعنی جب تم مال اور جمال کم ہونے کے وقت یتیم لڑکیوں سے نکاح نہیں کرتے تو پھر ان کے مال اور جمال بہت ہونے کے وقت بھی ان سے نکاح نہ کرو نہیں تو مناسب ہے کہ دونوں کا نکاح عدل میں برابر ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح تفسیر سورۂ نساء میں آئے گی ان شاء اللہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے شریک

ہونا یتیم کے مالِ میراث میں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر یتیم عورتیں خوبصورت ہوتی تھیں تو ان کے نکاح میں رغبت کرتے تھے اور ان کے مال کھا جاتے تھے نہیں تو ان کے مال کے طمع سے ان کو روک رکھتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے ولی کو یہ کہ نکاح کرے اس عورت سے جو اس کی پرورش میں ہو لیکن نکاح پڑھنے والا کوئی غیر ہو۔ (فتح)

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الْأَرَضِينَ وَغَيْرِهَا.

زمینوں وغیرہ میں شریک ہونے کا بیان۔

۲۳۱۵ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِيْ كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ.

۲۳۱۵۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کو ہر چیز میں کہ نہ بانٹی گئی ہو یعنی غیر منقول میں کہ شراکت میں ہو پھر جبکہ حدیں واقع ہوں یعنی ملک مشترک تقسیم کی جائے اور راہیں پھیریں جائیں یعنی ہر ایک کے حصے کی راہ جدا ہو جائے تو شفعہ نہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الشفعہ میں گزر چکی ہے اور مراد اس جگہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ جائز ہے بانٹنا زمین اور گھر کا اور یہی ہے مذہب جمہور کا برابر ہے کہ گھر بڑا ہو یا چھوٹا اور مستثنیٰ کیا ہے بعضوں نے اس گھر کو جو نہ فائدہ اٹھایا جائے ساتھ اس کے اگر تقسیم کیا جائے تو اس کا بانٹنا منع ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا اقْتَسَمَ الشُّرَكَاءُ الدُّوْرَ وَغَيْرَهَا فَلَيْسَ لَهُمْ رُجُوْعٌ وَّلَا شُفْعَةٌ.

جب تقسیم کر لیں آپس میں شریک گھروں وغیرہ کو تو نہیں ہے ان کے لیے رجوع اور نہ شفعہ۔

۲۳۱۶ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِيْ كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ.

۲۳۱۶ ـ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ شفعہ کے ہر چیز میں کہ نہ بانٹی گئی ہو پھر جب حدیں واقع ہوں اور راہیں پھیریں جائیں تو شفعہ نہیں ہے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ ترجمہ باندھا ہے بخاری نے ساتھ لازم ہونے قسمت کے اور نہیں ہے حدیث میں مگر نفی شفعہ کی لیکن یہ اس لیے ہے کہ شفعہ کی نفی سے رجوع کی نفی لازم آتی ہے اس لیے کہ اگر شریک کو رجوع کرنا جائز ہوتا تو البتہ پھر آتی شرکت پس پھر آتا شفعہ۔ (فتح)

بَابُ الْاِشْتِرَاكِ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

جائز ہے شریک ہونا سونے اور چاندی میں اور اس چیز

وَمَا يَكُوْنُ فِيْهِ الصَّرْفُ.

میں کہ اس میں بیع صرف ہوتی ہے اور وہ درہم اور اشرفیاں ہیں۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ شرکت صحیحہ یہ ہے کہ نکال ہر ایک مثل اس چیز کی کہ نکالے ساتھ اس کا پھر دونوں چیزوں کو آپس میں ملائیں یہاں تک کہ ان کی تمیز نہ ہو سکے پھر دونوں اکٹھے اس میں تصرف کریں مگر یہ کہ ہر ایک ان دونوں میں سے دوسرے کو اپنے قائم مقام کر دے اور نیز اجماع ہے اس پر کہ شرکت ساتھ درہموں اور اشرفیوں کے جائز ہے لیکن اگر ایک کی طرف اشرفیاں ہوں اور ایک کی طرف سے درہم یا پیسے ہوں تو اس میں اختلاف ہے پس منع کیا ہے اس کو شافعی اور مالک نے مشہور قول میں اور کوفیوں نے مگر ثوری نے کہا کہ جائز ہے اور زیادہ کی ہے شافعی رحمہ اللہ نے یہ شرط کہ دونوں صفت میں بھی مختلف نہ ہوں مانند درست اور ٹوٹے ہوئے درہموں کے اور مطلق چھوڑنا بخاری کا ترجمہ مشعر ہے ساتھ مائل ہونے اس کے کی طرف قول ثوری کے اور یہ کہا کہ ما یکون فیہ الصرف تو مراد اس سے مانند درہموں مغشوشہ اور ڈلی سونے چاندی وغیرہ کی ہے اور اس میں علماء کو اختلاف ہے اکثر کہتے ہیں کہ صحیح ہے ہر مثل چیز میں اور یہی صحیح تر ہے نزدیک شافعی رحمہ اللہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ خاص ہے ساتھ نقد سکے والے کے یعنی مانند روپیوں اور اشرفیوں وغیرہ کے۔ (فتح)

٢٣١٧ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عُثْمَانَ يَعْنِي ابْنَ الْأَسْوَدِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِيْ مُسْلِمٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْمِنْهَالِ عَنِ الصَّرْفِ يَدًا بِيَدٍ فَقَالَ اشْتَرَيْتُ أَنَا وَشَرِيْكٌ لِيْ شَيْئًا يَدًا بِيَدٍ وَّنَسِيْئَةً فَجَآءَنَا الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ فَعَلْتُ أَنَا وَشَرِيْكِيْ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ وَسَأَلْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَخُذُوْهُ وَمَا كَانَ نَسِيْئَةً فَذَرُوْهُ.

٢٣١٧ ۔ سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو منہال سے پوچھا کہ چاند سونے کو آپس میں ہاتھوں ہاتھ بیچنے کا کیا حکم ہے تو اس نے کہا کہ میں نے اور میرے ایک شریک نے ہاتھوں ہاتھ اور ادھار ایک چیز خریدی یعنی نقود سے پھر ہمارے پاس براء بن عازب رضی اللہ عنہ آئے تو ہم نے ان سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے اور میرے شریک زید بن ارقم نے کہا اسی طرح کیا تھا اور ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہاتھوں ہاتھ ہو اس کو لے لو اور جو وعدے کے ساتھ ہو اس کو چھوڑ دو۔

فائدہ: بیع صرف یہ ہے کہ سونے کو سونے سے بیچے اور چاندی کو چاندی سے بیچے یا ایک کو دوسری کے ساتھ بیچے اور تحقیق گذر چکی ہے بیچ باب بیع الورق بالذہب نسیئہ کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے تفریق صفقہ کی یعنی جمع کرنا دو بیعوں کا ایک عقد میں پس جو بیع صحیح ہوگی وہ صحیح ہو جائے گی اور جو صحیح نہ ہوگی وہ باطل

ہو جائے اور اس استدلال میں نظر ہے اس لیے کہ احتمال ہے اس نے دو مختلف عقدوں کی طرف اشارہ کیا ہو اور تائید کرتی ہے اس احتمال کی وہ چیز جو ہجرت کے باب میں آئے گی کہ میرے ایک شریک نے موسم کے دعوی پر کچھ درہم ادھار بیچے اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے اور ہم یہ بیع کرتے تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ہاتھوں ہاتھ ہوں اس کا کچھ ڈر نہیں اور جو ادھار ہو تو وہ صحیح نہیں بنا بر اس کے پس معنی مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَخُذُوْهُ کے یہ ہیں کہ جس بیع میں تعارض واقع ہو وہ صحیح ہے اور اس کو جائز رکھو اور جس میں تقابض فی المجلس واقع نہ ہو وہ صحیح نہیں پس اس کو چھوڑ دو اور نہیں لازم آتا اس سے یہ کہ دونوں ایک عقد میں ہوں۔ (فتح)

بَابُ مُشَارَكَةِ الذِّمِّيِّ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِي الْمُزَارَعَةِ.

جائز ہے مسلمانوں کو شریک ہونا ساتھ ذمی اور مشرکین کے زراعت میں۔

٢٣١٨ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُوْدَ أَنْ يَّعْمَلُوْهَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا.

۲۳۱۸۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دی حضرت ﷺ نے زمین خیبر کے یہودیوں کو اس شرط پر کہ وہ اس میں محنت کریں اور کھیتی بوئیں اور ہو یہودیوں کے لیے آدھا اس چیز کا جو اس سے پیدا ہو۔

فائدہ: یہ حدیث مزارعت میں پہلے گزر چکی ہے اور وہ ظاہر ہے ذمی میں یعنی جائز ہے مسلمان کو شریک ہونا ساتھ ذمی کے اور مشرک اس کے ساتھ ملحق کیا گیا ہے اس لیے کہ جب عشر دینا کر کے امام سے امان لے تو وہ بھی ذمی کے معنی میں ہوتا ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری نے طرف مخالفت اس شخص کی جو اس کو جائز نہیں رکھتا مانند ثوری اور لیث اور احمد اور اسحاق کے اور یہی قول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا لیکن جائز رکھا ہے اس نے اس کو جبکہ ہو تصرف کرنا سامنے مسلمان کے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ خوف ہے کہ داخل ہو مسلمان کے مال میں وہ چیز کہ نہیں حلال مانند ہے بیاج کی اور مول شراب اور سور کی اور جمہور کی دلیل ہے کہ حضرت ﷺ نے یہود خیبر سے معاملہ کیا اور جب کہ مزارعت میں معاملہ کرنا جائز ہے تو اس کے غیر میں بھی جائز ہوگا اور اس کے جائز ہونے کے سبب سے حضرت ﷺ نے ان سے جزیہ لیا باوجودیکہ ان کے مال میں ہے جو کچھ کہ ہے یعنی حرام مال سے مانند سود اور مول شراب اور سور کے۔ (فتح)

بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَمِ وَالْعَدْلِ فِيْهَا.

بکریوں کا بانٹنا اور ان میں انصاف کرنا یعنی برابری کرنا بغیر کمی زیادتی کے۔

٢٣١٩ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي

۲۳۱۹۔ عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو بکریاں دیں کہ وہ ان کو قربانی کے لیے آپ کے اصحاب پر

الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهٖ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ بِهٖ أَنْتَ.

تقسیم کرے تو بکری کا ایک بچہ یعنی سال سے کم کا باقی رہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کو قربانی کر لے۔

فائدہ: شرکت میں ابتدا وکالت میں اس حدیث کو وارد کرنے کی توجیہ گزر چکی ہے اور اس کی باقی شرح قربانی کے باب میں آئے گی۔

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الطَّعَامِ وَغَيْرِهٖ

اناج وغیرہ میں شریک ہونے کا بیان۔

فائدہ: یعنی ہم مثل چیزوں میں سے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ صحیح ہے شرکت ہر چیز میں کہ ملک ہو اور صحیح تر نزدیک شافعیہ کے خاص ہونا شرکت کا ہے ساتھ ہم مثل چیزوں کے اور سبیل اس شخص کی جو ارادہ کرے شرکت کا ساتھ عروض یعنی ساتھ اور اسباب کے سوائے سونے اور چاندی کے نزدیک ان کے یہ ہے کہ جو بیچے بعض اسباب اپنا جو معلوم ہے ساتھ بعض اسباب دوسرے مرد کے جو معلوم ہے اور اجازت دی اس کو تصرف میں اور ایک وجہ میں نہیں صحیح ہے مگر نقد مضروب میں کما تقدم اور مالکیہ سے ہے کہ مکروہ ہے شریک ہونا کھانے میں اور راجح ان کے نزدیک جواز ہے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ أَنَّ رَجُلًا سَاوَمَ شَيْئًا فَغَمَزَهٗ آخَرُ فَرَاٰى عُمَرُ أَنَّ لَهٗ شَرِكَةً.

یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے کہ ایک مرد نے ایک چیز کی قیمت چکائی اور دوسرے نے اس کو آنکھ یا ہاتھ سے اشارہ کیا یعنی اور اس نے اس کو خریدا تو عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس دوسرے کو بیع میں شرکت ہے یعنی وہ بھی اس چیز میں شریک ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شرکت کے لیے کوئی صیغہ شرط نہ کرتے تھے اور کنایات کرتے تھے اس میں ساتھ اشارہ کے جبکہ ظاہر قرینہ ہو اور یہی ہے قول مالک رحمہ اللہ کا اور نیز امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر کوئی اسباب بیع کے واسطے پیش کیا جاتا ہو اور کھڑے ہوں وہ شخص جو خریدتے ہیں اس کو تجارت کے لیے سو جب ان میں سے ایک خریدے اور دوسرا اس میں شریک ہونا چاہے تو لازم ہے اس کو یہ کہ اُس کو اس میں شریک کر لیں اس لیے کہ اس نے فائدہ اٹھایا ہے ساتھ ترک کرنے زیادتی کے اوپر اس کے اور ایک روایت میں یہاں اتنا زیادہ ہے کہ امام بخاری نے کہا کہ جب ایک مرد دوسرے مرد سے کہے کہ مجھے اپنے ساتھ شریک کر پس جب چپ رہے تو ہوگا شریک اس کا نصف میں۔ (فتح)

۲۳۲۰۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيْدٌ عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ وَ كَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْهُ فَقَالَ هُوَ صَغِيْرٌ فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ وَعَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ إِلَى السُّوْقِ فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَيَقُوْلَانِ لَهُ أَشْرِكْنَا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ فَيَشْرَكُهُمْ فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ.

۲۳۲۰۔ حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کی ماں زینب اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی تو اس نے کہا کہ یا حضرت اس سے اسلام کی بیعت کیجیے تو حضرت نے فرمایا کہ یہ چھوٹا ہے بیعت کے لائق نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لیے برکت کی دعا کی اور اور زہرہ بن معبد سے روایت ہے کہ اس کا دادا عبدالبر بن ہشام اس کو بازار کی طرف لے جاتا تھا اور اناج خریدتا تھا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ اس سے ملتے تھے تو اس سے کہتے تھے کہ ہم کو اس میں شریک کر لے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے لیے برکت کی دعا کی ہے تو وہ ان کو شریک کر لیتا تھا اور اکثر اوقات ایسا ہوتا تھا کہ پوری سواری کو پہنچتا تھا یعنی اس کو بقدر بوجھ اونٹ کی فائدہ ہوتا تھا پھر اس کو ہی گھر کی طرف بھیجتا تھا۔

فائدہ: اور موافق ترجمہ کے اس حدیث سے یہ لفظ ہے کہ وہ دونوں کہتے تھے کہ ہم کو اپنے ساتھ شریک کر لے اور وہ ان کو شریک کر لیتا تھا اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے تھے اور نہیں منقول ہے ان کے غیر سے وہ چیز جو اس کے مخالف ہو پس یہ حجت ہوگی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھوٹے لڑکے کے سر پر ہاتھ پھیرنا جائز ہے اور اس شخص سے مبایعت کو ترک کرنا جو کہ بالغ نہ ہو اور طلب معاش کے لیے بازار میں داخل ہونا اور برکت کو طلب کرنا جب کہ وہ اس میں موجود ہو۔ اور اس میں رد ہے اس پر جو یہ گمان کرتا ہے کہ فراخی حلال مال سے مذموم ہے اور نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی بھی ہے کہ آپ کی دعا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول ہوئی۔ (فتح)

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الرَّقِيْقِ.

غلام میں شریک ہونے کا بیان۔

۲۳۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۳۲۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو اپنا حصہ غلام مشترک سے آزاد کر دے تو واجب ہے اس پر آزاد کر دینا تمام غلام کا اگر اس کی قیمت کے برابر اس کے پاس مال ہو قیمت کیا

قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ وَجَبَ عَلَيْهِ أَنْ يُعْتِقَ كُلَّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ قَدْرَ ثَمَنِهِ يُقَامُ قِيمَةَ عَدْلٍ وَّ يُعْطٰى شُرَكَآؤُهُ حِصَّتَهُمْ وَ يُخَلّٰى سَبِيْلُ الْمُعْتَقِ.

جائے قیمت انصاف کی اور شریکوں کو ان کے حصے کی قیمت دی جائے اور غلام کی راہ چھوڑ دی جائے یعنی وہ آزاد ہوگیا اس کے ساتھ کسی کا تعلق نہیں۔

۲۳۲۲ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ فِي عَبْدٍ أُعْتِقَ كُلُّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَإِلَّا يُسْتَسْعَ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ.

۲۳۲۲۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کردے تو تمام غلام آزاد ہوا اگر اس کے پاس مال ہو نہیں تو غلام سے مزدوری کروائی جائے مگر اس پر مشقت حد نہ ڈالی جائے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی باب سے مطابقت ترجمہ حدیث سے ظاہر ہے اس لیے کہ صحت عتق کی فرع ہے صحت ملک کی۔ (فتح)

بَابُ الْإِشْتِرَاكِ فِي الْهَدْيِ وَالْبُدْنِ وَإِذَا أَشْرَكَ الرَّجُلَ الرَّجُلَ فِيْ هَدْيِهٖ بَعْدَ مَا أَهْدٰى.

شریک ہونا ہدی اور قربانی کے اونٹوں میں، اور جیسے شریک کرے ایک مرد دوسرے کو قربانی میں بعد اس کے بعد اس کے کہ مکے کی طرف بھیجے۔

فائدہ: یعنی کیا جائز ہے؟

۲۳۲۳ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ وَعَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَا: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ صُبْحَ رَابِعَةٍ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ لَا يَخْلِطُهُمْ شَيْءٌ فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا فَجَعَلْنَاهَا عُمْرَةً وَأَنْ نَحِلَّ إِلٰى نِسَآئِنَا فَفَشَتْ فِيْ ذٰلِكَ الْقَالَةُ قَالَ عَطَاءٌ فَقَالَ

۲۳۲۳۔ جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ذوالحجہ کی چوتھی صبح کو مکہ میں آئے اس حال میں کہ حج کے احرام باندھے ہوئے تھے نہیں مخلوط ہوتی تھی ان سے کوئی چیز صرف حج کا احرم باندھے ہوئے تھے سو جب ہم مکے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم کیا یعنی ساتھ فسخ کرنے حج کے ساتھ عمرہ کے سو ہم نے اس کو عمرہ گردانا یعنی عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالا اور حکم کیا ہم کو کہ احرام اتار کر اپنی بیویوں سے صحبت کریں تو اس میں گفتگو پھیلی یعنی لوگوں میں اس کا بہت چرچا ہوا گویا ان کو احرام اتارنا

جَابِرٌ فَيَرُوْحُ أَحَدُنَا إِلَى مِنًى وَذَكَرُهُ يَقْطُرُ مَنِيًّا فَقَالَ جَابِرٌ بِكَفِّهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ خَطِيْبًا فَقَالَ بَلَغَنِيْ أَنَّ أَقْوَامًا يَقُوْلُوْنَ كَذَا وَكَذَا وَاللّٰهِ لَأَنَا أَبَرُّ وَأَتْقٰى لِلّٰهِ مِنْهُمْ وَلَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هِيَ لَنَا أَوْ لِلْأَبَدِ فَقَالَ لَا بَلْ لِلْأَبَدِ قَالَ وَجَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ أَحَدُهُمَا يَقُوْلُ لَبَّيْكَ بِمَا أَهَلَّ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْآخَرُ لَبَّيْكَ بِحَجَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقِيْمَ عَلٰى إِحْرَامِهٖ وَأَشْرَكَهُ فِي الْهَدْيِ.

ناگوار معلوم ہوا یعنی اور پس کہنے لگے کہ ہم میں سے کوئی منیٰ کی طرف جائے گا حالانکہ اس کی آلت سے منی ٹپکتی ہوگی اور جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا سو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی تو حضرت ﷺ خطبہ کو کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ بعضے لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں قسم ہے اللہ کی البتہ میں زیادہ تر نیک اور زیادہ تر ڈرنے والا ہوں اللہ سے اگر میں اپنا حال پہلے سے جانتا جو مجھ کو پیچھے معلوم ہوا تو میں قربانی تو میں قربانی کو اپنے ساتھ لاتا اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو البتہ میں عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالتا تو سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت ﷺ کیا یہ حکم فسخ کرنے حج کا ساتھ عمرہ کے صرف ہمارے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تو ان دونوں سے یعنی جابر اور عباس رضی اللہ عنہما سے ایک یعنی جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت علی اس طرح لبیک کہتے تھے کہ احرام باندھا میں نے ساتھ اس چیز کے کہ احرام باندھا ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے اور دوسرے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس طرح کہتے تھے کہ احرام باندھا یعنی ساتھ احرام حضرت ﷺ کے تو حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ اپنے احرام پر قائم رہے اور اس کو قربانی میں شریک کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحج میں گذر چکی ہے اور اس میں بیان ہے کہ واقع ہوئی تھی شرکت بعد اس کے کہ حضرت ﷺ نے ہدی کے اونٹوں کو مدینے سے ہانکا تھا اور وہ تریسٹھ اونٹ تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے اور ان کے ساتھ سینتیس اونٹ تھے تو حضرت ﷺ کی ہدی کے کل اونٹ سو ہوئے اور حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو ان میں اپنے ساتھ شریک کر لیا اور یہ اشتراک محمول ہے اس پر کہ آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو قربانی کے ثواب میں شریک کیا نہ یہ کہ آپ نے اس کو ہدی گردانئے کے بعد مالک کیا اور احتمال ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھ

والے اونٹ حضرت ﷺ کے آگے حاضر کیے اور حضرت ﷺ نے ان کو دیکھا تو علی رضی اللہ عنہ کو آدھے کا مالک کیا تو علی مرتضی رضی اللہ عنہ اس میں شریک ہو گئے اور سب کو ہدی گردانا تو اس میں دونوں شریک ہوئے نہ ان میں جن کو حضرت ﷺ نے پہلے ہانکا تھا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ عَدَلَ عَشْرًا مِّنَ الْغَنَمِ بِجَزُوْرٍ فِي الْقَسْمِ.

جو قسمت میں دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کرتا ہے۔

٢٣٢٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهٖ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ مِنْ تِهَامَةَ فَأَصَبْنَا غَنَمًا وَّإِبِلًا فَعَجِلَ الْقَوْمُ فَأَغْلَوْا بِهَا الْقُدُوْرَ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ ثُمَّ عَدَلَ عَشْرًا مِّنَ الْغَنَمِ بِجَزُوْرٍ ثُمَّ إِنَّ بَعِيْرًا نَدَّ وَلَيْسَ فِي الْقَوْمِ إِلَّا خَيْلٌ يَسِيْرَةٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ فَحَبَسَهٗ بِسَهْمٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰكَذَا قَالَ قَالَ جَدِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نَرْجُوْ أَوْ نَخَافُ أَنْ نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَّلَيْسَ مَعَنَا مُدًى فَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ فَقَالَ اعْجَلْ أَوْ أَرْنِيْ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلُوْا لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ.

۲۳۲۴۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ذوالحلیفہ میں تھے جو تہامہ سے ہے سو ہم نے غنیمت میں سے بکریاں یا اونٹ پائے سو لوگوں نے جلدی کی سو ان سے ہانڈیاں پکائیں سو حضرت ﷺ آئے اور حکم کیا ساتھ اٹھانے ان کے کے سو اٹھائی گئیں پھر قیمت میں دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کیا پھر ان میں سے ایک اونٹ بھاگا اور نہ تھے لوگوں میں مگر گھوڑے تھوڑے سو ایک مرد نے اس کے تیر مارا سو اس کو بند کیا یعنی اس کو تیر سے مار ڈالا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ان چار پایوں کے لیے یعنی درمیان ان کے نفرت رکھنے والے مانند نفرت رکھنے والے جنگلی چار پایوں کے اور جب کوئی ان میں سے تم پر غالب ہو تو اس کے ساتھ اسی طرح کیا کرو تو میرے دادا نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم امید رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں یہ کہ کل ہم دشمنوں سے ملیں یعنی کفار سے اور نہیں ساتھ ہمارے چھریاں پس ہم دھاری دار لکڑی سے ذبح کر لیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جلدی کر جو چیز کہ خون بہائے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو کھاؤ یعنی اس کا کھانا جائز ہے سوائے دانت اور ناخن کے اور میں تم سے ہر ایک کا حال بیان کرتا ہوں بہر حال دانت پس ہڈی ہے اور لیکن ناخن پس حبشیوں کی چھریاں ہیں۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گذر چکی ہے اور اس کی شرح کتاب الذبائح میں آئے گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الرَّهْنِ

گروی کی کتاب

بَابُ الرَّهْنِ فِي الْحَضَرِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَّقْبُوْضَةٌ﴾.

باب ہے بیچ بیان گروی کرنے کے وطن میں اور بیان اس آیت کا کہ اگر تم سفر میں ہو اور نہ پاؤ لکھنے والا تو گروی ہاتھ میں رکھنی ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا حضر میں تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ آیت میں سفر کی قید باعتبار غالب کے ہے یعنی اکثر اوقات کے اور اس کا کوئی مفہوم نہیں حدیث کی دلالت کے لیے اوپر مشروع ہونے کے اس کے کہ حضر میں جیسا کہ ہم اس کو ذکر کریں گے اور یہی جمہور کا قول ہے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے اس کے لیے باعتبار معنی کے بایں طور کہ رہن مشروع ہوا ہے وثیقہ بنانے کے لیے قرض پر اس آیت کے دلیل کے لیے کہ پس اگر اعتبار کرے ایک دوسرے کا اس لیے کہ اشارہ کرتی ہے طرف اس کی کہ مراد ساتھ رہن کے وثیقہ طلب کرنا ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ مقید کیا اس کو ساتھ سفر کے اس واسطے کہ اس میں لکھنے والے کے نہ ہونے کا گمان ہے پس نکالا اس کو باعتبار غالب کے اور مخالفت کی ہے اس میں مجاہد اور ضحاک نے پس انہوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے گروی رکھنا سفر میں جس جگہ کہ کاتب نہ پایا جائے اور یہی قول ہے داود اور اہل ظاہر کا اور ابن حزم نے کہا کہ اگر مرتہن حضر میں رہن رکھنے کی شرط کرے تو یہ اس کو جائز نہیں اور اگر احسان کرے ساتھ اس کے رہن تو جائز ہے اور حمل کیا حدیث باب کو اوپر اس کے اور تحقیق اشارہ کیا ہے بخاری نے طرف اس چیز کی کہ اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے مانند عادت اپنی کی اور یہ حدیث ابتدا بیوع میں پہلے گزر چکی ہے اس طریق سے کہ حضرت ﷺ نے مدینے میں اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی رکھی اور معلوم ہوا ساتھ اس کے اور اس پر جو اعتراض کرتا ہے کہ آیت اور حدیث میں رہن فی الحضر کا ذکر نہیں ۔ (فتح)

۲۳۲۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعَهٗ بِشَعِيْرٍ وَّمَشَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ

۲۳۲۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی زرہ جو کے بدلے گروی رکھی اور میں جو کی روٹی اور چربی بودار حضرت ﷺ کے پاس لے گیا اور میں نے آپ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ محمد ﷺ کے گھر والوں کے پاس صبح اور شام ایک صاع اناج کے سوا اور کچھ نہیں رہا حالانکہ نو گھر ہیں۔

وَّإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَّلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَا أَصْبَحَ لِآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا صَاعٌ وَّلَا أَمْسٰى وَإِنَّهُمْ لَتِسْعَةُ أَبْيَاتٍ.

فائدہ: اور مناسبت ذکر انس ﷺ واسطے اس قدر کے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے اس سے ہی اشارت ہے طرف سبب فرمانے حضرت ﷺ کی اس بات کو اور یہ کہ حضرت ﷺ نے یہ بات بطور فریاد اور شکایت کے نہیں کہی پناہ ہے اللہ کی اس سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کو واسطے عذر بیان کرنے کے کہا قبول کرنے دعوت یہودی کی سے اور اپنی زرہ رہن رکھنے کے لیے اس کے پاس۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کافروں کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے اس چیز میں کہ جس میں حرمت نہیں ثابت ہوئی ذات متعامل فیہ کی یعنی جس چیز میں کہ معاملہ ہوا۔ اور ان کے فاسد عقیدے کا اس میں اعتبار نہ کرنا اپنے اور ان کے درمیان معاملے میں اور استنباط کیا گیا ہے اس سے جائز ہونا معاملے کا اس شخص کے ساتھ کہ جس کا اکثر مال حرام پر مشتمل ہو اور یہ کہ ہتھیاروں کا بیچنا اور ان کا رہن رکھنا بھی جائز ہے اور ان کا اجارے دینا کافر سے جب تک کہ وہ حربی نہ ہو اور یہ کہ اہل ذمہ اپنے مال کے مالک ہیں اور یہ کہ موجل مول کے بدلے خریدنا جائز ہے یعنی وعدے کے ساتھ اور یہ کہ لڑائی کے لیے زرہوں اور ہتھیاروں کا بنانا جائز ہے اور یہ کہ وہ توکل میں قادح نہیں ہیں اور یہ کہ اکثر قوت اس زمانے کے لوگوں کی جو تھی اور یہ کہ معتبر قول مرتہن کا ہے اس کی قسم کے ساتھ اور اس حدیث میں بیان ہے اس تواضع کا کہ جس پر حضرت ﷺ تھے اور آپ کی ترک دنیا کا اور باوجود قدرت کے اس دنیا کو کم لینے کا اور بخشش کہ جو پہنچایا اس نے ذخیرہ نہ کرنے کی طرف یہاں تک کہ محتاج ہو گئے زرہ کے گروی رکھنے کے اور تنگی گذران میں آپ کے صبر کا بیان ہے اور اور آپ کا تھوڑی چیز پر قناعت کرنے کا بیان ہے۔ اور اس میں فضیلت ہے آپ کی بیویوں کی آپ کے ساتھ ان چیزوں میں صبر کرنے کی وجہ سے۔ اور اس میں اور بھی فائدے ہیں جو اوپر بیان ہو چکے ہیں اور علماء نے کہا کہ حضرت ﷺ نے یہودی سے معاملہ کیا اور مال دار حضرات سے نہ کیا تو اس میں حکمت یا تو جواز کے بیان کی ہے یعنی ایسے کرنا جائز ہے یا اس لیے کہ اس وقت ان کے پاس اپنی حاجت سے زیادہ اناج نہ تھا یا آپ اس چیز سے ڈر گئے کہ اصحاب آپ سے مول نہ لیں گے پس آپ نے ان پر تنگی کرنے کا ارادہ نہ کیا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَّهَنَ دِرْعَهُ.

زرہ کے گروی رکھنے کا بیان۔

۲۲۲۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيْمَ الرَّهْنَ وَالْقَبِيْلَ فِي السَّلَفِ فَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ

۲۲۲۶۔ اعمش سے روایت ہے کہ ہم نے آپس میں ابراہیم کے پاس بیع میں گروی رکھنے اور ضامن لینے کا ذکر کیا تو ابراہیم نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے اسود نے اس نے

حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى مِنْ يَهُوْدِيٍّ طَعَامًا إِلٰى أَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ.

روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت ﷺ نے ایک یہودی سے اناج ادھار خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

فائدہ: اس کے ساتھ اس چیز پر استدلال کیا گیا ہے کہ کافر کے ہاتھ ہتھیاروں کا بیچنا جائز ہے اور اس میں اس چیز کی بھی دلیل ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں حضرت ﷺ کا یہ فرمان کہ ایماندار کی روح اس کے قرض کے بدلے لٹکائی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کا قرض ادا کر دیا جائے، بعض کہتے ہیں کہ اس کا محل غیر نفس پیغمبروں میں سے ہے اس لیے کہ پیغمبروں کی روحیں قرض کے بدلے نہیں لٹکائی جاتیں ہیں پس یہ خصوصیت ہے اور جو کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی زندگی میں زرہ چھڑالی تھی تو اس کا قول معارض ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے (فتح الباری)

بَابُ رَهْنِ السِّلَاحِ.

ہتھیاروں کے گروی رکھنے کا بیان۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری نے زرہ کے گروی رکھنے کے بعد ہتھیاروں کے گروی رکھنے کا باب اس لیے باندھا کہ زرہ درحقیقت ہتھیار نہیں بلکہ وہ تو صرف ایک آلہ ہے جس کے ساتھ ہتھیاروں سے بچاؤ کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے بعض کہتے ہیں کہ اس کو سونے چاندی کے ساتھ مزین کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ وہ ہتھیاروں کو تلوار کی مانند مزین کرنے کے قائل ہیں (فتح)

۲۳۲۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَا فَأَتَاهُ فَقَالَ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ فَقَالَ ارْهَنُوْنِيْ نِسَآئَكُمْ قَالُوْا كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَآئَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ فَارْهَنُوْنِيْ أَبْنَآئَكُمْ قَالُوْا كَيْفَ نَرْهَنُ أَبْنَآئَنَا فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ فَيُقَالُ رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ هٰذَا عَارٌ عَلَيْنَا وَلٰكِنَّا نَرْهَنُكَ

۲۳۲۷۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو کعب بن اشرف کے مار ڈالے؟ بے شک اس نے بہت رنج دیا ہے اللہ کو اور اس کے رسول ﷺ کو تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کو ماروں گا، سو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گیا اور کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ تو ایک یا دو وسق اناج ہمارے ہاتھ بیچے تو کعب نے کہا کہ تم اپنی عورتیں ہمارے پاس گروی رکھو تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں نے کہا کہ ہم تیرے پاس اپنی عورتیں کس طرح گروی رکھیں اور حالانکہ تو سب عرب میں زیادہ تر خوبصورت ہے یعنی ہم ڈرتے ہیں کہ ہماری عورتیں تجھ پر عاشق ہو جائیں تو پھر اس نے کہا کہ تم اپنے لڑکے بالے میرے پس گروی رکھو تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے لڑکے تیرے پاس کس طرح گروی

اللَّأْمَةَ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي السِّلَاحَ فَوَعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ فَقَتَلُوهُ ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ.

رکھیں پس گالی دیا جائے گا ایک ان کا پس کہا جائے گا کہ یہ ایک یا دو وسق سے گروی ہوا تھا یہ ہم پر عار ہے ولیکن ہم تیرے پاس ہتھیار گروی رکھتے ہیں سو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے وعدہ کیا کہ اس کے پاس آئے پھر انہوں نے اس کو مار ڈالا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی ۔ابن بطال نے کہا کہ یہ جو اس نے کہا کہ ہم تیرے پاس ہتھیار گروی رکھتے ہیں تو اس میں ہتھیاروں کے گروی رکھنے کے جواز کی دلالت تو نہیں ہے بلکہ یہ کلام تو معاریض مباح سے ہے عرب وغیرہ میں ۔اور ابن متین نے کہا کہ یہ حدیث باب کے مطابق نہیں ہے کیونکہ انہوں نے تو اس کو دھوکہ دینے کا قصد کیا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پکڑا جاتا ہتھیاروں کے رہن رکھنے کا جواز پہلی حدیث سے اور سوائے اس کے نہیں کہ بالاتفاق جائز ہے بیچنا اور گروی رکھنا اس کا اس شخص کے پاس کہ جس کے لیے ذمہ یا عہد ہو۔اور کعب کے ساتھ عہد تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کسی کی مدد نہ کرے گا لیکن اس نے اپنا عہد توڑ ڈالا تھا،اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر نہ ہوتا متعاد ان کے نزدیک گروی رکھنا ہتھیاروں کا اہل عہد کے پاس تو ان کو اس کے آگے پیش نہ کرتے اس لیے کہ اگر وہ اس کے سامنے وہ چیز پیش کرتے کہ جس کی عادت جاری نہ تھی تو البتہ اس کو ان پر شک پیدا ہو جاتا اور ان سے وہ چیز رہ جاتی جس کا انہوں نے ارادہ کیا تھا اس کے ساتھ دغابازی کرنے کا اور جب کہ وہ اس کے فریب دینے کے در پے تھے تو انہوں نے اس کے اس چیز کے ساتھ وہم دلایا کہ وہ ایسا کام کریں گے کہ جس کو کرنا ان کے نزدیک جائز تھا اور اس نے بھی اس چیز پر ان کی موافقت کی اس لیے کہ اس کو معلوم تھا کہ یہ لوگ سچے ہیں تو اس کے ساتھ ان کی دغابازی کامیاب ہوگئی،اور رہی یہ بات کہ اس نے عہد توڑ ڈالا تھا تو یہ درحقیقت ایسا ہی ہے مگر نہ انہوں نے اس کو معلوم کروایا اور نہ اس نے ان کو معلوم کروایا اور سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوا ہے محاورہ ان کے درمیان اس چیز کی بنا پر کہ اس کو ظاہری حال چاہتا ہے تو مطابقت کے لئے بس یہی کافی ہے،اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس شخص کو مار ڈالنا ٹھیک ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے اگرچہ وہ معاہد ہی کیوں نہ ہو برخلاف ابوحنیفہ کے۔(فتح)

بَابُ الرَّهْنُ مَرْكُوبٌ وَّمَحْلُوبٌ وَّقَالَ مُغِيْرَةُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ تُرْكَبُ الضَّالَّةُ بِقَدْرِ عَلَفِهَا وَتُحْلَبُ بِقَدْرِ عَلَفِهَا وَالرَّهْنُ مِثْلُهُ.

جو چیز کہ گروی ہو جائز ہے سواری کرنی اس کی اور دودھ دوہنا اس کا۔یعنی اور مغیرہ نے ابراہیم سے روایت کی ہے کہ سواری کی جائے گی گروی چیز کی بقدر (قیمت) گھاس اس کی کے اور دودھ دوہا جائے اس کا بقدر قیمت

گھاس اس کی کے اور گروی کی چیز بھی اس کی مانند ہے یعنی اس کا بھی یہی حکم ہے۔

۲۳۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ الرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ وَيُشْرَبُ لَبَنُ الدَّرِّ إِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا.

۲۳۲۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گروی جانور کی سواری کی جائے اس کے دانے گھاس کے بدلے اور دودھ والے جانور کا دودھ پیا جائے جب کہ ہو گروی۔

۲۳۲۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَّلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَّعَلَى الَّذِيْ يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ النَّفَقَةُ.

۲۳۲۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سواری کے جانور کی سواری کی جائے بدلے خرچ کرنے اس کے کے جب کہ ہو گروی اور جو سواری کرے اور دودھ پیے اس پر ہے خرچ۔

فائدہ: یعنی خواہ راہن اور مرتہن میں سے کوئی بھی ہو حدیث کا ظاہر یہی ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس شخص کی جو کہتا ہے کہ کہ مرتہن کا رہن سے فائدہ اٹھانا جائز ہے جب کہ اس کے ساتھ مصلحت قائم ہو اگرچہ مالک نے اس کو اجازت نہ بھی دی ہو اور یہی قول ہے امام احمد، اسحاق اور ایک جماعت کا کہتے ہیں کہ فائدہ اٹھائے مرتہن رہن سے یعنی گروی رکھی ہوئی چیز سے اس پر سواری کرنے اور اس کا دودھ دھونے کے ساتھ اس پر خرچ کے اندازے کے ساتھ اور ان دونوں کے سوا کوئی فائدہ نہ اٹھائے مفہوم حدیث کی وجہ سے یعنی مفہوم حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کی سواری اور کسی چیز سے فائدہ اٹھانا درست نہیں اور رہا اس میں اجمال کا دعویٰ تو پس دلالت کرتی ہے حدیث اپنے منطوق ہونے کی وجہ سے خرچ کرنے کے عوض فائدے کو مباح ہونے پر، اور یہ مرتھن کے ساتھ خاص ہے اس لیے کہ حدیث اگرچہ مجمل ہے مگر وہ مرتہن کے ساتھ خاص ہے اس لیے کہ مرہون کے ساتھ رہن کا فائدہ اٹھانا اس لیے ہے کہ وہ اس کی گردن کا مالک ہے نہ اس لیے کہ وہ اس پر خرچ کرتا ہے بخلاف مرتہن کے۔ اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مرتہن گروی چیز سے کسی طرح کا بھی فائدہ نہ اٹھائے اور انہوں نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ حدیث قیاس کے برخلاف وارد ہوئی ہے دو وجہ سے ایک تو یہ کہ جائز رکھنا سواری کا اور دودھ پینے کا غیر مالک کے لیے مالک

کی اجازت کے بغیر اور دوسرا یہ کہ ضامن ٹھہرانا اس کا بدلے اس کے ساتھ خرچ کرنے کے نہ کہ قیمت کے ساتھ یعنی سوار کرنے اور دودھ پینے کا بدلہ خرچ کو ٹھہرایا ہے اور قیمت کو اس کا بدلہ نہیں ٹھہرایا، ابن عبد البر نے کہا کہ یہ حدیث جمہور علماء کے نزدیک رد کرتی ہیں اس کو اصول مجمع علیھا اور آثار ثابتہ جن کی صحت میں اختلاف نہیں اور دلالت کرتی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے منسوخ ہونے پر جو ابواب مظالم میں گذر چکی ہے کہ نہ دوہا جائے جانور کسی مرد کا اس کی اجازت کے بغیر۔ اور امام شافعی نے کہا کہ اس حدیث میں مراد راہن ہے اور طحاوی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ ایک روایت میں صریح آچکا ہے کہ جب کوئی جانور گروی ہو تو مرتہن پر اس کی گھاس تو یہ بات ثابت ہوئی کہ مرتہن مراد ہے راہن نہیں، پھر طحاوی نے اس طرح جواب دیا کہ یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ یہ حکم بیاج کے ہونے سے پہلے تھا پھر جب بیاج حرام ہوا تو جو اس کی مانند تھا وہ بھی حرام ہو گیا دودھ کے تھنوں میں بیچنے کی طرح اور ہر قرض کہ کھینچے منفعت کو وہ بیاج ہے پس دور ہوا ساتھ حرام کرنے بیاج کے جو کچھ کہ اس مرتہن کو مباح تھا اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح کی نہیں ثابت ہوتا ہے نسخ احتمال کے ساتھ اور اس میں تاریخ کا معلوم ہونا مشکل ہے اور حدیثوں میں تطبیق ممکن ہے اور اوزاعی اور لیث اور ابو ثور کا یہ مذہب ہے کہ جب راہن گروی چیز پر خرچ کرنے سے باز رہے تو اس وقت مرتہن کو خرچ کرنا جائز ہے جانور پر اس کی دیکھ بھال اور اور اس کو زندہ رکھنے کے لیے اور اس کی مالیت کو باقی رکھنے کے لیے۔ اور مرفق نے مغنی میں دلیل پکڑی ہے یعنی امام احمد کے قول کی وجہ سے وہ اس طرح کہ جانور کا خرچ واجب ہے اور مرتہن کے لیے اس میں حق ہے اور ممکن ہے اپنے حق کو پورا لینا گروی چیز کی منفعت سے اور مالک کی طرف سے نائب ہونا اس چیز میں کہ جو اس پر واجب ہے اور پورا لینا اس کا اس کی منفعت سے پس جائز ہوگا یہ اس کے لیے جیسا کہ جائز ہے عورت کے لیے اپنا خرچ لینا خاوند کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر جب کہ وہ یہ خرچ دینے سے باز رہے اور بیوی کا اس کی طرف سے خود پر خرچ کرنے کے لیے نائب کی حیثیت رکھنا۔ (فتح)

مترجم کہتا ہے کہ امام ترمذی نے اپنی جامع میں نقل کیا ہے کہ کہ امام احمد اور اسحاق وغیرہ بعض اہل علم کے نزدیک مرتہن کو گروی چیز سے فائدہ اٹھانا جائز ہے اور امام ترمذی متقدم ناقل ہے سو اس نے مطلق فائدہ اٹھانے کا جواز ان سے نقل کیا ہے کوئی قید ذکر نہیں کی کہ فائدہ بقدر خرچ کے ہو یا کم و بیش اور اطلاق حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ یہ بات معلوم ہے کہ فائدہ اور خرچ دونوں مساوی نہیں ہوتے کہیں خرچ زیادہ ہوتا ہے اور فائدہ کم ہوتا ہے اس لیے کہ یہ بات معلوم ہے کہ کبھی گائے بھینس وغیرہ چار یا آنہ آنہ کا مثلا ہر دن چارہ کھاتی ہے اور دودھ دو آنے کا بھی نہیں دیتی اور نیز پھر جب دودھ دینے کی مدت ختم ہو جاتی ہے اور گائے بھینس دودھ سے سوکھ جاتی ہے تو پھر ایک مدت دراز تک مفت چارہ کھلانا پڑتا ہے دو یا چار آنے کا مثلا ہر دن چارہ کھا جاتی ہے اور منفعت بالکل ندارد پس یہ نقصان کہاں سے پورا ہوگا؟ اور اس طرح سواری کے جانور کو خیال کرنا چاہیے کہ چارہ تو ہر دن کھلانا پڑتا

ہے اور سواری کی کبھی کبھی ضرورت ہوتی ہے اور اسی طرح کبھی خرچ کم ہوتا ہے اور فائدہ زیادہ کہ کبھی مثلا دو آنے کا ہر دن چارہ کھلانا پڑتا ہے اور چار یا آٹھ آنے کا ہر روز دودھ دیتی ہے۔ پس امام احمد کی طرف اس بات کو منسوب کرنا کہ وہ بقدر خرچ کے فائدہ اٹھانے کو جائز کہتے ہیں ٹھیک نہیں اور یہ جو ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ حدیث اصول کے مخالف ہے الخ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فتح الباری صفحہ تین سو بہتر میں مذکور ہے کہ حدیث صحیح بسر خود اصل ہے پس کس طرح جائز ہے یہ کہ کہا جائے کہ اصل خود اپنے تئیں مخالف ہے اور نیز صفحہ چار سو چار میں ہے کہ جب سنت ایک حکم کے برقرار رکھنے کے ساتھ وارد ہو تو وہ حدیث بسر خود اصل ہوتی ہے اس کو دوسرے اصل کی مخالفت ضرر نہیں کرتی اور چونکہ یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے تو اصول کی مخالفت اس کو نقصان نہ دے گی اور نیز احتمال ہے کہ اس کا محل اصول سے مخصوص اور مختص اور مستثنیٰ ہو اور نواب صدیق حسن مرحوم نے بدور الاہلہ میں لکھا ہے کہ گروی چیز کے سب منافع مرتہن کے واسطے ہیں اور یہ کہا کہ دو چیزیں تو حدیث میں منصوص ہیں اور باقی سب چیزیں قیاس سے ان کے ساتھ ملحق ہیں اور مولانا خرم علی مرحوم نے درمختار کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ مرتہن کو فائدہ اٹھانا جائز ہے اور ترک اولیٰ ہے اور مولوی عبدالحی لکھنوی نے اپنے رسالہ الفلک المشحون میں لکھا ہے کہ جمہور سلف اور خلف کا یہ مذہب ہے کہ اگر مالک اجازت دے تو مرتہن کو گروی چیز سے فائدہ اٹھانا درست ہے اور امام احمد کے نزدیک مطلق درست ہے خواہ مالک اجازت دے یا نہ دے پس اگر مذہب جمہور کے مطابق کوئی مالک کی اجازت سے گروی چیز سے فائدہ اٹھائے تو ملام اور مطعون نہ ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ الرَّهْنِ عِنْدَ الْيَهُوْدِ وَغَيْرِهِمْ.

یہود وغیرہ کے نزدیک گروی رکھنے کا بیان۔

۲۳۳۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اشْتَرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَهُوْدِيٍّ طَعَامًا وَّرَهَنَهُ دِرْعَهُ.

۲۳۳۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے اناج خریدا اور اپنی زرہ اس کے پا گروی رکھی۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ کافروں کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے۔ اور اس کی بحث پہلے بھی گذر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا اخْتَلَفَ الرَّاهِنُ وَالْمُرْتَهِنُ وَنَحْوُهُ فَالْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ

جب مختلف ہوں راہن اور مرتہن اور مانند اس کی یعنی مانند اختلاف بائع اور مشتری کے تو گواہ مدعی پہ ہے اور قسم مدعا علیہ پر۔

فائدہ: اختلاف یا تو اصل گروی چیز میں ہو جیسا کہ کہے کہ تو نے فلاں چیز میرے پاس گروی رکھی تھی اور وہ انکار

کرے اور یا اس کی مقدار میں ہو جیسا کہ کہے کہ تو نے میرے پاس زمین گروی رکھی تھی اس کے درختوں کے ساتھ اور راہن کہے کہ میں نے تو صرف زمین ہی گروی رکھی ہے یا اس کی تعیین میں جیسا کہ کہے کہ تو نے میرے پاس غلام گروی رکھا تھا اور راہن کہے کہ نہیں بلکہ کپڑا رکھا تھا اور یا اس کی قیمت میں اختلاف ہو جیسا کہ کہے کہ تو نے بیس روپے گروی رکھے تھے اور وہ کہے کہ نہیں بلکہ دس روپے گروی رکھے تھے (ق) مدعی اور مدعیٰ علیہ کی تعریف کتاب الشہادات میں آئے گی اور ملخص یہ ہے کہ مدعی اس کے کہتے ہیں کہ اگر دعویٰ چھوڑ دے تو دعویٰ چھوڑ دیا جائے گا اور مدعا علیہ اس کے خلاف ہے۔(فتح)

۲۳۳۱۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى أَنَّ الْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ.

۲۳۳۱۔ ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف لکھا اور اس نے دو عورتوں کے مقدمہ میں لکھا جو آپس میں جھگڑتی تھیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے میری طرف لکھا کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ قسم مدعا علیہ پر ہے۔

فائدہ: اس سے امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ یہ حدیث اپنے عموم پر محمول ہے یعنی یہ حدیث عام ہے اور اس کا حکم سب کو شامل ہے خواہ راہن ہو یا مرتہن یا اور کوئی برخلاف اس شخص کے کہ کہتا ہے کہ رہن میں معتبر قول مرتہن کا ہے جب کہ وہ رہن کی مقدار میں تجاوز نہ کرے اس لیے کہ گروی چیز مرتہن کے لیے گواہ کی طرح ہے۔ابن متین نے کہا کہ امام بخاری کا میلان اس طرف ہے کہ گروی چیز شاہد نہیں ہوتی۔(فتح)

۲۳۳۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَقَرَأَ إِلٰى عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ ثُمَّ إِنَّ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَحَدَّثْنَاهُ قَالَ فَقَالَ صَدَقَ لَفِيَّ وَاللّٰهِ

۲۳۳۲۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو قسم کھائے کسی چیز کی کہ اس کے سبب کسی مال کا مستحق ہو اور وہ اس قسم کھانے میں جھوٹا ہو تو ملے گا اللہ سے اس حال میں کہ وہ اس پر نہایت غضبناک ہو گا پھر اللہ نے اس حکم کے سچ کرنے کے بیچ یہ آیت اتاری کہ جو لوگ کہ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں سو اس نے عذابٌ الیمٌ تک یہ آیت پڑھی، پھر اشعث بن قیس ہماری طرف نکلا اور کہا کہ حدیث بیان کرتا ہے تم سے ابو عبدالرحمن یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہم نے اس کو حدیث بتلائی تو اس نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سچا ہے البتہ یہ آیت میرے حق میں اتری کہ

أُنْزِلَتْ كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُوْمَةٌ فِي بِئْرٍ فَاخْتَصَمْنَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِيْنُهُ قُلْتُ إِنَّهُ إِذًا يَّحْلِفُ وَلَا يُبَالِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا وَّهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ ثُمَّ اقْتَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ. ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا إِلَى وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾.

میرے اور ایک مرد کے درمیان ایک کنویں کے بارے میں جھگڑا تھا تو ہم دونوں حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ضرور ہے کہ تیرے دو گواہ ہوں یا اس کی قسم ہو یعنی کہا کہ اب یہ قسم کھائے گا اور پرواہ نہ کرے گا یعنی یہ سچ جھوٹ سے کبھی پرواہ نہیں کرتا تو اللہ نے اس کی تصدیق کے لیے یہ آیت اتاری: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا إِلَى وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾.

فائدہ: یہ حدیث کتاب الشرب میں گذر چکی ہے اور یہاں مراد حضرت ﷺ کا یہ قول ہے کہ تیرے دو گواہ ہوں یا اس کی قسم ہو اس لیے کہ اس میں دلیل ہے ترجمہ باب کے لئے کہ گواہ مدعی پر ہے اور شاید کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ اس کے بعض طریقوں میں باب کا لفظ آ چکا ہے اور وہ بیہقی وغیرہ میں ہے جیسا کہ کہ آئندہ آئے گا اور شاید کہ جب کہ وہ اس کی شرط پر نہ تھا تو اس کے ساتھ باب باندھا اور وارد کی وہ حدیث جو کہ اس چیز پر ان کی شرط کے مطابق دلالت کرتی تھی۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْعِتْقِ

کتاب ہے بیچ بیان آزاد کرنے غلام کے

فائدہ: عتق کا معنی ہے ملک کو دور کرنا۔

بَابٌ فِي الْعِتْقِ وَفَضْلِهٖ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَكُّ رَقَبَةٍ أَوْ إِطْعَامٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ﴾.

باب ہے بیچ بیان آزاد کرنے کے اور ثواب اس کے کے اور بیان اس آیت کا کہ چھڑانا گردن کا یا کھلانا بھوک کے دن میں بن باپ کے لڑکی کو جو ناتے دار ہو۔

فائدہ: گردن آزاد کرنے سے مراد غلام چیز کا چھڑانا ہے یہ نام رکھنا اس چیز کا ہے ساتھ نام بعض اس کے اور سوائے اس کے نہیں کہ خاص کی گئی ہے ساتھ ذکر کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ حکم سید کا اس پر پھانسی کی طرح ہے اس کے گلے میں۔ پس جب آزاد ہو تو پھانسی اس کی گردن سے ٹوٹ جائے گی اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ گردن کا چھوڑانا خاص ہے اس شخص کے ساتھ جو کہ اس کی گردن کو آزاد کرنے میں مدد کرے یہاں تک کہ وہ آزاد ہو جائے ،روایت کہ یہ حدیث احمد اور ابن حبان وغیرہ نے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا آزاد کر جان کو اور چھوڑ گردن کو کسی نے کہا یا حضرت ﷺ کیا یہ دونوں ایک ہی چیز نہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں جان کا آزاد کرنا یہ ہے کہ تو اس کو آزاد کرنے میں اکیلا ہو اور گردن کا چھڑانا یہ ہے کہ تو اس کے آزاد کرنے میں مدد کرے یعنی اس کی قیمت میں ،اور جب کہ ثابت ہوئی فضیلت آزادی پر مدد کرنے کے بارے میں تو بطریق اولیٰ اکیلے آزاد کرنے کی فضیلت بھی ثابت ہوئی۔ (فتح)

۲۳۳۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ مَرْجَانَةَ صَاحِبُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ قَالَ لِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ امْرَأً مُّسْلِمًا اسْتَنْقَذَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا مِّنْهُ مِنَ النَّارِ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ مَرْجَانَةَ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ إِلٰى عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ

۲۳۳۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مرد کہ آزاد کرے مسلمان مرد کو تو چھوڑ دے گا اللہ اس کے ہر ایک جوڑ کے بدلے اس کا ہر ایک جوڑ دوزخ سے تو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس حدیث کو علی بن حسین رضی اللہ عنہ یعنی امام زین العابدین کے پاس لے گیا سو امام زین العابدین نے اپنے ایک غلام کی طرف قصد کیا کہ اس کو اس کے بدلے عبد اللہ بن جعفر دس ہزار درہم یا ایک ہزار دینار دیتا تھا سو اس کو آزاد کیا۔

فَعَمَدَ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِلٰى عَبْدٍ لَهُ قَدْ أَعْطَاهُ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَشَرَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ أَوْ أَلْفَ دِينَارٍ فَأَعْتَقَهُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام آزاد کرنے کا بڑا ثواب ہے اور یہ کہ مرد کا آزاد کرنا عورت کے آزاد کرنے سے اولیٰ ہے بخلاف اس شخص کے کہ جو کہتا ہے کہ عورت کا آزاد کرنا افضل ہے اس دلیل کی وجہ سے کہ وہ کہتا ہے کہ اس کی اولاد بھی آزاد ہو جائے گی اور یہ بھی برابر ہے کہ اس سے غلام نکاح کرے یا آزاد بخلاف مرد کے کہ یہ بات اس میں نہیں پائی جاتی ہے۔ اور اس کے مقابلے میں یہ دلیل ہے کہ عورت کا آزاد کرنا اکثر اوقات لازم پکڑتا ہے اس کے ضائع ہونے کو اور نیز اس لیے بھی کہ مرد کے آزاد کرنے میں عام معنی پائے جاتے ہیں جو کہ عورت کے آزاد کرنے میں نہیں پائے جاتے جیسا کہ مرد حکومت وقضا کے لائق ہے نہ کہ عورت۔ اور یہ جو فرمایا کہ اللہ غلام کے ایک ایک جوڑ کے بدلے آزاد کرنے والے کے ایک ایک جوڑ کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دیتے ہیں تو یہ اس طرف اشارہ ہے کہ گردن پوری آزاد کرنی چاہیے اس میں کمی نہ ہو تا کہ ثواب مکمل حاصل ہو جائے۔ اور خطابی نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ معاف کیا جاتا ہے نقص جو منفعت سے جبر پورا کیا گیا ہے خصی کی مانند مثلا جب کہ اس کے ساتھ فائدہ اٹھایا جاتا ہو اس چیز میں کہ نر کے ساتھ فائدہ نہیں ہوتا اور یہ قول اس کا مقام منع میں ہے اور اس کو امام نووی وغیرہ نے منکر خیال کیا ہے اور کہا ہے کہ خصی اور ہر ناقص کے آزاد کرنے میں بھی فضیلت ہے لیکن کامل اولیٰ ہے۔ اور ابن منیر نے کہا ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ جو گردن کفارے میں آزاد کی جائے وہ ایماندار ہو اس لیے کہ کفارہ آگ سے چھڑانے والا ہے پس لائق ہے کہ نہ واقع ہو کفارہ مگر چھڑائے گئے کی آگ سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ شرمگاہ کے بدلے شرمگاہ کو آزاد کیا جاتا ہے تو ابن عربی نے کہا کہ یہ بات مشکل ہے اس اعتبار سے کہ نہیں متعلق ہوتا شرمگاہ کے ساتھ کوئی گناہ جو واجب کرے اس کے لئے جہنم کی آگ کو سوائے زنا کے، پس اگر اس کو صغیرہ گناہوں پر محمول کیا جائے جیسے آپس میں زانو کا لگانا تو نہیں مشکل ہے آزاد ہونا اس کا آگ سے نہیں تو زنا کبیرہ گناہ ہے نہیں اترتا ہے مگر توبہ کے ساتھ۔ پھر کہا کہ یہ احتمال بھی ہے کہ آزاد کرنا راجح اور بھاری ہوتا ہے تو لنے کے اعتبار سے اس طرح کہ ہو ترجیح دینے والا نیکیوں کے لیے آزاد کرنے والے کے ایسی ترجیح کے زنا کے گناہ کے برابر ہو اور اس میں شرمگاہ کی کوئی خصوصیت نہیں ہے بلکہ آتا ہے اس کے غیر میں بھی اعضاء سے اس چیز سے کہ اختیار کیا ہے اس نے اس کو بیچ اس کے مانند ہاتھ کی غصب میں مثلا۔ (فتح)

بَابُ أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟

آزاد کرنے کے واسطے کون غلام بہتر ہے؟

۲۳۳۴۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ

۲۳۳۴۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيْلِهِ قُلْتُ فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ قَالَ أَعْلَاهَا ثَمَنًا وَّأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا قُلْتُ فَإِنْ لَّمْ أَفْعَلْ قَالَ تُعِيْنُ صَانِعًا أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ قَالَ فَإِنْ لَّمْ أَفْعَلْ قَالَ تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلٰى نَفْسِكَ.

سے پوچھا کون سا عمل افضل ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا میں نے کہا کون سا غلام بہتر ہے یعنی آزاد کرنے کے اعتبار سے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا جو مول میں بہت مہنگا ہو اور اپنے مالکوں کے نزدیک بہت نفیس اور عمدہ ۔میں نے کہا کہ اگر میں نہ کر سکوں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدد کر کاریگر کی یا کام کر عاجز کے لیے۔ میں نے کہا اگر میں یہ بھی نہ کرسکوں؟ فرمایا کہ چھوڑ لوگوں کو بدی سے یعنی ان کے ساتھ بدی نہ کر کہ تحقیق یہ صدقہ ہے کہ تو اس کو اپنی جان پر صدقہ کرتا ہے۔

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ محل اس کا اس شخص کے حق میں ہے جو ایک غلام آزاد کرنا چاہے۔ ہاں اگر کسی شخص کے پاس مثلا ہزار درہم ہوں اور ان کے ساتھ غلام خرید کر آزاد کرنا چاہے تو وہ ایک یا دو عمدہ ترین غلام پائے تو دو غلام بنسبت ایک کے افضل ہیں اور یہ حکم قربانی کے برخلاف ہے اس لیے کہ اس میں ایک بہترین اور فربہ قربانی افضل ہے اس لیے کہ اس جگہ گردن کا چھوڑانا مطلوب ہے اور وہاں گوشت کا عمدہ ہونا مطلوب ہے۔اور ظاہر کہ یہ حکم اشخاص کے مختلف ہونے کے اعتبار سے مختلف ہے۔مگر کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک غلام آزاد کرنا بہت سے غلام آزاد کرنے سے زیادہ اجر ثواب کا باعث ہوتا ہے اسی طرح اکثر گوشت کے زیادہ ہونے کی حاجت ہوتی ہے حاجت مندوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے اس پر جو اس کے ساتھ فائدہ اٹھاتے ہیں اکثر اس چیز سے کہ فائدہ اٹھایا جاتا ہے گوشت کے عمدہ ہونے کے ساتھ ،پس ضابطہ یہ ہے کہ جس میں زیادہ فائدہ ہو وہی بہتر ہے اس سے صرف نظر کہ تھوڑا ہے یا زیادہ۔اور اس کے ساتھ دلیل پکڑی ہے امام مالک نے کہ کافر غلام کا آزاد کرنا جب کہ وہ قیمت میں بہت مہنگا ہو بہتر ہے مسلمان غلام سے اور اصبغ وغیرہ نے اس کی مخالفت کی ہے کہتے ہیں کہ اس سے مراد مسلمان غلام ہے۔اور پہلی حدیث میں اس کی تقیید گذر چکی ہے اور اس حدیث میں اس کی بھی دلیل ہے کہ برائی سے رکے رہنا آدمی کے فعل اور کسب میں داخل ہے یہاں تک کہ اس میں ثواب وعذاب بھی دیا جاتا ہے لیکن اتنا فرق ہے کہ نیت اور قصد کے بغیر باز رہنے سے ثواب حاصل نہیں ہوتا۔اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاد ایمان کے بعد تمام اعمال میں سے افضل ہے اور پہلے گذر چکی ہے تطبیق مختلف احادیث میں اعمال کے افضل ہونے کے اختلاف کے بارے میں ،اور بعض کہتے ہیں کہ اس جگہ ایمان کے ساتھ جہاد کو اس لیے جوڑا گیا ہے کہ وہ اس وقت تمام اعمال سے بہتر تھا اور قرطبی نے کہا کہ جہاد کا افضل ہونا اس وقت ہے کہ جب وہ معین ہو اور والدین سے نیکی کی

فضیلت اس شخص کے لیے ہے جس کے ماں باپ موجود ہوں تو وہ ان کی اجازت کے بغیر جہاد نہ کرے، حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ کے جوابات کا مختلف ہونا سائلوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور اس حدیث میں سوال کرنے میں حسن مراجعت ہے اور مفتی اور معلم کا اپنے شاگرد پر صبر کرنا اور اس کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ ابن حبان وغیرہ نے یہ حدیث بہت لمبی نقل کی ہے اور اس میں بہت سوال جواب شامل ہیں جن میں بہت سے فوائد ہیں ان میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس نے سوال کیا کہ مسلمانوں میں کون بہت کامل ہے اور کون بہت اسلم ہے، اور کون سی ہجرت اور جہاد اور صدقہ اور نماز افضل ہے اور نیز اس میں پیغمبروں کا ذکر ہے اور ان کی گنتی اور ان کی کتابوں کا بھی ذکر ہے۔ اور بہت سے آداب ہیں۔ اور امر و نہی سے ابن منیر نے کہا کہ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ ایک غیر کاریگر سے ایک کاریگر کی اعانت افضل ہے اس لیے کہ جو غیر کاریگر ہو وہ جگہ گمان اعانت کی ہے پس ہر ایک اس کی مدد کرتا ہے بخلاف کاریگر کے کہ اس کے کاریگری میں مشہور ہونے کی وجہ سے وہ نظر انداز کر دیا جاتا ہے تو یہ مستور پر صدقہ کرنے کی جنس میں سے ہے۔ انتہی (فتح)

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعَتَاقَةِ فِي الْكُسُوفِ أَوِ الْآيَاتِ.

مستحب ہے آزاد کرنا غلام کا بیچ وقت سورج گہن کے اور دوسری نشانیوں کے۔

۲۳۳٤۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَاقَةِ فِي كُسُوْفِ الشَّمْسِ. تَابَعَهُ عَلِيٌّ عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ عَنْ هِشَامٍ.

۲۳۳۴۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ آزاد کرنے کے بیچ وقت سورج گہن کے۔

۲۳۳٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا عَثَّامٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ كُنَّا نُؤْمَرُ عِنْدَ الْخُسُوْفِ بِالْعَتَاقَةِ.

۲۳۳۶۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سورج گہن کے وقت ہم کو غلام آزاد کرنے کا حکم ہوتا تھا۔

فائدہ: حدیث باب میں گہن کے علاوہ اور کسی نشانی کا ذکر نہیں ہے اور شاید یہ اس طرف اشارہ ہے جو اس کے بعض طرق میں وارد ہوا ہے کہ سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں اللہ ان کے ساتھ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اور اکثر ڈرانا آگ کے ساتھ ہوتا ہے تو مناسب ہوا واقع ہونا آزادی کا جو آگ سے آزاد کر دیتی ہے اور

گہن نماز مشروعہ کے ساتھ خاص ہوتا ہے برخلاف دوسری نشانیوں کے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَ اثْنَيْنِ أَوْ أَمَةً بَيْنَ الشُّرَكَاءِ.

جب کہ آزاد کرے غلام کو جو مشترک ہو دو آدمیوں کے درمیان یا لونڈی کہ جو کئی شریکوں کے درمیان مشترک ہو۔

فائدہ: ابن تین نے کہا مراد یہ ہے کہ غلام لونڈی کی مانند ہی ہے غلامی میں دونوں کے مشترک ہونے کی وجہ سے۔ اور تحقیق بیان کیا گیا ہے ابن عمر کی حدیث کے آخر باب میں کہ وہ فتوے دیتے تھے ان دونوں میں ساتھ اس کے اور گویا کہ یہ اشارہ ہے اسحق بن راھویہ کے قول کے رد کی طرف کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ مردوں کے اور عورتوں کو یہ حکم شامل نہیں ہے اور جمہور اس کی مخالفت میں کہتے ہیں کہ حکم میں مرد و عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ یا تو اس وجہ سے کہ لفظ عبد سے مراد جنس ہے مانند اللہ تعالیٰ کے قول کے الا اتی الرحمن عبدا اس لیے کہ یہ مرد و عورت دونوں کو شامل ہے یا تو قطعی طور پر یا بطور الحاق کے نہ کہ فارق ہونے کے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فتوے دیا کرتے تھے غلام اور لونڈی کے بارے میں جب کہ وہ کئی شریکوں کے درمیان ہو۔ اور حدیث کے آخر میں ہے کہ وہ اس بات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا کرتے تھے، تو ظاہر ہے کہ یہ حدیث ساری مرفوع ہے۔ اور دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا غلام یا لونڈی میں حصہ ہو اور یہ حدیث اس باب میں نہایت صریح ہے اور امام الحرمین نے کہا کہ ادراک ہونا لونڈی کا اس حکم میں مانند غلام کی حاصل ہے واسطے سامع کے پہلے سمجھنے سے واسطے وجہ جمع اور فرق کے۔ میں کہتا ہوں کہ تحقیق فرق کیا ہے ان دونوں کے درمیان عثمان لیثی نے اس چیز کے ساتھ کی دوسروں نے لیا سو اس نے کہا کہ جاری ہوتا ہے آزاد کرنا شریک کا اس کے تمام میں اور اس کے لیے شریک میں کچھ نہیں ہے مگر یہ کہ لونڈی خوبصورت ہو کہ ارادہ کیا جائے صحبت کا پس ضامن ہوگا اس چیز کا کہ داخل کیا اس نے اپنے شریک پر ضرر سے۔ اور نووی نے کہا کہ اسحاق کا قول مخالف ہے اور عثمان لیثی کا قول فاسد ہے۔ (فتح)

۲۳۳۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَ اثْنَيْنِ فَإِنْ كَانَ مُوْسِرًا قُوِّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ يُعْتَقُ.

۲۳۳۷۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آزاد کرے غلام کو جو دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو پس اگر آزاد کرنے والا مال دار ہو تو اس پر غلام کی قیمت کی جائے یعنی قیمت انصاف پھر آزاد ہو جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا ظاہر عموم ہے یعنی یہ حدیث عام ہے خواہ کوئی آزاد کرے لیکن وہ بالاتفاق مخصوص ہے پس صحیح نہیں ہے آزاد کرنا دیوانے سے اور نہ اس سے جس کو تصرف سے باز رکھا گیا ہو بے عقل ہونے کی وجہ سے اور اسی

طرح جو مفلس ہونے کی وجہ سے تصرف سے روکا گیا ہو اور غلام اور مرض الموت کا بیمار اور کافر ہو تو ان کے آزاد کرنے میں اختلاف ہے اور شافعیہ کے نزدیک مرض الموت میں آزاد کرنا جاری نہیں ہوتا مگر جب تہائی اس کی گنجائش رکھے اور بیماری میں مطلق جاری نہیں ہوتا اور کافر کے آزاد کرنے کی بحث عنقریب آئے گی اور یہ جو کہا کہ جو آزاد کرے تو اس سے نکل جاتا ہے جو آزاد ہوا اوپر اس کے ساتھ اس طرح کہ وارث ہو بعض اس شخص کا جو آزاد ہوتا ہے اوپر اس کے ساتھ قرابت کے پس نہیں سرایت کرتا یہ آزاد کرنا جمہور کے نزدیک یعنی اس عتق کے سبب تمام غلام اس پر آزاد ہوگا اور نہ اس پر باقی شریکوں کے حصے کی قیمت ادا کرنا ہوگی۔ اور ایک روایت امام احمد سے یہ بھی ہے اور اسی طرح اگر عاجز ہو مکاتب اس کے بعد کہ خریدے ایک حصہ کہ جو اس کے مالک پر آزاد ہوتا ہے پس تحقیق مالک اور عتق حاصل ہوتے ہیں مالک کے فعل کے بغیر پس وہ مانند وارث ہونے کے ہے۔ اور اختیار میں داخل ہے جب کہ مجبور کیا جائے حق کے ساتھ اور اگر اپنے حصے کو آزاد کرنے کی وصیت کرے جس میں وہ کسی کا شریک ہے یا وہ اپنے غلام کا ایک حصہ آزاد کرنا چاہے تو یہ بھی جمہور کے نزدیک سرایت نہیں کرتا اس لیے کہ مال وارث کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور مردہ تنگدست ہو جاتا ہے اور مالکیہ سے ایک روایت ہے۔ اور مفہوم حدیث کے باوجود جمہور کی دلیل یہ ہے کہ سرایت خلاف قیاس ہے پس خاص ہو مورد نص کے ساتھ اور نیز اس لیے بھی کہ تلف شدہ چیزوں کی قیمت ٹھہرانے کی راہ ڈانڈ کی راہ ہے پس تقاضہ کرتی ہے تخصیص کا ساتھ صادر ہونے امر کے کہ ٹھہرایا جائے تلف۔ اور اس حدیث کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عتق اسی وقت واقع ہو جاتا ہے یعنی غلام فی الحال اسی وقت آزاد ہو جاتا ہے۔ اور جمہور کہتے ہیں کہ جو عتق کسی صفت کے ساتھ معلق ہو جب وہ صفت پائی جائے تو وہ بھی اسی وقت آزاد ہو جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ دو کے درمیان ہو تو یہ بطور مثال کے نہیں ہے۔ تو دو یا زیادہ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر غلام کا یہی حکم ہے لیکن اس سے جنایت کرنے والا اور مرہون مستثنیٰ ہے پس اس کے بارے میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ جنایت اور رہن میں آزادی سرایت نہیں کرتی اس لیے کہ اس میں باطل کرنا مرتہن اور مجنیٰ علیہ کا حق ہے۔ پس اگر اپنے شریک کے غلام کو آزاد کرے اس کے بعد کہ دونوں نے اس کو مکاتب کر دیا پس اگر عبد کا لفظ مکاتب کو شامل ہوگا تو آزادی سرایت کرے گی ورنہ نہیں اور اس پر احکام غلامی کا ثبوت ناکافی ہوگا، پس تحقیق ثابت ہوتے ہیں احکام اور نہیں لازم پکڑتے ہیں لفظ عبد کا استعمال اس پر۔ اور مانند اس کے ہے وہ جب کہ دونوں اس کو مدبر کریں لیکن شامل ہونا لفظ عبد کا مدبر کو مکاتب سے قوی تر ہے پس اس جگہ اصح قول کے مطابق آزادی سرایت کرے گی۔ پس اگر لونڈی سے اپنا حصہ آزاد کرے کہ ثابت ہونا اس کے اس کے شریک کے لئے ام ولد تو نہیں سرایت کرے گی اس لیے کہ وہ لازم پکڑتی ہے نقل ہونے کو ایک مالک سے دوسرے مالک کی طرف اور ام ولد اس بات کو قبول نہیں کرتی اس کے نزدیک جو اس کے بیچنے کو جائز قرار نہیں دیتا اور

علماء کے دواقوال میں سے یہی صحیح تر ہے۔اور یہ جو کہا کہ مالدار ہوتو ظاہراس کا معتبر ہونا اس کا ہے آزاد کرنے کے وقت یہاں تک کہ اگر اس وقت تنگدست ہو پھر اس کے بعد مالدار ہو جائے تو حکم معتبر نہ ہوگا یعنی اس کی قیمت نہیں مقرر کی جائے گی اور باقی شریکوں کے حصے دیئے جائیں گے۔اور مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر تنگدست ہوتو اس کی قیمت نہ لگائی جائے اور اتفاق ہے اس شخص کا کہ جو کہتا ہے اس پر علماء سے کہ بیچا جائے اس پر شریک کے حصے کے اندر کہ تمام وہ چیز کہ بیچی جاتی ہے اس پر قرض میں اختلاف کے باوجود کہ جو وہ اس میں رکھتے ہیں۔اور اگر ہو اس پر قرض بقدر اس چیز کے کہ وہ اس کا مالک ہے تو وہ مالدار کے حکم کے بیچ ہوگا علماء کے دواقوال میں سے اصح قول کے مطابق اور مانند اختلاف کے ہے اس میں کہ کیا دین زکوٰۃ کو منع کرتا ہے یا نہیں۔(فتح)

۲۳۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَّهُ فِيْ عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَّبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ الْعَبْدُ عَلَيْهِ قِيْمَةَ عَدْلٍ فَأَعْطٰى شُرَكَائَهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ.

۲۳۳۸۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کر دے اور اس پر مال ہو جو غلام کی قیمت کو پہنچتا ہو یعنی اس کی باقی قیمت کو تو قیمت کیا جائے غلام اوپر اس کے قیمت انصاف کی یعنی برابر بغیر کمی اور زیادتی کے پھر اس کے شریکوں کو ان کے حصے دیئے جائیں اور غلام اس پر آزاد ہوا اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو تحقیق آزاد ہوا اس سے جو کہ آزاد ہوا یعنی اور شریکوں کے حصے غلام رہیں گے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ اس کے پاس مال ہو جو اس کی قیمت کو پہنچے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس کے پاس اتنا مال نہ ہو بلکہ اس سے کم ہو تو اس کا یہ حکم نہیں ہے۔اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ اس صورت میں مطلق اس کی قیمت نہ لگائی جائے لیکن اصح شافعیہ کے نزدیک اور یہی مذہب ہے امام مالک کا کہ آزادی سرایت کرتی ہے اس مقدار کی طرف کہ وہ مالدار ہے اس کے ساتھ جاری کرنے کے لیے عتق کے باعتبار امکان کے اور یہ جو کہا کہ پھر ان کے شریکوں کو ان کے حصے دیئے جائیں تو مراد یہ ہے کہ ان کے حصے کی قیمت ان کو دی جائے یعنی اگر اس میں کئی شریک ہوں تو۔اور اگر اس میں ایک ہی شریک ہو تو باقی سب حصوں کی قیمت اس کو دی جائے گی اور اس میں کوئی خلاف نہیں۔اور اگر غلام تین آدمیوں کے درمیان مشترک ہے اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دے اور وہ تہائی ہو اور دوسرا بھی اپنا حصہ آزاد کر دے اور وہ چھٹا حصہ ہو تو کیا قیمت کی جائے ان دونوں پر حصہ صاحب نصف کا برابری کے ساتھ یا بقدر حصوں کے؟ جمہور علماء کا تو یہ مذہب ہے کہ بقدر حصوں کے قیمت کی جائے یعنی تہائی قیمت تہائی حصے والا دے اور چھٹا حصہ چھٹے حصے والا دے۔اور مالکیہ کے نزدیک اور حنابلہ کے خلاف ہے مانند خلاف کی شفعہ میں جب

کہ وہ دو کے لیے ہو کیا وہ دونوں برابر لیں یا بقدر ملکیت کے۔ (فتح)

۲۳۳۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَّهُ فِي مَمْلُوكٍ فَعَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلُّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَهُ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ مَالٌ يُقَوَّمُ عَلَيْهِ قِيمَةَ عَدْلٍ فَأُعْتِقَ مِنْهُ مَا أَعْتَقَ. حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اخْتَصَرَهُ.

۲۳۳۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے تو ضرور ہے اس پر تمام غلام کا آزاد کرنا اگر اس کے پاس مال ہو جو اس کی باقی قیمت کو پہنچتا ہو اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو قیمت کیا جائے غلام اس پر قیمت انصاف کی پس آزاد ہوا اس سے جو کہ آزاد ہوا۔

فائدہ: اس روایت کے ظاہر سے یہ معلوم ہوا کہ قیمت ٹھہرانی اس کے حق میں مشروع ہے جس کے پاس مال نہ ہو حالانکہ اس طرح نہیں ہے بلکہ اس کا تقوم شرط کا جواب نہیں ہے بلکہ وہ اس کی صفت ہے جس کے پاس مال ہو اور معنی یہ ہے کہ جس کے پاس مال نہ ہو بایں طور کہ اس پر قیمت ٹھہرانے کا اسم واقع ہو تو پس آزادی خاص اس کے حصے میں واقع ہوئی ہے اور شرط کا جواب یہ ہے کہ پس آزاد ہوا اس سے جو کہ آزاد ہوا اور تقدیر یہ ہے کہ فقد عتق منه ما عتق اور ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ اگر اس کے پاس مال نہ ہو کہ قیمت ٹھہرائی جائے اس پر قیمت عدل تو آزاد ہوا اس سے جو کہ آزاد ہوا۔ (فتح)

۲۳۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَّهُ فِي مَمْلُوكٍ أَوْ شِرْكًا لَّهُ فِي عَبْدٍ وَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ قِيمَتَهُ بِقِيمَةِ الْعَدْلِ فَهُوَ عَتِيقٌ قَالَ نَافِعٌ وَّإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ قَالَ أَيُّوبُ لَا أَدْرِي أَشَيْءٌ قَالَهُ نَافِعٌ أَوْ شَيْءٌ فِي الْحَدِيثِ.

۲۳۴۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور ہو اس کے لئے مال سے وہ چیز کہ پہنچے قیمت اس کی کو ساتھ قیمت انصاف کے تو وہ آزاد ہے نہیں تو آزاد ہوا اس سے جو آزاد ہوا۔

۲۳۴۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مِقْدَامٍ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ

۲۳۴۱۔ نافع بن سعید سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما فتوے دیتے بیچ حق غلام یا لونڈی کے جو کئی شریکوں کے درمیان

أَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُفْتِیْ فِی الْعَبْدِ أَوِ الْأَمَةِ يَكُوْنُ بَيْنَ شُرَكَآءَ فَيُعْتِقُ أَحَدُهُمْ نَصِيْبَهُ مِنْهُ يَقُوْلُ قَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلُّهُ إِذَا كَانَ لِلَّذِیْ أَعْتَقَ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ يُقَوَّمُ مِنْ مَّالِهِ قِيْمَةَ الْعَدْلِ وَيُدْفَعُ إِلَى الشُّرَكَآءِ أَنْصِبَاؤُهُمْ وَيُخَلّٰی سَبِيْلُ الْمُعْتَقِ يُخْبِرُ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ اللَّيْثُ وَابْنُ أَبِیْ ذِئْبٍ وَابْنُ إِسْحَاقَ وَجُوَيْرِيَةُ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَإِسْمَاعِيْلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَصَرًا.

ساجھی ہو اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کردے ،ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ واجب ہے اس پر آزاد کرنا تمام غلام کا جب کہ آزاد کرنے والے کے پاس مال ہو جو اس کی قیمت کو پہنچے قیمت کیا جائے غلام اس کے مال سے قیمت انصاف کے اور شریکوں کو ان کے حصے دیئے جائیں اور غلام کی راہ خالی کی جائے کہ جہاں اس کا جی چاہے چلا جائے یعنی وہ آزاد ہو جاتا ہے اس کے ساتھ کسی کا دعوے دخل باقی نہیں رہتا خبر دیتے تھے اس کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی کہتے تھے کہ یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے میں نے اپنی رائے سے نہیں کہی اور روایت کی ہے یہ حدیث لیث اور ابن ابی ذئب اور ابن اسحق اور جویریہ اور یحیٰی بن سعید اور اسمٰعیل بن امیہ نے نافع سے اور اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور اختصار کے یعنی نہیں ذکر کیا انہوں نے جملے اخیر کو بیچ حق معسر کے اور وہ یہ ہے فَقَدْ عُتِقَ مِنْهُ مَا عُتِقَ۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کے ساتھ فتوی دیتے تھے الخ تو اس سے مراد امام بخاری کا اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما راوی حدیث نے حدیث کے ظاہر کے موافق فتوی دیا معسر کے حق کے بارے میں تا کہ اس کے ساتھ اس پر رد کرے جو اس کا قائل نہیں اور اس سند کے ساتھ موسیٰ بن عقبہ نافع سے اکیلا نہیں ہوا بلکہ صخر بن جویریہ نے نافع سے اس کی موافقت کی ہے اور اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ اگر مالدار اپنا حصہ شریک کے غلام سے آزاد کردے تو تمام غلام آزاد ہو جاتا ہے۔ابن عبدالبر نے کہا کہ نہیں اس میں اختلاف ہے کہ قیمت صرف مالدار پر ہی کی جاتی ہے۔پھر علماء کو آزاد ہونے کے وقت پر بھی اختلاف ہے جمہور اور شافعی نے اصح قول میں اور بعض مالکیہ نے کہ وہ فی الحال یعنی اسی وقت آزاد ہو جاتا ہے جب کہ آزاد کرے۔اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر اپنا حصہ آزاد کرے شریک قیمت کرنے کے ساتھ تو یہ لغو ہوگا اور ڈانڈ دے گا آزاد کرنے والا حصہ اس کا ساتھ قیمت کرنے کے یعنی وہ تو سب سے پہلے ہی آزاد ہو چکا ہے پس اب دوسرے شریک کا اپنے حصہ کو آزاد کرنا لغو ہوگا اور ان کی دلیل ایوب کی حدیث ہے جو کہ باب میں ہے کہ جو آزاد کرے اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے اور اس کے پاس مال بھی ہو

جو اس کی قیمت کو پہنچتا ہو تو وہ آزاد ہے۔ اور زیادہ تر واضح اس سے نسائی وغیرہ کی روایت ہے کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور اس کے پاس اتنا مال ہو کہ اس سے باقی شریکوں کے حصے ادا ہو سکیں تو وہ آزاد اور وہ دوسروں شریکوں کے حصے کا ضامن ہوگا اور طحاوی کی روایت میں ہے کہ وہ سارا غلام آزاد ہے یہاں تک کہ اگر آزاد کرنے والا مالدار اس کے بعد تنگدست بھی ہو جائے تو عتق بدستور قائم رہے گا اور یہ اس کے ذمہ دین باقی رہے گا اور اگر وہ مر جائے تو اس کے ترکہ سے لیا جائے گا اور اگر اس کے پیچھے کوئی چیز نہ رہے تو شریک کے لیے کوئی چیز نہیں ہوگی اور عتق بھی بدستور قائم رہے گا۔ اور مشہور مالکیہ کے نزدیک یہ ہے کہ وہ آزاد نہیں ہوتا مگر باقی شریکوں کو قیمت ادا کرنے کے ساتھ اور اگر شریک قیمت لینے سے پہلے آزاد کر دے تو اس کا عتق جاری ہو جائے گا اور یہ ایک قول شافعی کا ہے اور ان کی دلیل سالم کی روایت ہے جو کہ اول باب میں ہے جس جگہ یہ کہا کہ جب مالدار ہو تو اس کی قیمت کی جائے گی پھر آزاد ہوتا ہے اور جواب یہ ہے کہ نہیں لازم آتا ترتیب عتق سے قیمت کرنے پر مرتب ہونا اس کا اور قیمت پر ہو اس لیے کہ اس کی قیمت کرنے سے قیمت کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اور رہا قیمت کا ادا کرنا پس بقدر زائد ہے اوپر اس کے۔ اور اس حدیث میں ابن سیرین کے خلاف حجت ہے جس جگہ اس نے کہا کہ غلام پورا آزاد ہو جاتا ہے اور باقی شریکوں کے حصے بیت المال سے ادا کیے جائیں اس لیے کہ حدیث میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ آزاد کرنے والے سے باقی شریکوں کے حصے کی قیمت لی جائے اور نیز یہ حدیث حجت ہے ربیعہ پر کہ جس جگہ اس نے کہا کہ نہیں جاری ہوتی آزادی ایک خبر کی مالدار سے اور نہ ہی مفلس سے اور شاید یہ حدیث اس کے نزدیک ثابت نہیں ہے۔ اور نیز یہ حدیث حجت ہے بکیر بن اشج پر جس جگہ کہ اس نے کہا کہ آزادی عتق کے وقت ہوتی ہے نہ کہ عتق کے صادر ہونے کے بعد اور نیز یہ حدیث ابو حنیفہ پر بھی حجت ہے جس جگہ کہ اس نے کہا کہ شریک کو اختیار ہے یا تو اپنے حصے کی قیمت آزاد کرنے والے سے بھرا لے یا اپنا حصہ آزاد کر دے یا غلام سے اپنے حصے کے موافق محنت کروائے اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے پہلے یہ بات کسی نے نہ کہی اور نہ ہی کسی نے اس پر اس کی متابعت کی ہے بلکہ اس کے دونو مصاحبوں نے بھی اس کی متابعت نہیں کی اور اس کا قول موافق ہے اس کے بارے میں کہ اگر کوئی اپنے غلام کا کچھ حصہ آزاد کر دے تو جمہور کہتے ہیں کہ تمام غلام آزاد ہو جائے گا اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ غلام سے محنت کروائی جائے گی بیچ باقی قیمت جان اپنی کے لیے مالک اپنے کے یعنی محنت کر کے باقی حصے کی قیمت اپنے مالک کو ادا کرے اور ابو حنیفہ نے مستثنیٰ کیا ہے جب کہ اجازت دے شریک پس کہے اپنے شریک کو کہ تو اپنا حصہ آزاد کر دے کہتے ہیں کہ اس پر ضمان نہیں یعنی آزاد کرنے والے پر اس کا بدلہ نہیں آتا۔ اور اس کے ساتھ استدلال کیا گیا ہے کہ جو جاندار سے کوئی چیز تلف کرے تو اس پر اس کی قیمت آتی ہے مثل نہیں آتی اور اس کے ساتھ وہ چیز بھی ملحق ہے کہ جو ماپی نہ جاتی ہو اور نہ ہی تولی جاتی ہو جمہور کے نزدیک۔ اور تقویم کی معسر پر حکمت یہ ہے کہ کامل ہو جائے

معتق کا چھوڑانا آگ سے۔(فتح)

بَابُ إِذَا أَعْتَقَ نَصِيبًا فِي عَبْدٍ وَلَيْسَ لَهُ مَالٌ اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ عَلٰى نَحْوِ الْكِتَابَةِ.

جب کوئی اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور اس کے پاس مال نہ ہو یعنی جو غلام کی باقی قیمت کو پہنچے تو غلام سے محنت کروائی جائے گی یعنی بقدر حصے اور شریکوں کے لیکن اس پر مشقت نہ ڈالی جائے مانند کتابت کی یعنی جیسا کہ مکاتب کو چھوڑ دیتے ہیں اور تکلیف خدمت کی نہیں دیتے ویسا ہی اس غلام کو بھی تکلیف خدمت کی نہ دی جائے۔

فائدہ: امام بخاری نے اس ترجمہ باب سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے مراد وَإِلَّا فَقَدْ عُتِقَ مِنْهُ مَا عُتِقَ یہ ہے کہ یعنی اگر آزاد کرنے والے کے پاس اس قدر مال نہ ہو کہ غلام کی باقی قیمت کو پہنچے تو بالفعل وہ جزء آزاد ہو جاتا ہے جس کا وہ مالک تھا اور اس کے شریک کا حصہ بدستور قائم رہتا ہے جیسا کہ پہلے تھا یہاں تک کہ اس سے اس وقت تک محنت کروائی جائے گی کہ اس کا باقی حصہ بھی غلامی سے آزاد ہو جائے اگر وہ محنت کی قوت رکھتا ہو تب۔ اگر وہ محنت کرنے سے عاجز ہو تو شریک کا حصہ بدستور موقوف رہتا ہے اور یہ بخاری سے اس کی طرف پھرنا ہے کہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں اور دونوں زیادتیاں مرفوع ہیں اور وہ دونوں زیادتیاں یہ ہیں۔ ایک یہ کہ وَإِلَّا فَقَدْ عُتِقَ مِنْهُ مَا عُتِقَ اور دوسری یہ ہے کہ اِسْتِعْمَالُ الْعَبْدِ غَيْرُ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ اور اسماعیلی نے کہا کہ ان دونوں میں تطبیق ممکن نہیں اور دونوں صحیح نہیں اور اس کے غیر نے ان دونوں میں کئی وجہ سے تطبیق دی ہے جس کا بیان آئندہ آئے گا۔(فتح)

۲۳۴۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ سَمِعْتُ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِي النَّضْرُ بْنُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شَقِيْصًا مِّنْ عَبْدٍ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ

۲۳۴۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے تو ضرور ہے اس پر اپنے مال سے اس کو بالکل خلاص کروا دینا یعنی اور شریکوں کے حصے اپنے مال سے ادا کرے اگر آزاد کرنے والا مالدار ہو اور اگر وہ مالدار نہ ہو تو قیمت کیا جائے غلام اوپر اس کے پس محنت کروائی جائے ساتھ اس کے غلام سے اس حال میں کہ نہ مشقت ڈالی جائے۔

بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا أَوْ شَقِيصًا فِي مَمْلُوكٍ فَخَلَاصُهُ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَّإِلَّا قُوِّمَ عَلَيْهِ فَاسْتُسْعِيَ بِهِ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ تَابَعَهُ حَجَّاجُ بْنُ حَجَّاجٍ وَأَبَانُ وَمُوسَى بْنُ خَلَفٍ عَنْ قَتَادَةَ اخْتَصَرَهُ شُعْبَةُ.

فائدہ: یعنی اس کی قیمت زیادہ نہ کی جائے بعض کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ مکاتب نہ ہو اور یہ محض بعید ہے اور بیع ثابت ہونے استسعا کے حجت ہے ابن سیرین پر اس لیے کہ اس نے کہا ہے کہ شریک کا حصہ جو آزاد نہیں ہوا بیت المال سے آزاد کیا جائے گا۔ اور یہ جو کہا کہ متابعت کی اس کی حجاج نے الخ تو اس سے بخاری کی مراد اس شخص پر رد کرنا ہے جو گمان کرتا ہے کہ آزاد کرنے والے کے پاس نہ ہونے کے وقت غلام سے محنت کروانے کا ذکر اس حدیث میں نہیں ہے اور سعید بن عروبہ اس کے ساتھ اکیلا ہوا ہے، سو بخاری نے جریر بن حازم کی موافقت والی روایت کے ساتھ مدد لی پھر تین راویوں کو ذکر کیا جنہوں نے اس کی متابعت کی محنت کے ذکر کرنے پر اور ابن عربی نے مبالغہ کیا ہے اور کہا کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ محنت کروانے کا ذکر حضرت ﷺ کا قول نہیں بلکہ وہ تو قتادہ کا قول ہے۔ اور خلال نے احمد سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے علل میں سعید کی روایت کو ضعیف کہا ہے کہ جس میں محنت کروانے کا ذکر ہے اور نیز اس کو اثرم نے سلیمان بن حرب سے بھی ضعیف کہا ہے۔ اور ان سے اس طرح سند پکڑی ہے کہ محنت کروانے کا فائدہ یہ ہے کہ شریک پر کوئی تکلیف نہ ہو۔ پس کہا کہ اگر غلام سے محنت کروانا مشروع ہوتا تو لازم آتی یہ بات کہ اگر وہ اس کو ہر مہینے دو درہم دیتا تو یہ جائز ہوتا اور ہمیں نہایت ضرر ہے شریک پر الخ اور ایسی حدیث کے ساتھ احادیث صحیحہ رد نہیں کی جاسکتیں۔ اور نسائی نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اس کو ہمام نے روایت کیا ہے پس استسعاء کو قتادہ کے قول سے شمار کیا ہے۔ اور اسماعیلی نے کہا کہ محنت کروانے کا ذکر حدیث میں سند نہیں بلکہ وہ تو صرف قتادہ کا قول ہے اور حدیث میں مدرج ہے۔ اور ابن منذر اور خطابی نے کہا کہ محنت کروانے کا ذکر قتادہ کا فتوے ہے یہ لفظ متن حدیث میں نہیں ہے۔ اور اسی طرح بیہقی اور دارقطنی اور حاکم نے بھی کہا ہے اور ان سب نے یقین کیا ہے کہ یہ لفظ حدیث میں مدرج ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ لفظ مرفوع ہے۔ اور انہی میں سے امام بخاری اور مسلم ہیں اور اسی کو ابن دقیق العید اور ایک دوسری جماعت نے ترجیح دی ہے اس لیے کہ سعید بن عروبہ اعرف ہے حدیث قتادہ کے لیے ہمام کی نسبت قتادہ سے کثرت ملازمت اور کثرت تعلیم حدیث کے سبب۔ اور ہشام

اور شعبہ اگرچہ ہمام سے زیادہ حافظ ہیں لیکن ان کی روایت اس کی روایت کے منافی نہیں ہے بلکہ اس نے بعض حدیث پر اختصار کیا ہے اور مجلس ایک نہیں ہے تا کہ زیادتی میں توقف کیا جائے اس لیے کہ سعید کی ملازمت قتادہ کے ساتھ اکثر تھی ان دونوں کی نسبت پس اس نے اس سے وہ چیز سنی جو اس کے غیر نے نہیں سنی اور یہ سب اس وقت ہے جب تسلیم کیا جائے کہ وہ منفرد ہے اور حالانکہ وہ منفرد نہیں ہے اور تعجب ہے اس شخص پر جو استسعاء کے مرفوع ہونے پر طعن کرتا ہے اس وجہ سے کہ ہمام نے اس کو قتادہ کا قول ٹھہرایا ہے اور اس چیز پر طعن نہیں کرتا جو ترک استسعاء پر دلالت کرتی ہے اور وہ حضرت ﷺ کا قول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو پہلے گذر چکی ہے وَاِلَّا فَقَدْ عُتِقَ مِنْهُ مَا عُتِقَ اس وجہ سے کہ اسی طرح ایوب نے بھی اس کو نافع کا قول قرار دیا ہے **کما تقدم شرحه**۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ دونوں حدیثیں امام بخاری اور مسلم کی موافقت کی وجہ سے صحیح ہیں۔ اور ابن دقیق العید نے کہا کہ تجھے وہ چیز کافی ہے کہ جس پر اتفاق کیا شیخان یعنی بخاری اور مسلم نے اس لیے کہ یہ صحیح کا اعلیٰ درجہ ہے۔ اور جو محنت کروانے کے قائل نہیں وہ اس کے ضعف میں وہ علتیں بیان کرتے ہیں کہ جن کو پورا کرنا مثل ان علتوں کے ساتھ ان جگہوں میں کہ جن میں وہ محتاج ہیں استدلال کے ساتھ حدیثوں کا رد کیا جانا ہے ان پر ساتھ مثل ان علتوں کے۔ اور شاید بخاری نے روایت میں سعید بن عروبہ کے طعن کا خوف کیا ہے اسی لیے اپنی عادت کے مطابق اس کے ثابت ہونے کی طرف پوشیدہ اشارہ کیا ہے پس تحقیق نکالا ہے اس نے اس کو یزید بن رابع کی روایت سے اس سے اور سب لوگوں سے زیادہ تر ثابت ہے اس کے بارے میں۔ اور اس نے اختلاط سے پہلے سنا ہے پھر اس نے اس کے لیے مدد چاہی جریر بن حازم کی روایت سے اس کی متابعت کے ساتھ تا کہ اس کا منفرد ہونا دور ہو جائے پھر اشارہ کیا کہ ان دونوں کے غیر نے اس کی متابعت کی ہے پھر کہا کہ اختصار کیا ہے اس کا شعبہ نے۔ اور شاید یہ اس مقدر سوال کا جواب کہ شعبہ سب لوگوں سے زیادہ حافظ ہے قتادہ کی حدیث کا۔ پس اس نے محنت کروانے کو کس طرح ذکر کیا؟ پس بخاری نے جواب دیا کہ یہ چیز اس میں ضعف کو پیدا نہیں کرتی اس لیے کہ اس نے محنت کروانے کو مختصر ذکر کیا ہے اور اس کے غیر نے اس کو مکمل ذکر کیا ہے اور عدد کا زیادہ ہونا اولیٰ ہے ایک فرد کے یاد رکھنے سے، واللہ اعلم۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور حدیث میں بھی محنت کروانے کا ذکر آچکا ہے اس کو طبرانی نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت لیا ہے اور بیہقی نے بنی عذرہ کے ایک آدمی کی روایت سے۔ اور جو محنت کروانے کی حدیث کو ضعیف کہتا ہے تو اس کی عمدہ دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے وَاِلَّا فَقَدْ عُتِقَ مِنْهُ مَا عُتِقَ اور پہلے گذر چکا ہے کہ وہ مفلس کے حق میں ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ شریک کا حصہ پہلے حکم پر باقی ہے یعنی آزاد نہیں ہوا اور اس میں تصریح نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ غلام رہے گا اور نہ اس میں یہ تصریح ہے کہ وہ سارا آزاد ہو جاتا ہے۔ اور بعض نے اس شخص سے حجت پکڑی ہے جو استسعاء کے مرفوع ہونے کو ضعیف کہتا ہے اس زیادتی کی وجہ سے جو دارقطنی وغیرہ میں واقع ہوئی ہے کہ باقی غلام

رہتا ہے اور اس کی سند میں اسماعیل ہے اور وہ یحییٰ سے مشہور نہیں اور اس کے حفظ میں ان سے کوئی چیز ہے اور اگر اس کو صحیح مان بھی لیا جائے تو تب بھی اس میں یہ نہیں کہ وہ ہمیشہ غلام رہتا ہے بلکہ وہ مفہوم کا مقتضی ہے اس کے غیر کی روایت سے اور استسعاء کی حدیث میں بیان حکم کا ہے بعد اس کے۔ پس جو اس کے مرفوع ہونے کو صحیح کہتا ہے اس کو جائز ہے کہ وہ یہ کہے کہ معنی دونوں حدیثوں کے یہ ہیں کہ جب تنگدست اپنا حصہ آزاد کرے تو وہ آزادی اس کے شریک کے حصے میں سرایت نہیں کرتی بلکہ وہ بحالہ خود باقی رہتا ہے اور وہ غلامی ہے۔ پھر محنت کروائی جائے باقی حصے کی آزاد کرنے میں اور حاصل کر کے شریک کا حصہ ادا کرے اور آزاد ہو جائے۔ اور علماء نے اس کو مکاتب کی طرح قرار دیا ہے اور اسی بات پر امام بخاری نے بھی یقین کیا ہے اور ظاہری بات ہی ہے کہ وہ اس میں مختار ہے اس دلیل کی وجہ سے کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ اس پر مشقت نہ ڈالی جائے پس اگر یہ بطور لازم ہونے کے ہے اس طرح سے کہ غلام کو کمانے کی اور ڈھونڈنے کی تکلیف دی جائے یہاں تک کہ یہ حاصل کرے تو البتہ اس کے ساتھ حاصل ہوتی ہے نہایت مشقت اور وہ لازم نہیں کیا جاتا مکاتبت میں جمہور کے نزدیک، اس لیے کہ وہ واجب نہیں پس یہ اس کی مثل ہے۔ اور امام بیہقی نے بھی اس تطبیق کی طرف میلان کیا ہے اور کہا کہ حدیثوں میں بالکل معارضہ نہیں اور وہ اسی طرح ہے جیسا کہ اس نے کہا۔ لیکن اس سے لازم آتا ہے کہ شریک کا حصہ غلام رہے جب کہ نہ اختیار کرے غلام محنت کرنے کو پس معارض ہوگی اس کے ابی ملیح کی حدیث جو اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کیا تو کسی نے یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا آزاد ہونا جائز قرار دیا، یہ حدیث ابوداود اور نسائی نے قوی سند کے ساتھ ذکر کی ہے اور اس امام احمد نے اس کو سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حسن روایت کیا ہے کہ ایک مرد نے اپنا حصہ غلام سے آزاد کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کل آزاد ہے پس اللہ کا کوئی شریک نہیں اور ممکن ہے حمل کرنا اس کا اس صورت پر جب کہ آزاد کرنے والا مالدار ہو یا اس صورت پر جب کہ کل غلام اسی کی ملکیت ہو، اس میں اور کسی کا حصہ نہ ہو پھر اس میں سے کچھ آزاد کرے پس تحقیق روایت کی ہے ابو داود نے کہ ایک مرد نے اپنا حصہ غلام مشترک سے آزاد کیا پس نہ ضامن ٹھہرایا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی اس کے شریک کے حصے کا اور اس کی سند حسن ہے۔ اور وہ محمول ہے تنگدست پر نہیں تو دونوں حدیثیں معارض ہوں گی۔ اور بعض نے اور طرح سے تطبیق دی ہے پس ابوعبدالملک نے کہا کہ استسعاء سے مراد یہ ہے کہ غلام حصے میں آزاد نہیں ہوا اس میں بدستور غلام رہتا ہے پس وہ اس کی خدمت کے بارے میں کوشش کرے جتنی وہ طاقت رکھتا ہو اس چیز کی۔ کہتے ہیں کہ معنی غیر مشقوق علیہ کے یہ ہیں کہ اس کا مذکورہ مالک اس کو غلامی کے حصے سے زیادہ تکلیف نہ دے لیکن اس تطبیق کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول رد کرتا ہے کہ پہلی روایت میں محنت کروائی جائے غلام سے اس کی قیمت کے اندر اس کے مالک

کے لیے اور جو استسعاء کو باطل کرتا ہے یعنی غلام سے محنت کروانے کو جائز نہیں کہتا اس کی دلیل یہ حدیث ہے جو مسلم میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنے چھ غلام اپنے مرنے کے وقت آزاد کیے اور حالانکہ اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی مال نہ تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا پھر ان کو تین حصے کیا پھر ان کے درمیان قرعہ ڈالا اور دو کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام رکھا اور اس سے استدلال ایسے ہے کہ اگر محنت کروانا جائز ہوتا تو ان میں سے ہر ایک کا تیسرا حصہ بالفعل آزاد ہو جاتا اور اس کو محنت کروانے کا حکم دیا جاتا کہ وہ اپنی باقی قیمت پوری کر کے میت کے وارثوں کو دے دے۔ اور جو محنت کروانے کو جائز کہتا ہے اس نے اس کا جواب دیا کہ وہ ایک خاص واقعے کا ذکر ہے پس احتمال ہے کہ وہ استسعاء شروع ہونے سے پہلے ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ محنت کروانا اس صورت میں مشروع ہو کہ جب آزاد کرے تمام وہ چیز کہ جس کا آزاد کرنا جائز نہیں ہے۔ اور تحقیق روایت کیا ہے عبدالرزاق نے ایک سند کے ساتھ کہ جس کے راوی ثقہ ہیں ابی قلابہ سے اس نے روایت کیا ہے بنی عذرہ کے ایک آدمی سے کہ ان کے ایک آدمی نے مرنے کے وقت اپنا غلام آزاد کیا حالانکہ اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی مال نہ تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ایک تہائی آزاد کیا اور اسے حکم دیا کہ باقی دو تہائیوں کی ادائیگی کے لیے محنت کرے اور یہ حدیث عمران رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معارض ہے اور ان دونوں میں تطبیق ممکن ہے۔ نیز انہوں نے حجت پکڑی ہے اس حدیث کے ساتھ کہ جس کو نسائی نے روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ کے ساتھ کہ جو غلام آزاد کرے اور اس کے لیے اس میں شریک بھی ہوں اور اس کے پاس اس قدر مال ہو کہ باقی شریکوں کے حصے ادا ہو سکیں تو وہ غلام آزاد ہے اور ضامن ہوگا شریکوں کے حصے کا ساتھ قیمت اس کی کے واسطے اس چیز کے برا کیا اس نے مشارکت ان کی سے اور نہیں ہے غلام پر کچھ اور جواب مع تسلیم صحت اس کی کے یہ ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ مالدار ہونے کی صورت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے کہ اس کے پاس وفا ہو اور محنت کروانی تو صرف تنگدستی کی حالت میں ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے پس اس میں اس کی دلیل نہیں ہے۔ اور ابو حنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ اگر آزاد کرنے والا مفلس ہو تو غلام سے محنت کروائی جائے گی اور یہی مذہب ہے ابو یوسف، محمد، اوزاعی، ثوری اور اسحق اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کا بھی۔ اور لوگوں نے بھی اس میں اختلاف کیا ہے اکثر علماء کہتے ہیں کہ فی الحال سارا غلام آزاد ہو جاتا ہے اور غلام سے شریک کے حصے کی ادائیگی کے لیے محنت کروائی جائے گی۔ اور ابن ابی لیلیٰ نے زیادہ کیا ہے کہ پھر پہلے آزاد کرنے والے کی طرف رجوع کرے اس چیز کے واسطے کہ اس نے جو اپنے شریک کے لیے آزاد کیا ہو۔ اور ابو حنیفہ نے تنہا کہا ہے کہ شریک کو اختیار ہے کہ وہ اپنے حصے کی محنت کروائے یا ویسے ہی آزاد کر دے اور یہ بات اس پر دلالت کرتی ہے کہ اس کے نزدیک صرف ایک حصہ ہی آزاد ہوتا ہے اور یہ امام بخاری کے قول کے موافق ہے کہ وہ مکاتب غلام کی طرح ہے اور اس کی توجیہ پہلے گذر چکی ہے۔ اور عطاء سے روایت ہے کہ شریک کو اختیار ہے کہ وہ اس

کو آزاد کر دے یا اپنے حصے کی غلامی باقی رکھے۔اور زفر نے سب کی مخالفت کی ہے پس اس نے کہا کہ وہ سارا ہی آزاد ہو جاتا ہے اور شریک کے حصے کی قیمت لگائی جائے گی پس اگر آزاد کرنے والا مالدار ہو تو اس سے لے جائے اور اگر وہ مفلس ہو تو اس کے ذمے میں رہتی ہے۔(فتح)

بَابُ الْخَطَإِ وَالنِّسْيَانِ فِي الْعَتَاقَةِ وَالطَّلَاقِ وَنَحْوِهِ وَلَا عَتَاقَةَ إِلَّا لِوَجْهِ اللّٰهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوٰى وَلَا نِيَّةَ لِلنَّاسِي وَالْمُخْطِئِ.

بھوک چوک آزاد کرنے میں اور طلاق دینے میں اور مانند ہر ایک کے میں، یعنی آزاد کرنا صرف اللہ کی رضا مندی کے لیے ہے یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر مرد کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی اور نہیں ہے نیت بھولنے اور چوکنے والے کے لیے۔

فائدہ: یعنی تعلیقات میں سے جو بلا قصد زبان سے نکلے نہیں واقع ہوتی ان سے کوئی چیز مگر ساتھ قصد کے۔اور شاید امام بخاری نے اس چیز پر رد کی طرف اشارہ کیا ہے جو امام مالک سے مروی ہے کہ تحقیق واقع ہوتی ہے طلاق اور آزادی جان بوجھ کر ہو یا چوک سے یاد کرنے والا ہو یا بھول سے ہو۔اور اس کے مذہب کے بہت سے لوگوں نے اس سے انکار بھی کیا ہے۔اور داؤدی نے کہا کہ طلاق اور عتاق میں جو کنایہ ہے کہ ان دونوں کے علاوہ کسی اور لفظ کے بولنے کا ارادہ کرے پس زبان ان دونوں کی طرف سبقت کرے یعنی جیسا کہ اپنے غلام کو کہے کہ تو آزاد ہے اور اپنی عورت کو کہے کہ تجھے طلاق ہے اور رہی بھولنے کی بات تو یہ اس چیز میں ہے کہ وہ قسم کھائے اور بھول جائے۔(فتح)

فائدہ: اس کے معنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں کماسیاتی فی الطلاق اور امام بخاری کی اس سے مراد نیت کو ثابت کرنا ہے اس لیے کہ نہیں ظاہر ہوتا اس کا ہونا اللہ کے لیے مگر نیت کے ساتھ اور اس شخص پر رد کی طرف بھی اشارہ ہے جو حنفیہ کی طرح کہتا ہے کہ جو اپنا غلام اللہ کے لیے، شیطان اور بت کے لئے بھی آزاد کرے تو غلام آزاد ہو جاتا ہے رکن آزادی کے پائے جانے کی وجہ سے اور زیادتی اوپر اس کے نہیں مخل ہے ساتھ آزادی کے۔(فتح)

فائدہ: یہ حدیث ابتدا کتاب میں گذر چکی ہے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس استنباط کے طرف بیان لینے ترجمہ کے حدیث اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ سے اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو ساتھ ترجمہ باب کے طرف اس چیز کی کہ اس کے بعض طرق میں وارد ہے اپنی عادت کے موافق اور وہ حدیث وہ ہے جس کو اہل فقہ اور اصول بہت ذکر کرتے ہیں کہ دور کیا ہے اللہ نے میری امت سے خطا اور نسیان کو اور وہ چیز جس پر مجبور کیے جائیں، روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے، اور بعض علماء نے کہا کہ لائق ہے کہ یہ حدیث آدھا اسلام شمار کی جائے اس لیے کہ فعل یا تو قصد یا اختیار سے ہوتا ہے یا نہیں، دوسرا وہ ہے جو واقع ہو بھول چوک اور اکراہ سے پس یہ قسم بالاتفاق معاف ہے۔اور اختلاف تو علماء کو صرف اس میں ہے کہ کیا معاف گناہ ہے یا حکم یا

دونوں اکھٹے؟ اور ظاہر حدیث کا اخیر ہے یعنی دونوں اکھٹے اور جو چیز کہ اس سے نکلی ہے مانند قتل کی اس کے لیے دلیل جدا ہے وسیاتی بسط القول فی ذالك فی كتاب الایمان والنذور انشاء الله تعالٰی۔ (فتح)

۲۳۴۳۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِيْ عَنْ أُمَّتِيْ مَا وَسْوَسَتْ بِهٖ صُدُوْرُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَكَلَّمْ.

۲۳۴۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ بیشک اللہ نے معاف کیا میری امت کے لیے جو خیال کہ ان کے دلوں میں گذرے جب تک اس پر عمل نہ کرے یا نہ بولے۔

فائدہ: اور مراد نفی حرج کی ہے یعنی گناہ نہیں اس خطرے سے جو دل میں واقع ہو یہاں تک کہ واقع ہو عمل ساتھ ہاتھ پاؤں کے یا بولنے کے ساتھ زبان کے موافق اس کے اور وسوسہ سے مراد متردد ہونا ایک چیز کا ہے دل میں بغیر اس کے کہ اس کے ساتھ اطمینان پکڑے اور اس کی طرف قرار پکڑے اسی لیے فرق کیا ہے علماء نے درمیان ھم اور عزم کے اور اسی جگہ سے ظاہر ہو گی مناسبت حدیث کی ترجمہ باب کے ساتھ اس لیے کہ نہیں اعتبار ہے ان کے لیے اور احتمال ہے کہ کہا جائے دل کے ساتھ مشغول ہونا نفس کی بات کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اس سے خطا اور نسیان اسی لیے مرتب کیا اس پر جو نماز میں اپنے نفس سے بات نہ کرے مغفرت کو۔ (فتح)

۲۳۴۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِامْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

۲۳۴۴۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عملوں کا اعتبار نیتوں سے ہے اور ہر مرد کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی یعنی کوئی عمل نیت کے بغیر ٹھیک نہیں اور ثواب کے لائق نہیں، سو جس کی ہجرت اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہوئی تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہو چکی یعنی وہ اس کا ثواب پائے گا۔ اور جس کی ہجرت دنیا کے لیے ہوئی کہ اس کو پائے یا کسی عورت کے لیے ہوئی کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کے لیے ہوئی جس کے لیے اس نے ہجرت کی یعنی دنیا اور عورت کے لیے۔

فائدہ: حدیث کی موافقت ترجمہ باب کے ساتھ اس طرح ہے کہ سب عملوں کا مدار نیت پر ہے۔

بَابُ إِذَا قَالَ رَجُلٌ لِعَبْدِهِ هُوَ لِلّٰهِ وَنَوَى الْعِتْقَ وَالْإِشْهَادِ فِي الْعِتْقِ.

جب کوئی مرد اپنے غلام کو کہے کہ وہ اللہ کے لیے ہے اور آزاد کرنے کی نیت کرے تو صحیح ہے یعنی اور باب ہے گواہ کرنے کا آزاد کرنے میں۔

فائدہ: مہلب نے کہا کہ علماء کے درمیان اس چیز میں اختلاف نہیں ہے کہ جب کوئی اپنے غلام کو کہے کہ وہ اللہ کے لیے ہے اور نیت اس کی آزاد کرنے کی ہو تو وہ آزاد ہو جاتا ہے۔ اور رہی آزاد کرنے میں گواہ بنانے والی بات تو یہ آزاد کرنے کے حقوق سے نہیں ہے تو پس تمام ہو جاتا ہے آزاد کرنا اگرچہ گواہ نہ بھی ہو۔ میں کہتا ہوں کہ شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی قید کی طرف جو ہشیم نے مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے اپنے غلام کو کہا تو اللہ کے لیے ہے سو شعبی اور ابراہیم وغیرہ سے اس مسئلے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ آزاد ہے، اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے۔ پس گویا کہ امام بخاری نے کہا اس کا محل وہ ہے کہ آزاد کرنے کی نیت ہو نہیں تو اگر قصد کرے کہ وہ اللہ کے لیے ہے غیر عتق کے معنی کے ساتھ یعنی آزاد کرنے کی نیت کے بغیر اس سے کچھ اور مراد ہو تو پھر نہیں آزاد ہوتا۔ (فتح)

۲۳۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ لَمَّا أَقْبَلَ يُرِيْدُ الْإِسْلَامَ وَمَعَهُ غُلَامُهُ ضَلَّ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ فَأَقْبَلَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ جَالِسٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هٰذَا غُلَامُكَ قَدْ أَتَاكَ فَقَالَ أَمَا إِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّهُ حُرٌّ قَالَ فَهُوَ حِيْنَ يَقُوْلُ يَا لَيْلَةً مِّنْ طُوْلِهَا وَعَنَائِهَا عَلٰى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ.

۲۳۴۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ اسلام کی نیت سے مدینے کو چلے اور ان کے ساتھ ان کا غلام بھی تھا تو ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی سے گم ہو گیا پھر اس کے بعد وہ غلام سامنے آیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ یہ تیرا غلام تیرے پاس آیا ہے، تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا خبردار رہو کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ بے شک وہ آزاد ہے پس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینے میں پہنچنے کے وقت یا غلام کے پہنچنے کے وقت کہتے تھے اے رات کہ تکلیف پائی میں نے اس کی درازی اور رنج سے میں اس کو چاہتا ہوں یا میں اس سے خوش ہوں اس پر کہ اس نے مجھے کفر کے گھر سے نجات دی۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ یہ شعر مرثد غنوی کا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تکلیف کے ظاہر کرنے اور مشقت کے کہ سفر میں کھینچی تھی اور شکر پہنچنے کے دارالاسلام میں پڑھا تھا۔

فائدہ: اس حدیث میں عتق میں گواہ کرنا معلوم ہوا۔

٢٣٤٦ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فِي الطَّرِيقِ يَا لَيْلَةً مِّنْ طُوْلِهَا وَعَنَائِهَا عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ قَالَ وَأَبَقَ مِنِّي غُلَامٌ لِي فِي الطَّرِيقِ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَعْتُهُ فَبَيْنَا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ الْغُلَامُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هٰذَا غُلَامُكَ فَقُلْتُ هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللهِ فَأَعْتَقْتُهُ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ لَمْ يَقُلْ أَبُوْ كُرَيْبٍ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ حُرٌّ.

۲۳۴۶۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں (اپنے ملک) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا یعنی مدینے میں مسلمان ہونے کے لیے تو میں نے راستے میں یہ شعر کہا اے رات کہ ایذا پائی میں نے اس کی درازی اور تکلیف سے خوش ہوں میں اس پر اس سے اس پر کہ اس نے مجھے کفر کے گھر سے نجات دی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ راستے میں مجھ سے غلام بھاگا سو جب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو میں نے آپ سے سلام پر بیعت کی پس جس حالت میں کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا تو اچانک غلام ہم پر ظاہر ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ ہے تیرا غلام تو میں نے کہا کہ وہ اللہ کی ذات کے لیے ہے۔سو میں نے اس کو آزاد کر دیا۔

٢٣٤٧ـ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ لَمَّا أَقْبَلَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَمَعَهُ غُلَامُهُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْإِسْلَامَ فَضَلَّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ بِهٰذَا وَقَالَ أَمَا إِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّهُ لِلّٰهِ.

۲۳۴۷۔قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینے کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کا غلام بھی ان کے ساتھ تھا اور وہ مسلمان ہونے کا ارادہ رکھتا تھا تو دونوں میں سے ایک اپنے ساتھی سے گم ہوا اس لفظ کے ساتھ حدیث بیان کی ہے شہاب بن عباد نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا خبردار ہو کہ بے شک میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ وہ اللہ کے لیے ہے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں عتق کا مستحب ہونا ہے غرض اور مطلب کے حاصل ہونے کے وقت اور خوف کی جگہ سے نجات پانے کے وقت اور یہ بھی کہ شعر کہنا جائز ہے اور اس کا پیدا کرنا اور ایذا پانا دکھ مشقت اور بیداری وغیرہ سے۔(فتح)

بَابُ أُمِّ الْوَلَدِ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّهَا.

باب ہے ام الولد کا یعنی جو لونڈی کہ اپنے مالک کے نطفے سے بچہ جنے، یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی نشانی ایک یہ ہے کہ

لونڈی اپنے مالک کو جنے یعنی لونڈیاں مالک کے نطفے سے جنیں گی تو ان کی اولاد بھی اپنے باپ کی طرح ان پر حکم کرے گی۔

فائدہ: یعنی کیا حکم لگایا جائے اس کے آزاد ہونے کا یا نہیں؟ وارد کی بخاری نے اس میں دو حدیثیں اور نہیں ہے دونوں میں وہ چیز کہ جو ظاہر کرے حکم کو اس کے نزدیک یعنی معلوم نہیں ہوتا کہ بخاری کی اس مسئلے میں کیا رائے ہے؟ اور میں کہتا ہوں کہ یہ ظاہر نہ کرنا حکم کا سلف کے درمیان اس مسئلے میں اختلاف کے قوی ہونے کی وجہ سے ہے اگرچہ یہ خلف کے نزدیک قرار پا چکا ہے منع کے اوپر یہاں تک کہ اس میں ابن حزم موافق ہوا ہے اور تابعدار اس کے اہل ظاہر سے اوپر نہ جائز ہونے بیع ان کی کے اور نہیں باقی رہا مگر شاذ اور کم۔ (فتح)

فائدہ: یہ پوری حدیث پوری شرح کے ساتھ کتاب الایمان میں گذر چکی ہے اور یہ کہ رب سے مراد سردار ہے یا مالک ہے۔ اور پہلے گذر چکا ہے کہ اس میں دلیل نہیں ہے ام ولد کی بیع کے جائز ہونے پر اور نہ اس کے ناجائز ہونے پر نووی نے کہا کہ استدلال کیا ہے اس کے ساتھ دو بڑے اماموں نے ایک نے ام ولد کی بیع کے جائز ہونے پر اور ایک نے اس کے ناجائز ہونے پر جس نے اس کے جواز پر دلیل پکڑی ہے پس اس نے کہا کہ ظاہر قول اس کے رَبَّتَهَا کا یہ ہے کہ مراد اس سے اس کا سردار ہے اس لیے اس کا بچہ اس کے سردار سے بجائے سردار اس کے لیے پھرنے مال آدمی کے طرف اس کی اولاد کے اکثر اوقات اور رہا وہ کہ جس نے منع پر دلیل پکڑی ہے اس نے کہا کہ نہیں شک ہے اس میں کہ لونڈیوں کی اولاد حضرت ﷺ کے زمانے میں اور اصحاب کے زمانے میں بہت موجود تھی اور یہ حدیث مانگی گئی ہے نشانیوں کے بیان کرنے کے لیے جو قیامت کے قریب ہوں گی پس دلالت کی اس نے اوپر پیدا ہونے قدر زائد کے مجرد لونڈی پکڑنے پر۔ کہا کہ مراد یہ ہے کہ اخیر زمانے میں جہل غالب ہوگا یہاں تک کہ اولاد کی مائیں بیچی جائیں گی پس بہت ہوگا پھرنا لونڈیوں کا ہاتھوں میں یہاں تک کہ اس کا بچہ اس کو خریدے گا اور اس کو معلوم نہ ہوگا کہ یہ میری ماں ہے، پس اس میں اس طرف اشارہ ہوگا کہ ام ولد کا بیچنا حرام ہے اور نہیں ہے پوشیدہ تکلف طرفین کے استدلال کرنے میں۔ (فتح)

۲۳۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ إِنَّ عُتْبَةَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنْ يَّقْبِضَ إِلَيْهِ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ قَالَ

۲۳۴۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ لے لے طرف اپنی بیٹا زمعہ کی لونڈی کا عتبہ نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہے سو جب فتح مکہ کے سال حضرت ﷺ تشریف لائے تو سعد زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کو لے کر حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا

عُتْبَةُ إِنَّهُ ابْنِي فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْفَتْحِ أَخَذَ سَعْدٌ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ فَأَقْبَلَ بِهِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقْبَلَ مَعَهُ بِعَبْدِ بْنِ زَمْعَةَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا ابْنُ أَخِيْ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا أَخِي ابْنُ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ابْنِ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ فَإِذَا هُوَ أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ أَبِيْهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ مِمَّا رَأٰى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ وَكَانَتْ سَوْدَةُ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور اس کے ساتھ عبد بن زمعہ پاس آیا تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت یہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ وہ میرا بیٹا ہے اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ یا حضرت میرا بھائی ہے، زمعہ کا بیٹا ہے اس کے بچھونے پر پیدا ہوا ہے۔تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کی طرف نظر کی پس ناگہاں وہ زیادہ تر مشابہ تھا ساتھ عتبہ کے سب لوگوں سے۔سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہارے لیے ہے اے عبد بن زمعہ اس سبب سے کہ وہ اس کے بچھونے پر پیدا ہوا ہے۔سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پردہ کرتو اس سے اے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا بہ سبب اس چیز کے کہ دیکھی مشابہت اس کی ساتھ عتبہ کے اور سودہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفرائض میں آئے گی اور باب کے موافق قول عبد بن زمعہ کا ہے کہ میرا بھائی ہے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور حکم کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن زمعہ کے لیے کہ وہ اس کا بھائی ہے پس اس میں ثبوت ہے ام ولد کے لونڈی ہونے کا اور اس میں تعرض نہیں ہے اس کے آزاد ہونے کے اعتبار سے اور نہ اس کے غلام ہونے کے اعتبار سے لیکن ابن منیر نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ اس میں اشارہ ہے طرف آزاد ہونے کے ام ولد کے اس لیے کہ ٹھہرایا اس کو فراش پس برابری کی اس کے اور بیوی کے درمیان۔اور افادہ کیا ہے کرمانی نے یہ کہ اس نے دیکھا ہے بعض نسخوں میں اس باب کے آخر میں وہ چیز کہ نص اس کی یہ ہے کہ پس نام رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ولد زمعہ کا لونڈی پس معلوم ہوا کہ وہ آزاد نہ تھی انتھی۔پس بنا بر اس کے پس یہ دلیل ہے بخاری سے طرف اس کی کہ ام ولد مالک کی موت سے آزاد نہیں ہوتی اور شاید کہ اس نے اختیار کیا ہے ایک دو تاویلوں کو جو پہلی حدیث میں ہیں اور تحقیق گذر چکا ہے جو اس میں ہے اور کرمانی نے کہا کہ باقی کلام اس کی یہ ہے کہ نہ تھی وہ آزاد اس حدیث کی دلیل سے ہے۔لیکن جو آزاد ہونے کی حجت اس دلیل سے پکڑتا ہے کہ الا ماملکت ایمانکم

سے تو یہ اس کے لیے حجت ہوگی، کرمانی نے کہا کہ شاید اشارہ کیا ہے بخاری نے طرف اس کی برقرار رکھنا حضرت ﷺ کا عبد بن زمعہ کو اس کے اس قول پر کہ میرے باپ کی لونڈی ہے یہ بجائے قول کے ہے حضرت ﷺ سے اور دلالت کہ وجہ اس چیز سے ہے کہ کہا یہ ہے کہ خطاب آیت میں مومنوں کے لیے ہے اور زمعہ مسلمان نہ تھا پس نہ ہوگی اس کے لیے ہاتھ کی ملک پس ہوگی وہ چیز کہ اس کے ہاتھ میں ہے آزاد کے حکم میں، اور شاید بخاری کی غرض یہ ہے کہ بعض حنفیہ نہیں کہتے کہ ولد لونڈی میں صاحب فراش کے لیے ہے پس نہیں لاحق کرنی اس کو مالک کے ساتھ مگر یہ کہ وہ اس کا اقرار کرے اور خاص کرتی ہے فراش کو آزاد کے ساتھ پس جب حجت پکڑی جائے ان پر اس چیز کے ساتھ کہ اس حدیث میں ہے کہ بچہ صاحب فراش کے لیے ہے تو کہتے ہیں کہ وہ لونڈی نہ تھی بلکہ آزاد تھی پس اشارہ کیا بخاری نے رد کرنے کی طرف ان کی حجت پر اس چیز کے ساتھ کہ ذکر کی اور اور اماموں نے دلیل پکڑی ہے کئی حدیثوں کے ساتھ ان میں سے زیادہ صحیح دو حدیثیں ہیں ایک ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث صحابہ کے عزل کے متعلق سوال کرنے کے بارے میں جیسا کا اس کا بیان کتاب النکاح میں آئے گا اور جنہوں نے اس کے ساتھ دلیل پکڑی ہے ان میں سے ایک نسائی ہے اپنی سنن میں پس کہا اس نے یہ کہ یہ باب ہے اس چیز کا کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے ام ولد کی بیع کے منع ہونے پر پس بیان کی حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی عزل کے بارے میں پھر عمر بن حارث کی حدیث بیان کی کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے اپنے پیچھے کوئی غلام اور نہ لونڈی اور وجہ دلالت کی ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ ہے کہ اصحاب نے کہا کہ ہم قیدیوں کو پہنچتے ہیں پس دوست رکھتے ہیں ہم مول کو یعنی بیچنے کو سو آپ عزل کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ یہ لفظ بخاری کا ہے بیہقی نے کہا کہ اگر نہ ہوتی یہ بات کہ بچہ طلب کرنا نقل ملک کو منع کرتا ہے نہیں تو نہ ہوتا ان کے عزل کے لیے حجت مول کے فائدہ، اور ایک روایت میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے ہے ہم میں سے بعض چاہتے تھے کہ اہل ٹھہرائیں اور بعض چاہتے تھے کہ بیع کریں پس رجوع کیا ہم نے عزل میں۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ہم پر مجرد رہنا دراز ہوا سو ہم نے ارادہ کیا کہ فائدہ اٹھائیں اور عزل کریں اور اس حدیث کے ساتھ استدلال کرنے میں نظر ہے اس لئے کہ نہیں لزوم ہے درمیان ان کے حمل کے اور درمیان استمرار منع ہونے بیع کے پس شاید کہ انہوں نے دوست رکھا ہو تعجیل فدا کو اور مول لینے کو پس اگر بندے کی عورت حاملہ ہو تو البتہ متاخر ہوگی بیع اس کی وضع حمل تک اور وجہ دلالت کی عمرو کی حدیث سے یہ ہے کہ بے شک ماریہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے بیٹے ابراہیم کی ماں حضرت ﷺ کے بعد زندہ رہی تھیں پس اگر نہ ہوتی یہ بات کہ وہ غلامی کے وصف سے نکالی گئی تھیں تو نہ صحیح ہوتا قول اس کا کہ آپ نے اپنے پیچھے کوئی لونڈی نہیں چھوڑی اور استدلال کے صحیح ہونے کے ساتھ اس کے توقف ہے اس لیے کہ احتمال ہے کہ انجاز کیا ہو اس کی آزادی کو۔ اور رہیں اس باب کی باقی حدیثیں تو وہ ضعیف ہیں اور معارض ہے ان کو حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ ہم ام ولد لونڈیوں کو بیچا کرتے تھے

اور حضرت ﷺ زندہ تھے اس کے ساتھ کچھ ڈر نہ دیکھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ تھے ہم بیچتے ام ولد لونڈیوں کو حضرت ﷺ کے زمانے میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پھر جب عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ہم کو منع کیا تو ہم بیچنے سے باز آ گئے۔ اور قول صحابی کا کہ تھے ہم کرتے محمول ہے رفع پر یعنی یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے صحیح قول پر اور اس پر شیخین کا عمل جاری ہوا ہے اپنی دونوں کی صحیح میں اور نہیں سند بیان کی امام شافعی نے اس قول کی کہ منع ہے بیع ام ولد کی مگر عمر رضی اللہ عنہ کی طرف پس کہا کہ میں نے یہ قول عمر رضی اللہ عنہ کی تقلید میں کہا ہے اور اس کے بعض اصحاب نے کہا کہ اس لیے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا اور لوگ اس سے باز رہے تو یہ اجماع ہوا یعنی نہیں اعتبار ہے مخالف کے کم ہونے کے ساتھ اس کے بعد اور نہیں متعین ہے پہچاننا اجماع کی سند کا۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ. باب ہے غلام مدبر کے بیچنے کے بیان میں۔

فائدہ: یعنی اس کا جواز یا اس کا حکم اور یہ ترجمہ ہو بہو کتاب البیوع میں پہلے بھی گزر چکا ہے اور مدبر وہ غلام ہے کہ مالک اس کو کہے کہ یہ میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ (فتح)

۲۳۴۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنَّا عَبْدًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ فَبَاعَهُ قَالَ جَابِرٌ مَاتَ الْغُلَامُ عَامَ أَوَّلَ.

۲۳۴۹۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ہم میں سے اپنا غلام اپنے مرنے سے پیچھے آزاد کیا سو حضرت ﷺ نے اس کو بلایا پھر اس کو بیچا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب البیوع میں گزر چکی ہے اور گزر چکا ہے نقل کرنا مذاہب فقہاء کا مدبر غلام بیچنے کے بارے میں اور یہ کہ امام شافعی اور اہل حدیث کے نزدیک اس کا بیچنا مطلق جائز ہے اور تحقیق نقل کیا ہے اس کو بیہقی نے معرفہ میں اکثر فقہاء سے اور حکایت کیا ہے نووی نے جمہور سے مقابل اس کے اور حنفیہ اور مالکیہ سے بھی تخصیص منع کی ساتھ اس شخص کے جو مدبر مطلق کرے۔ اور رہی یہ بات کہ اگر اس کو مقید کرے اس طرح کہ وہ اس کو کہے کہ اگر میں اس بیماری میں مر گیا تو فلاں غلام آزاد ہے تو تحقیق اس کا بیچنا جائز ہے کیونکہ وہ وصیت کی مانند ہے پس جائز ہے رجوع کرنا اس کے بارے میں۔ اور امام احمد سے روایت ہے کہ منع ہے مدبر عورت کا بیچنا سوائے مدبر مرد کے۔ اور لیث سے روایت ہے جائز ہے بیچنا اس کا اگر شرط کرے خریدار پر اس کو آزاد کرنے کی اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ نہیں ہے جائز اس کا بیچنا مگر اس کی جان سے اور میلان کیا ہے ابن دقیق العید نے قید کرنے کی طرف جواز کے حاجت کے ساتھ یعنی حاجت ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں پس کہا کہ جو مدبر کا بیچنا مطلق منع کرتا ہے اس پر یہ

حدیث حجت ہوگی اس لیے کہ منع کلی مناقض ہے اس کو جواز خبری اور جو اس کو بعض صورتوں میں جائز کہتا ہے پس جائز ہے اس کے لیے یہ کہ کہے کہ میں قائل ہوں اس صورت کے ساتھ ہی کہ جس میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے پس نہیں لازم ہے اس کو قائل ہونا اس کے ساتھ اس صورت کے علاوہ میں اور جو اس کو مطلق جائز کہتا ہے اور جواب دیتا ہے کہ قول اس کا کہ وہ محتاج تھا نہیں داخل ہے اس کے لیے حکم میں اور سوائے اس کے نہیں کہ ذکر کیا سبب کے بیان کرنے کے لیے بیچنے میں جلدی کرنے کے بارے میں تاکہ ظاہر ہو مالک کے لیے جائز ہونا بیع کا اور اگر حاجت نہ ہوتی تو بیچنا اولیٰ تھا۔ اور رہا وہ جو دعویٰ کرتا ہے کی حضرت ﷺ نے تو صرف اس کی خدمت کو بیچا تھا تو اس کا جواب پہلے گذر چکا ہے اور وہ یہ کہ دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں اور بایں طور کہ مخالفیں نہیں قائل ہیں مدبر کی خدمت کی بیع کے جائز ہونے کے ساتھ۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهٖ

باب ہے بیچ بیان بیچنے ولا کے اور ہبہ کرنے اس کے کے

فائدہ: یعنی اس کے حکم کے بارے میں اور ولا حق میراث آزاد کرنے والے کا ہے آزاد کئے گئے سے یعنی اگر آزاد شدہ مر جائے تو جو مال اس کا بیچتا ہے اس کا مالک اس کا آزاد کرنے والا ہے۔ (فتح)

۲۳۵۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهٖ.

۲۳۵۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے بیچنے ولاء کے سے اور ہبہ کرنے اس کے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفرائض میں آئے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا ساتھ توجیہ نہ صحیح ہونے اس کی بیع کے دلالت نہی مذکور سے۔ (فتح)

۲۳۵۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْتِقِيْهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ فَأَعْتَقْتُهَا فَدَعَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا

۲۳۵۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے بریرہ لونڈی خریدی تو اس کے مالکوں نے ولا کی شرط کی کہ اس کا ولا ہمارے لیے ہوگا تو میں نے یہ بات حضرت ﷺ سے ذکر کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو آزاد کر دے اس لیے کہ ولا اس کے لیے ہے جو چاندی دے یعنی خرید کر آزاد کرے سو میں نے اس کو آزاد کر دیا پھر حضرت ﷺ نے اس کو بلایا اور اس کو اس کے خاوند سے اختیار دیا کہ خواہ اس کے پاس رہے یا کسی اور سے نکاح کر لے تو اس نے کہا کہ اگر مجھ کو ایسا ایسا

فَقَالَتْ لَوْ أَعْطَانِيْ كَذَا وَكَذَا مَا ثَبَتُّ عِنْدَهٗ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا.

مال دے تو میں اس کے پاس نہ ٹھہروں گی سو اس نے اپنی جان کو اختیار کیا۔

فائدہ: یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی آئندہ آئے گی اور اس کی ترجمہ میں داخل ہونے کی وجہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے ہے اصل حدیث میں کہ ولا تو صرف آزاد کرنے والے کے لیے ہے اور یہ لفظ اگرچہ اس جگہ میں مذکور نہیں پس گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف اپنی عادت کے مطابق ۔اور وجہ دلالت کی اس سے بند کرنا ہے اس کا آزاد کرنے والے میں پس نہ ہوگی اس کے غیر کے لیے اس کے ساتھ کوئی چیز بھی ۔خطابی نے کہا چونکہ ولا نسب کی مانند ہے تو جو اس کو آزاد کرے گا ولا بھی اسی کے لیے ہوگا جیسا کہ جب کسی کے ہاں لڑکا پیدا ہو تو اس کے لیے ہی نسب ثابت ہوتا ہے پس اگر نسب کو غیر کی طرف منتقل کیا جائے تو وہ نہیں ہوگا اور اسی طرح اگر وہ ارادہ کرے ولا کے منتقل ہونے کا اپنے محل سے تو یہ بھی منتقل نہیں ہوگا۔(فتح)

بَابُ إِذَا أُسِرَ أَخُو الرَّجُلِ أَوْ عَمُّهٗ هَلْ يُفَادٰى إِذَا كَانَ مُشْرِكًا.

جب قید کیا جائے مرد کا بھائی یا چچا اس کا یعنی بھائی اپنے بھائی کو قید کرلے یا اپنے چچا کو قید کرلے تو کیا قیدی اپنی جان کے بدلے مال دے کر اپنا آپ کو چھوڑا لے جب کہ وہ بھائی یا چچا مشرک ہو یعنی یا آزاد ہو جاتا ہے مالک ہونے کی وجہ سے بھائی کے بھائی کو اور چچا کو۔

وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَادَيْتُ نَفْسِيْ وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا وَكَانَ عَلِيٌّ لَهٗ نَصِيْبٌ فِيْ تِلْكَ الْغَنِيْمَةِ الَّتِيْ أَصَابَ مِنْ أَخِيْهِ عَقِيْلٍ وَعَمِّهٖ عَبَّاسٍ.

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ بدلہ دیا میں نے اپنی جان کا اور بدلہ دیا عقیل کا یعنی مال دے کر اپنے تئیں اور عقیل کو چھوڑایا، یعنی اور تھا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے لیے حصہ اس غنیمت میں کہ پہنچی اس کو اپنے بھائی عقیل اور اپنے چچا عباس سے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے اس ترجمہ کے ساتھ اس حدیث کے ضعیف ہونے کی طرف جو وارد ہوئی ہے کہ جو اپنے رشتہ دار کا مالک ہو تو پس وہ آزاد ہے ،روایت کی ہے یہ حدیث اصحاب سنن نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن مدینی نے کہا کہ یہ منکر ہے اور ترجیح دی ہے ترمذی نے اس کے مرسل ہونے کو اور بخاری نے کہا کہ صحیح نہیں اور ابوداود نے کہا کہ تنہا ہوا ہے ساتھ اس کے حماد اور حاکم اور ابن حزم اور ابن قطان نے کہا کہ صحیح ہے اور اس کے عموم کو حنفیہ اور ثوری اور لیث نے لیا ہے اور داود نے کہا کہ نہیں آزاد ہوتا کوئی کسی پر اور امام شافعی کا یہ مذہب ہے کہ نہیں آزاد ہوتا مرد پر مگر اصول وفروع اس کے نہ اس دلیل کے لیے بلکہ دوسری دلیلوں کی وجہ سے اور

یہی ہے مذہب مالک اور زیادہ کیا برادری کو یہاں تک کہ ماں سے اور گمان کیا ابن بطان نے کہ باب کی حدیث میں اس پر حجت ہے اور اس میں نظر ہے جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔(فتح)

فائدہ: یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے اور اس کا شروع یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس بحرین سے مال آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مسجد میں ڈھیر کر دو اور کتاب الصلاۃ میں پہلے گذر چکی ہے۔

فائدہ: یہ کلام بخاری کا ہے اس کو اس چیز پر استدلال کرنے کے لیے بیان کیا ہے کہ وہ اس کے ساتھ آزاد نہیں ہوتا یعنی پس اگر بھائی یا اس کی مانند صرف مالک ہونے کی وجہ سے آزاد ہو جاتا تو البتہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور عقیل رضی اللہ عنہ آزاد ہو جاتے علی رضی اللہ عنہ کے غنیمت میں حصے کی وجہ سے اور ابن منیر نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ کافر نہیں ملک ہوتا غنیمت کے ساتھ ابتداء میں بلکہ امام مختار قتل اور غلام بنانے کے درمیان یا بدلہ لینے یا احسان کرنے کے درمیان پس غنیمت سبب ہے طرف ملک کی ساتھ شرط اختیار کرنے غلام بنانے کے پس نہ لازم آئے گا آزاد کرنا صرف غنیمت کے ساتھ اور شاید یہی نکتہ ہے بخاری کے ترجمہ کو مطلق چھوڑنے میں۔ اور شاید اس کا مذہب یہ ہے اگر قیدی مسلمان ہو تو آزاد ہو جاتا ہے اور اگر مشرک ہو تو آزاد نہیں ہوتا ٹھہرانے کی وجہ سے اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے خبر۔(فتح)

۲۳۵۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رِجَالًا مِنَ الْأَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا ائْذَنْ لَنَا فَلْنَتْرُكْ لِابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَآئَهُ فَقَالَ لَا تَدَعُوْنَ مِنْهُ دِرْهَمًا.

۲۳۵۲۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کہ کچھ انصاری مردوں نے حضرت ﷺ سے پروانگی چاہی سو انہوں نے کہا کہ آپ اجازت دیجیے پس چھوڑیں ہم عباس کے بھانجے کے لیے بدلہ اس کا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس سے ایک درہم نہ چھوڑو۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ عباس کے باپ عبدالمطلب کی ماں ان میں سے تھی پس عبد المطلب کے ماموں تھے اور سوائے اس کے نہیں کہ باز رہے حضرت ﷺ ان کی اجابت سے تاکہ دین میں کسی قسم کا لحاظ باقی نہ رہے اور اس کو اس جگہ وارد کرنے سے امام بخاری کی مراد اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ حکم قرابت کا ذوی الارحام کے بیچ اس کے نہیں مختلف ہے حکم قرابت عصبات سے۔(فتح)

بَابُ عِتْقِ الْمُشْرِكِ. باب ہے بیچ بیان آزاد کرنے کافر کے غلام کو۔

فائدہ: احتمال یہ ہے کہ عتق مضاف ہو فاعل یا مفعول کی طرف اور دوسرے احتمال پر جاری ہوا ہے ابن بطال پس کہا کہ نہیں ہے اختلاف جائز ہونے کے بارے میں آزاد کرنے غلام مشرک کے بطور نفل کے اور اختلاف تو صرف اس

میں ہے کہ کفارے سے اس کا آزاد کرنا درست ہے یا نہیں اور حدیث باب کی بیچ قصے حکیم بن حزام کے حجت ہے اول احتمال میں اس لیے جب حکیم نے آزاد کیا اور حالانکہ وہ کافر تھا تو نہ حاصل ہوا اس کو ثواب مگر اس کے مسلمان ہونے کی وجہ سے سو جو اسلام کی حالت میں آزاد کرے تو وہ اس سے کم نہ ہوگا بلکہ اس سے اولیٰ ہوگا انتھی۔ اور ابن منیر نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ بخاری کی مراد یہ ہے کہ اگر کافر مسلمان کو آزاد کرے تو اس کا آزاد کرنا جاری ہوگا اور اسی طرح ہے جب کہ آزاد کرے کافر کو پھر اسلام لائے غلام۔ اور یہ جو فرمایا کہ اَسْلَمْتَ عَلٰی سَلَفٍ لَکَ مِنْ خَیْرٍ تو اس سے یہ مراد نہیں کہ کفر کی حالت میں اس سے تقرب صحیح ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ اس کی تاویل یہ ہے کہ جب کافر یہ کام کرے اور پھر مسلمان ہو جائے تو اسلام کی حالت میں اس کے ساتھ فائدہ پاتا ہے اس چیز کے لیے کہ حاصل ہوئی ہے اس کو تجربے سے نیکی کے کام پر پس وہ جدید کوشش کی طرف محتاج نہیں ہوا پس ثواب پاتا ہے فضل اللہ کے ساتھ اس چیز سے کہ پہلے گذری ساتھ واسطے فائدہ مند ہونے اس کے ساتھ اس کے اپنے اسلام کے بعد اور تحقیق گذر چکے ہیں جواب کتاب الزکوٰۃ میں۔ (فتح)

۲۳۵۳۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ أَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَعْتَقَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلٰى مِائَةِ بَعِيْرٍ فَلَمَّا أَسْلَمَ حَمَلَ عَلٰى مِائَةِ بَعِيْرٍ وَأَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ قَالَ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ أَشْيَاءَ كُنْتُ أَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا يَعْنِي أَتَبَرَّرُ بِهَا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلٰى مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ.

۲۳۵۳۔ عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کفر کی حالت میں سو غلام آزاد کیا اور سو اونٹ پر سوار کیا یعنی سواری کے لیے لوگوں کو دیا پھر جب مسلمان ہوا تو سو اونٹ پر اور سوار کیا اور سو غلام آزاد کیا حکیم نے کہا پھر میں نے یہ حضرت ﷺ سے پوچھا سو میں نے کہا یا حضرت ﷺ خبر دو مجھ کو ان چیزوں سے جن کو میں کفر کی حالت میں کیا کرتا تھا میں ان کے ساتھ عبادت کیا کرتا تھا یعنی ان کے ساتھ اللہ سے تقرب ڈھونڈتا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا تو مسلمان ہوا اس نیکی پر جو تجھ سے پہلے ہوئی۔

بَابُ مَنْ مَلَكَ مِنَ الْعَرَبِ رَقِيْقًا فَوَهَبَ وَبَاعَ وَجَامَعَ وَفَدٰى وَسَبَى الذُّرِّيَّةَ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنَاهُ

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو مالک ہو عرب سے غلام کو پس ہبہ کرے اور بیچے اور جماع کرے ساتھ اس کے اور بدلہ لے اور قید کرے بال بچوں کو یعنی یہ سب تصرفات جائز ہیں اس میں کچھ ڈر نہیں۔

﴿مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا هَلْ يَسْتَوُونَ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾.

یعنی اور باب ہے بیچ بیان اس آیت کے کہ اللہ نے بیان کی ایک مثال ایک بندے پر آیا مال نہیں مقدور رکھتا کسی چیز پر اور ایک اور جس کو ہم نے روزی دی اپنی طرف سے خاص سو وہ خرچ کرتا ہے اس میں سے چھپے اور کھلے کہیں برابر ہوتے ہیں سب تعریف اللہ کو ہے پر وہ بہت لوگ نہیں جانتے۔

فائدہ: یہ بات معقود ہے بیان کرنے کے لیے عربی لوگوں کے غلام بنانے کے اختلاف کے بارے میں یعنی عربی لوگوں کو غلام بنانا جائز ہے اور یہ مسئلہ مشہور ہے اور جمہور اس پر ہیں کہ جب عربی قید ہو جائے تو اس کو غلام بنانا جائز ہے اور جب نکاح کرے عربی کسی لونڈی سے اس کی شرط کے ساتھ تو اس کی اولاد غلام ہوگی اور اوزاعی اور ثوری اور ابوثور کا یہ مذہب ہے کہ لازم ہے لونڈی کے مالک پر قیمت کرنا اولاد کی اور لازم ہے اس کے باپ پر ادا کرنا اس کی قیمت کا اور اولاد ہرگز غلام نہیں ہوگی۔ اور تحقیق میلان کیا ہے بخاری نے جواز کی طرف اور وارد کیا حدیثوں کو جو اس پر دلالت کرتی ہیں۔ (فتح)

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ آیت کی مناسبت باب کے ساتھ اس طرح ہے کہ اللہ نے عبد مملوک مطلق بیان فرمایا ہے اور اس کو عربی یا عجمی ہونے کی قید نہیں لگائی پس اس نے اس پر دلالت کی کہ نہیں ہے فرق عربی اور عجمی کے درمیان۔ اور ابن بطال نے کہا کہ استدلال کیا ہے بعض لوگوں نے اس آیت سے کہ غلام مالک نہیں ہوتا اور اس استدلال میں شبہ ہے اس لیے کہ وہ مکروہ ہے اثبات کے سیاق میں واقع ہوا ہے پس اس کے لیے عموم نہیں ہے۔ اور قتادہ نے ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد خاص کافر ہے۔ ہاں جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے ساتھ جس کا ذکر شرب وغیرہ میں گذر چکا ہے اور ایک جماعت نے کہا کہ وہ مالک ہوتا ہے یہ قول عمر وغیرہ سے مروی ہے اور مالک کا قول مختلف ہے پس اس نے کہا کہ جو غلام بیچے اور اس کا مال ہو تو اس کا مال بائع کے لیے ہے مگر شرط طے کرنے کے ساتھ اور کہا اس نے اس کے حق میں جو آزاد کرے غلام کو اور اس کے لیے مال ہو تو پس تحقیق مال غلام کے لیے ہے مگر شرط کے ساتھ اور دلیل اس کی بیع کی حدیث ہے جو نافع سے مذکور ہے اور وہ اس میں نص ہے اور اس کی عتق میں دلیل وہ حدیث ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو غلام آزاد کرے تو غلام کا مال اس کے لیے ہے مگر یہ کہ اس کا مالک اس کو خاص کرے میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث اصحاب سنن نے روایت کی ہے صحیح سند کے ساتھ اور فرق کیا ہے بعض اصحاب مالک نے اس کے ساتھ کہ اصل یہ ہے کہ وہ مالک نہیں ہوتا لیکن آزاد کرنا احسان کی صورت میں تھا تو مناسب ہوا کہ اس سے وہ چیز نہ لی

جائے جو اس کے ہاتھ میں ہے احسان کو کامل کرنے کے لیے اور اسی لیے مشروع ہوئی مکاتبت اور جائز ہوا اس کے لیے کہ وہ کمائے اور اپنے مالک کو دے اور اگر نہ ہوتی یہ بات کہ وہ عتق کی صورت میں اپنے مال کا مالک ہے تو نہ بے پرواہ کرتا یہ اس سے کسی بھی چیز کو۔ واللہ اعلم (فتح)

٢٣٥٤۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ذَكَرَ عُرْوَةُ أَنَّ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِيْنَ جَآءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ فَسَأَلُوْهُ أَنْ يَّرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ إِنَّ مَعِيَ مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيْثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوْا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ إِمَّا الْمَالَ وَإِمَّا السَّبْيَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِهِمْ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّآئِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ قَالُوْا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ جَآءُوْنَا تَآئِبِيْنَ وَإِنِّيْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُّطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّكُوْنَ عَلَى حَظِّهِ حَتّٰى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ طَيَّبْنَا لَكَ ذٰلِكَ قَالَ إِنَّا لَا نَدْرِيْ مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ

۲۳۵۴۔ مروان اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قوم ہوازن کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر آئے اور حضرت ﷺ سے سوال کیا کہ ہمارا مال اور قیدی ہم کو پھیر دیجیے تو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے یعنی خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ میرے ساتھ وہ شخص ہیں جو تم دیکھتے ہو یعنی اصحاب کا حق ان کے ساتھ متعلق ہوا ہے اور بہت پیاری میرے نزدیک وہ بات ہے جو بہت سچی ہو سو ایک چیز اختیار کرو خواہ قیدی خواہ مال یعنی دونوں چیزیں تم کو نہیں ملیں گی اور میں نے تمہارا انتظار کیا تھا اور حضرت ﷺ نے کچھ اوپر دس راتیں ان کا انتظار کیا تھا جب کے طائف سے پلٹے سو ان کو ظاہر ہوا کہ تحقیق حضرت ﷺ نہیں پھیرنے والے ہیں طرف ان کی مگر ایک دو چیزوں کے تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدی اختیار کرتے ہیں سو حضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے پس تعریف کی اللہ کی ساتھ اس چیز کے کہ اس کو لائق ہے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد بات یہ ہے کہ تمہارے بھائی آئے توبہ کر کے یعنی مسلمان ہوئے ہیں اور البتہ میں نے مناسب جانا ہے کہ ان کے جورو لڑکے جو قیدی ہیں ان کو پھیر دوں سو جو شخص تم سے چاہے کہ خوشی سے پھیر دے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی اپنے حصے کے قیدی بے عوض پھیر دے اور جو شخص تم میں سے چاہے کہ اپنے حصے پر بنا رہے یہاں تک کہ ہم اس کو بدلہ دیں اس مال سے جو اول اللہ ہم کو عنایت کرے تو چاہیے کہ کرے یعنی اپنا حصہ خوشی سے دے تو بہتر

مِمَّنْ لَّمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّهُمْ طَيَّبُوْا وَأَذِنُوْا فَهٰذَا الَّذِيْ بَلَغَنَا عَنْ سَبْيِ هَوَازِنَ وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ عَبَّاسٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَادَيْتُ نَفْسِيْ وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا.

ہے اور اگر دینا منظور نہ ہو تو ہم کو بطور قرض کے دے ہم اس کو اور جگہ سے بدلہ دیں گے سو لوگوں نے کہا کہ ہم خوش ہوئے ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم لوگوں میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی سو تم پلٹ جاؤ تا کہ تمہارے چوہدری تمہارا حال ہم سے ظاہر کریں سو لوگ پلٹ گئے سو ان کے چوہدریوں نے ان سے کلام کیا پھر حضرت ﷺ کے پاس پھر کر آئے اور آپ کو خبر دی کہ تحقیق وہ راضی ہوئے ہیں ساتھ اس کے اور اجازت دی قیدیوں کے پھیر دینے کی پس یہ ہے جو کہ پہنچا ہم کو ہوازن کے قیدیوں کے حال سے اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میں نے اپنی جان کا بدلہ دیا اور عقیل کا بدلہ دیا۔

فائدہ: قصہ ہوازن کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب کے قیدیوں کا غلام بنانا اور ان کا ہبہ کرنا درست ہے۔**وفیه المطابقة للترجمة۔**

۲۳۵۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيْقٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ كَتَبْتُ إِلٰى نَافِعٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغَارَ عَلٰى بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّوْنَ وَأَنْعَامُهُمْ تُسْقٰى عَلَى الْمَآءِ فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ وَسَبٰى ذَرَارِيَّهُمْ وَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُوَيْرِيَةَ. حَدَّثَنِيْ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَكَانَ فِيْ ذٰلِكَ الْجَيْشِ.

۲۳۵۵۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لوٹ کی حضرت ﷺ نے قبیلہ بنی مصطلق پر اور حالانکہ وہ غافل تھے اور ان کے چار پائے جو کہ پانی پلائے جاتے تھے پانی پر حضرت ﷺ نے ان کے لڑنے والوں کو قتل کیا یعنی بالغ مردوں کو اور ان کے جورو لڑکوں کو قید کیا اور پہنچے اس دن جویریہ رضی اللہ عنہا کو حدیث بیان کی مجھ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے اور وہ اس لشکر میں تھے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عربی لوگوں کی اولاد کو قید کرنا درست ہے۔**وفیه المطابقة للترجمة**

۲۳۵۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ

۲۳۵۶۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ بنی مصطلق کی جنگ میں نکلے پس پائے ہم نے قیدی

مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَآءَ فَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تَفْعَلُوْا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ.

عرب کے قیدیوں سے یعنی لونڈی غلام پکڑ لائے پس خواہش کی ہم نے عورتوں کی اور دشوار ہوا ہم پر مجرد رہنا اور چاہا ہم نے عزل کے لینے کو لونڈیوں سے بخوف حمل رہنے کے تو ہم نے حضرت ﷺ سے پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں نقصان تم کو یہ کہ نہ کرو عزل کو کوئی جان پیدا ہونے والی قیامت تک نہیں مگر کہ وہ اس جہان میں پیدا ہونے والی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب کی قیدی لونڈیوں سے صحبت کرنا جائز ہے اور فدیہ بھی ثابت ہوا۔

۲۳۵۷۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَا أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ وَحَدَّثَنِي ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ حَارِثٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا زِلْتُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيهِمْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ قَالَ وَجَآءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ أَعْتِقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَّلَدِ إِسْمَاعِيلَ.

۲۳۵۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیشہ تھا میں دوست رکھتا بنی تمیم کو جب سے کہ میں نے تین چیزیں حضرت ﷺ سے سنیں کہ ان کے حق میں فرماتے تھے میں نے آپ سے سنا فرماتے تھے میری امت میں وہ نہایت سخت ہیں دجال پر یعنی جب دجال نکلے گا تو بنی تمیم کی قوم پر اس کا قابو نہ چلے گا اور ان کے صدقے آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا یہ صدقے ہماری قوم کے ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان میں سے ایک قیدی تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو آزاد کر دے کہ وہ اسماعیل کی اولاد میں سے ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب کے قیدیوں کو بیچنا جائز ہے اس لئے کہ اس کے بعض طرق میں آچکا ہے کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے اور حضرت ﷺ نے بنی تمیم کو اپنی قوم اس لیے فرمایا کہ وہ مضر کی اولاد ہیں اور مضر حضرت ﷺ کے اجداد ہیں اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے تو اس میں جمہور کے لیے دلیل ہے عربی کے ملک کے صحیح ہونے پر یعنی عربی پر مالک ہونا صحیح ہے اگرچہ افضل ہے آزاد کرنا اس کا جو غلام بنایا جائے ان میں سے۔ اسی لئے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عار کی بات ہے یہ کہ مالک ہو مرد اپنی پھوپھی کی بیٹی اور بیٹے کا۔ اور ابن منیر نے کہا ضرور ہے اس مسئلے میں تحصیل کرنی پس اگر ہو عربی مثلا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے اور نکاح کرے لونڈی سے اس کی شرط کے ساتھ تو البتہ بعید جانتے ہیں ہم غلام بنانا اس کی اولاد کا اور اس حدیث میں فضیلت ظاہر ہے بنی تمیم کی اور کفر کی حالت میں ان میں ایک جماعت سرداروں اور رئیسوں کی تھی۔ اور نیز اس میں خبر دینا ہے اس چیز کی کہ آئندہ آئے گی ان حالات سے جو اخیر زمانے میں ہونے والے ہیں۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ مَنْ أَدَّبَ جَارِيَتَهُ وَعَلَّمَهَا

باب ہے بیان میں فضیلت اس شخص کے جو اپنی لونڈی کو سبق سکھائے اور علم پڑھائے۔

۲۳۵۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَيْلٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَعَالَهَا فَأَحْسَنَ إِلَيْهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا كَانَ لَهُ أَجْرَانِ.

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس لونڈی ہو پس خرچ کرے اس پر اور نیکی کرے ساتھ اس کے پھر آزاد کرے اس کو اور نکاح کرے تو اس کو دہرا ثواب ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَبِيْدُ إِخْوَانُكُمْ فَأَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ وَقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ

باب ہے بیان میں قول حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ غلام تمہارے بھائی ہیں سو کھلاؤ ان کو اس چیز سے کہ تم کھاتے ہو یعنی اور بیان اس آیت کا کہ بندگی کرو اللہ کی اور مت ملاؤ اس کے ساتھ کسی کو اور ماں باپ سے نیکی کرو اور قرابت والے سے اور یتیموں سے اور فقیروں سے اور ہمسائے قریب سے اور ہمسائے اجنبی سے اور برابر کے رفیق سے اور راہ کے مسافر سے اور اپنی لونڈی

وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ ﴿ذِى الْقُرْبٰى﴾ الْقَرِيْبُ وَالْجُنُبُ الْغَرِيْبُ الْجَارُ الْجُنُبُ يَعْنِي الصَّاحِبَ فِي السَّفَرِ.

غلاموں سے اللہ کو خوش نہیں آتا جو کوئی ہو اتراتا بڑائی کرتا امام بخاری نے کہا کہ ذی القربٰی کا معنی قرابت والا ہے یعنی قرابت کا ناتے دار اور جنب کے معنی غریب ہیں اور جار الجنب کا معنی سفر کا ساتھی ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پہناؤ ان کو اس چیز سے کہ تم پہنتے ہو۔

فائدہ: اس جگہ اس آیت کے ذکر کرنے سے مراد یہ قول ہے اور احسان کرنا اپنی لونڈی غلاموں سے پس داخل ہوئے ان لوگوں میں جن کے ساتھ احسان کا حکم ہوا۔ (فتح)

۲۳۵۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ الْأَحْدَبُ قَالَ سَمِعْتُ الْمَعْرُوْرَ بْنَ سُوَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ الْغِفَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَّعَلٰى غُلَامِهِ حُلَّةٌ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنِّيْ سَابَبْتُ رَجُلًا فَشَكَانِيْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيْكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَّا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ مَّا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِيْنُوْهُمْ.

۲۳۵۹۔ معرور بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور ان پر حلہ تھا یعنی چادر اور تہ بند اور اس کے غلام پر بھی حلہ تھا سو ہم نے اس سے اس کا سبب پوچھا تو ابو ذر نے کہا میں نے ایک مرد کو گالی دی تھی اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میری شکایت کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ کیا تو نے اس کو ماں کی گالی دی پھر فرمایا کہ بے شک تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں یعنی آدم کی اولاد ہیں اللہ نے ان کو تمہارے ہاتھ کے نیچے ڈالا ہے یعنی ان کا مالک کیا ہے سو جس کا بھائی جس کا غلام ہو تو چاہیے کہ کھلائے اس کو جو آپ کھاتا ہو اور پہنائے اس کو جو آپ پہنتا ہو اور نہ تکلیف دے ان کو اس چیز کی کہ ان پر غالب آئے پس اگر تکلیف دو ان کو اس چیز کی کہ ان پر غالب آئے یعنی بھارے کام بتلاؤ تو خود ہی ان کی مدد کرو۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ کھلائے اس کو اس چیز سے جو آپ کھاتا ہو تو مراد اس چیز کی جنس ہے جو کھاتا ہو تبعیض کے لیے جس پر من دلالت کرتا ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے جو دو بابوں کے بعد آئے گی اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو چاہیے کہ اس کو ایک لقمہ دے دے پس مراد سلوک کرنا ہے نہ کہ برابری کرنا ہر طرح سے لیکن جو ابو ذر کی طرح اس کام کو لے اور برابری کرے تو یہ افضل ہے پس وہ اس کو اپنے عیال پر مقدم نہ کرے

اگر چہ یہ جائز ہے۔اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ غلام کے لیے کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق ہے اور اس بھارے کام کی اس کو تکلیف نہ دی جائے جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو اور یہ حدیث تقاضہ کرتی ہے اس کے رد میں رواج کی طرف اور جو اس پر زیادہ کرے تو یہ مستحب ہے۔اور یہ جو فرمایا کہ نہ تکلیف دے ان کو اس کام کی جو ان پر غالب ہو یعنی وہ کام کہ وہ اس کے کرنے سے عاجز ہوں اس کام کے بڑے ہونے کی وجہ سے یا اس کے دشوار ہونے کی وجہ سے اور تکلیف اٹھانا نفس کا ہے ایک چیز کو کہ اس کے ساتھ مشقت ہو اور بعض کہتے ہیں کہ وہ حکم کرنا اس چیز کا ہے جو مشکل ہو پس اگر تکلیف دو ان کو تو مراد یہ ہے کہ تکلیف دیا جائے غلام اس چیز کی جنس کے ساتھ کہ اس پر قدرت پائی جاتی ہے۔پس اگر وہ تنہا اس کی طاقت نہیں رکھتا تو کسی اور سے مدد لے لے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام کو گالی دینا اور ماں باپ کے ساتھ ان کو عیب لگانا منع ہے اور اس میں ان کے ساتھ احسان کرنے پر رغبت دلانا ہے اور غلام کے ساتھ وہ بھی ملحق ہے جو اس کے معنی میں ہے مانند مزدور وغیرہ کی۔اور اس میں عدم ترفع ہے مسلمان پر اور نہ اس کی حقارت کرنی۔اور اس میں نیک بات بتلانے اور بری بات سے روکنے پر محافظت ہے اور غلام پر بھائی کا لفظ بولنا پس اگر مراد قرابت ہو تو یہ بطور مجاز کے ہے اس کے کل کے منسوب ہونے کی وجہ سے آدم کی طرف یا پھر اسلام کی اخوت مراد ہے اور ہوگا غلام کافر بطریق تبع کے یا حکم مسلمان کے ساتھ خاص ہے۔(فتح)

بَابُ الْعَبْدِ إِذَا أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ وَنَصَحَ سَيِّدَهٗ.

غلام جب اپنے رب کی عبادت اچھی طرح کرے اور اپنے مالک کی خیر خواہی کرے۔

فائدہ: یعنی اس کی فضیلت یا اس کے ثواب کا بیان۔

۲۳۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَبْدُ إِذَا نَصَحَ سَيِّدَهٗ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ كَانَ لَهٗ أَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ.

۲۳۶۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام جب اپنے مالک کی خیر خواہی کرے اور اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کرے تو اس کو دوہرا ثواب ہے۔

فائدہ: یہ حدیث اس میں صریح ہے کہ جو یہ کام کرے گا اس کے لیے دوہرا ثواب ہے۔

۲۳۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحٍ عَنْ شَعْبِيٍّ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ

۲۳۶۱۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مرد کے پاس لونڈی ہو کہ اس کو ادب سکھائے پس اچھی طرح اس کو ادب سکھائے اور اس کو آزاد کر دے اور پھر اس کے بعد اس سے نکاح کرے تو اس کو دوہرا ثواب ہے

كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا وَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَأَيُّمَا عَبْدٍ أَدَّى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ فَلَهُ أَجْرَانِ.

اور جو غلام کہ اللہ کا حق اور اپنے مالکوں کا حق ادا کرے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الایمان میں اس لفظ کے ساتھ گذر چکی ہے کہ تین آدمیوں کو دوہرا ثواب ملے گا سو اس میں ایماندار اہل کتاب کو بھی ذکر کیا ہے۔

۲۳۶۲۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوكِ الصَّالِحِ أَجْرَانِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْحَجُّ وَبِرُّ أُمِّي لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَمُوتَ وَأَنَا مَمْلُوكٌ.

۲۳۶۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام مملوک نیک بخت کے لیے دوہرا ثواب ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور حج کرنا اور ماں کے ساتھ بھلائی کرنا نہ ہوتا تو میں دوست رکھتا اس بات کو کہ مروں میں اس حال میں کہ غلام ہوں۔

فائدہ: اسم صلاح کا شامل ہے پہلے دو شرطوں کو اور وہ اچھی طرح عبادت کرنا ہے اور مالک کی خیرخواہی کرنا اور مالک کی خیرخواہی اس کی خدمت وغیرہ کا حق ادا کرنے میں شامل ہے۔ اور ظاہر اس سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جملے آخر تک مرفوع ہیں اور اسی پر خطابی جاری ہوا ہے یعنی یہ سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ پس کہا اس نے کہ جائز ہے اللہ کے لیے کہ وہ امتحان کرے پیغمبروں اور برگزیدہ بندوں کا غلامی کے ساتھ جیسا کہ یوسف کا امتحان لیا۔ اور جزم کیا ہے داودی نے اور ابن بطال نے کہ یہ کلام حدیث میں مدرج ہے یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور من حیث المعنی دلالت کرتا ہے اس کا قول و بر امی اس لیے کہ اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں نہ تھی کہ اس کے ساتھ بھلائی کرتے۔ اور کرمانی نے اس کی توجیہ اس طرح کی ہے کہ اس سے مراد امت کی تعلیم ہے اور وارد کیا ہے اس کو اس کی حیاتی کے فرض کرنے کے ساتھ یا مراد وہ ماں ہے جس نے آپ کو دودھ پلایا تھا اور فوت ہوئی۔ کرمانی سے تصیص یعنی تمصیص اس کو نہ ملی اور تحقیق سے تفصیل کی ہے اس کی اسماعیلی نے اس لفظ کے ساتھ کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں ابو ہریرہ کی جان ہے، اور اسی طرح اس کو بخاری اور مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پہنچی ہم کہ یہ بات کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حج نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ ان کی ماں مرگئی اس کی صحبت کی خاطر۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے اگر دو امر نہ ہوتے تو میں پسند کرتا کہ مروں غلام ہو کر

پس معلوم ہوا کہ یہ کلام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد سے ہے۔ پھر اس نے استدلال کیا اس کے لیے مرفوع حدیث کے ساتھ اور سوائے اس کے نہیں کہ خاص کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان چیزوں کو اس لیے کہ جہاد اور حج میں مالک کی اجازت شرط ہے اور اسی طرح نیکی کرے ماں کے ساتھ پس کبھی حاجت پڑتی ہے اس میں سردار کی اجازت کی بعض وجوہ میں بخلاف باقی بدنی عبادتوں کے۔ اور نہیں تعرض کیا مالی عبادتوں کے ساتھ یا تو اس لیے کہ اس وقت اس کے پاس مال نہ تھا یا اس لیے کہ وہ دیکھتے تھے کہ جائز ہے غلام کے لیے یہ کہ وہ تصرف کرے اپنے مال میں اپنے مالک کی اجازت کے بغیر۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث کا معنی میرے نزدیک یہ ہے کہ جب غلام پر دو امر واجب جمع ہوئے اپنے رب کی اطاعت عبادت میں اور اپنے مالک کی اطاعت معروف میں پس وہ دونوں کے ساتھ قائم ہوا تو اس کو دوگنا ثواب ہے اپنی اطاعت کی وجہ سے مطیع کا ثواب اس لیے کہ تحقیق برابری کی اس کو اللہ کی عبادت میں اور فضیلت دیا گیا ہے اس پر اطاعت کے ساتھ اس شخص کے کہ حکم کیا اس کو اللہ نے اس کے ساتھ۔ اور میں اس جگہ سے کہتا ہوں کہ جس پر دو فرض ہوں پس ادا کرے ان کو تو وہ افضل ہے اس شخص سے جس پر صرف ایک فرض ہے پس اس کو اس شخص کی طرح ادا کیا کہ جس پر نماز اور زکوۃ واجب ہو پس وہ قائم ہو دونوں کے ساتھ تو وہ افضل ہے اس شخص سے جس پر صرف نماز فرض ہے۔ اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ جس پر بہت سے فرض جمع ہوں اور ان میں کسی فرض کو ادا نہ کرے تو اس کا گناہ اس شخص سے زیادہ ہے کہ جس پر صرف بعض فرض واجب ہیں (انتہی ملخصا) اور ظاہر یہ ہے کہ زیادتی فضیلت غلام کے لیے موصوف بالصفہ کے لیے اس چیز کے ہے کہ داخل ہوتی ہے اس پر مشقت غلامی سے نہیں تو پس اگر دوگنا ثواب بہ سبب اختلاف عمل کے ہوتا تو غلام اس کے ساتھ خاص نہ ہوتا۔ اور ابن متین نے کہا کہ ہر عمل کہ وہ کرتا ہے اس کو اس کے لیے دوگنا کیا جاتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ثواب کے دوگنا ہونے کا سبب یہ ہے کہ اس نے اپنے مالک کے لیے زیادہ خیر خواہی کی اور اپنے رب کی عبادت میں احسان پس اس کے لیے دو واجبوں کا ثواب ہوگا اور ان دونوں پر زیادتی کا ثواب، اور ظاہر اس کے خلاف ہے اور اس نے اس کو بیان کیا تاکہ گمان کرنے والا گمان نہ کرے کہ اس کو عبادت پر ثواب نہیں۔ اور جو دعوی کیا اس نے کہ یہ ظاہر ہے نہیں منافی ہے اس کے جس کو نقل کیا ہے اس سے پہلے پس اگر کہا جائے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ غلاموں کا ثواب سرداروں سے زیادہ ہے تو اس کا کرمانی نے اس طرح جواب دیا ہے کہ اس میں کوئی ڈر نہیں یا ہوگا اس کا دوگنا ثواب اس جہت سے اور کبھی سردار کے لیے اور جہتیں ہوتی ہیں کہ مستحق ہوتا ہے ان کے ساتھ کئی گنا زیادہ ثواب کا غلام کی نسبت۔ یا مراد یہ ہے کہ جو غلام دونوں حق ادا کرے اس کو ترجیح ہے اس پر جو فقط ایک حق ادا کرے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ثواب کا دوگنا ہونا اس عمل کے ساتھ خاص ہے کہ اس میں اللہ کی اور مالک کی اطاعت متحد ہے پس ایک عمل کرتا ہے اور دو اعتبار سے اس پر دوہرا ثواب دیا جاتا ہے اور رہا وہ عمل کہ اس کی جہت مختلف ہو پس نہیں اختصاص ہے اس کے لیے اس کے

ثواب کے دوگنا ہونے کے ساتھ اس کے غیر پر آزاد لوگوں میں سے واللہ اعلم یعنی اس میں سب لوگوں کو دوگنا ثواب ملتا ہے۔اور اس کے ساتھ اس چیز پر بھی استدلال کیا گیا ہے کہ غلامی کی حالت میں غلام پر نہ جہاد ہے اور نہ ہی حج اگر چہ یہ اس سے صحیح ہے۔(فتح)

۲۳۶۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ مَا لِأَحَدِهِمْ يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهٖ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهٖ.

۲۳۶۳۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر چیز ہے ایک کے لیے غلاموں میں سے کہ اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کرے اور اپنے مالک کی خیر خواہی کرے۔

فائدہ:اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ غلام کے لیے بہتر ہے کہ وہ اس حال میں مرے کہ اللہ کی عبادت اچھی طرح کرتا ہو اور اس میں اشارہ ہے کہ عمل خاتموں کے ساتھ ہیں۔(فتح)

بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّطَاوُلِ عَلَى الرَّقِيْقِ وَقَوْلِهٖ عَبْدِيْ أَوْ أَمَتِيْ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَآئِكُمْ﴾ وَقَالَ ﴿عَبْدًا مَّمْلُوْكًا﴾ ﴿وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ﴾ وَقَالَ ﴿مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ﴾ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا إِلٰى سَيِّدِكُمْ وَ ﴿اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ﴾ عِنْدَ سَيِّدِكَ وَمَنْ سَيِّدُكُمْ.

اپنے آپ کو غلام پر بہت بڑا جاننا مکروہ ہے،اور یعنی مکروہ ہونا اس قول کا کہ مالک کہے غلام میرا اور لونڈی میری یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اور بیاہ دو رانڈوں کو اپنے اندر اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیوں سے اور یعنی سورۂ نحل میں فرمایا کہ غلام پرایا یعنی اور سورۂ یوسف میں فرمایا کہ دونوں نے عورت کے خاوند کو دروازے کے پاس پایا یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی لونڈیوں مسلمانوں سے یعنی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اٹھ کھڑے ہو اپنے سردار کی طرف یعنی اور یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یاد کر مجھ کو اپنے رب کے پاس یعنی اپنے سردار کے پاس۔

فائدہ:اور اس سے مراد حد سے بڑھ جانا ہے اور کراہت سے مراد کراہت تنزیہی ہے(فتح) اور احتمال ہے کہ تطاول سے مراد دراز دستی ہو خدمات شاقہ پر یہاں تک کہ اس سے اللہ کا حق بھی آسانی سے ادا نہ ہو سکے۔(ت)

فائدہ:یعنی بغیر تحریم کے یعنی مالک کو یہ کہنا مکروہ ہے حرام نہیں اسی لیے شہادت کی اس نے جواز کے لیے اس آیت کے ساتھ اور نیکوکاروں کو اپنے غلاموں اور لونڈیوں سے اور اس کے غیر کے ساتھ آیتوں اور حدیثوں سے جو دلالت کرتی ہیں جائز ہونے پر۔پھر ان کے بعد وہ حدیث لایا جو نہی پر دلالت کرتی ہے اور اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ

جو نہی اس باب میں وارد ہوئی ہے وہ نہی تنزیہی ہے یہاں تک کہ اہل ظاہر بھی اس کے قائل ہیں مگر جو ذکر کریں گے اس کو ہم ابن بطال سے رب کے لفظ میں۔ (فتح)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جب آزاد کے لیے اپنے آقا کو سید کہنا درست ہے تو غلام کے لیے اپنے مالک کو آقا کہنا تو بطریق اولیٰ درست ہوگا۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ مخلوق کو سید کہنا منع ہے اور بعض اکابر علماء اس تطبیق کو لیتے تھے اور برا جانتے تھے کہ خطاب کیا جائے کسی کو ساتھ لفظ اپنے کے یا لکھنے اپنے کے ساتھ سید کے اور جب مخاطب متقی نے ہو تو یہ زیادہ تاکید والا ہے۔ (فتح)

٢٣٦٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَصَحَ الْعَبْدُ سَيِّدَهُ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ.

٢٣٦٤۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب غلام اپنے مالک کی خیر خواہی کرے اور اپنے رب کی اچھی عبادت کرے تو اس کو دوہرا ثواب ہے۔

٢٣٦٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَمْلُوكُ الَّذِي يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَيُؤَدِّي إِلَى سَيِّدِهِ الَّذِي لَهُ عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ وَالنَّصِيحَةِ وَالطَّاعَةِ لَهُ أَجْرَانِ.

٢٣٦٥۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو غلام کہ اپنے رب کی اچھی عبادت کرے اور ادا کرے طرف سردار اپنے کی جو اس پر ہے حق سے اور خیر خواہی سے اور کہا ماننے سے تو اس کو دوہرا ثواب ہے۔

فائدہ: اور ان دونوں حدیثوں سے غرض یہ لفظ ہے کہ جب اپنے سید کی خیر خواہی کرے اور اپنے سید کی طرف اس کا حق ادا کرے یعنی اس سے معلوم ہوا کہ اپنے مالک کو سید کہنا درست ہے۔ (فتح)

٢٣٦٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ أَطْعِمْ رَبَّكَ وَضِّئْ رَبَّكَ اسْقِ رَبَّكَ وَلْيَقُلْ سَيِّدِي مَوْلَايَ وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ

٢٣٦٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کہے کوئی کہ اپنے رب کو کھانا کھلا اپنے رب کو وضو کرا اپنے رب کو پانی پلا اور چاہیے کہ کہے سیدی و مولای یعنی میرا سردار اور میرا آقا اور نہ کہے کوئی عبدی و امتی یعنی بندہ میرا اور لونڈی میری اور چاہیے کہ کہے کہ جوان مرد میرا اور جوان عورت میری اور غلام میرا۔

عَبْدِیْ أَمَتِیْ وَلْیَقُلْ فَتَایَ وَفَتَاتِیْ وَغُلَامِیْ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ منع ہے غلام کے لئے کہ وہ اپنے مالک کو کہے میرا رب اور اس طرح اس کے غیر کو یہ منع ہے پس نہ کہے کوئی کہ رب تیرا اور اسی طرح اس میں داخل ہے یہ کہ کہے اس کو سردار نفس اپنے سے پس تحقیق وہ کبھی کہتا ہے کہ اپنے رب کو پانی پلا پس ظاہر کو ضمیر کی جگہ رکھتا ہے بطور تعظیم کے اپنے نفس کے لیے اور سبب اس کا یہ ہے کہ حقیقت ربوبیت اللہ کے لئے ہے اس لیے کہ رب وہی مالک ہے اور شے کے ساتھ قائم ہے پس نہ پائی جائے گی اس کی حقیقت مگر اللہ کے لیے ہی۔ اور خطابی نے کہا کہ منع کا سبب یہ ہے کہ انسان پالا گیا ہے اور متعبد ہے اللہ کا توحید کے اخلاص کے لیے اور اس کے ساتھ شرک کو ترک کرنے کے ساتھ۔ پس مکروہ ہے اس کی مشابہت کرنی اسم میں تاکہ شرک کے معنی میں داخل نہ ہو جائے اور اس میں غلام اور آزاد کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ اور رہی وہ چیز جس پر عبادت کرنا لازم نہیں باقی حیوانوں اور بے جان چیزوں کی طرح تو مکروہ نہیں ہے اس کا بولنا اس پر نسبت کرنے کے وقت جیسا کہ اللہ کا قول ہے کہ رب ہے گھر کا اور رب ہے کپڑے کا یعنی اس طرح کہنا درست ہے۔ اور ابن بطال نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو رب کہنا درست نہیں انتھی۔ اور جو چیز کہ اللہ کے ساتھ خاص ہے رب کا بولنا بغیر نسبت کرنے کے پس جائز ہے اس کا بولنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول میں ہے یوسف علیہ السلام کی حکایت کے طور پر اذکرنی عند ربك اور قول اس کا ارجعی الی ربك اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت کی نشانیوں کے بارے میں قول کہ ان تلد الامة ربتها پس دلالت اس نے کہ نہیں محمول اس میں اطلاق پر اور احتمال ہے کہ نہی تنزیہ کے لیے ہو اور جو اس سے وارد ہوا ہے وہ جواز کے بیان کے لیے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مخصوص ہے غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کہنا منع ہے۔ اور نہیں وارد ہوتا جو کچھ قرآن میں ہے یا مراد یہ ہے کہ اس کی کثرت نہ کرے اور اس لفظ کی عادت نہ بنا لے اور یہ مراد نہیں ہے کہ کبھی کبھی ذکر کرنا بھی منع ہے اور یہ جو کہا کہ کہے سیدی و مولای اس سے معلوم ہوا کہ غلام کے لیے جائز ہے کہ اپنے مالک کو سیدی کہے۔ قرطبی نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ فرق کیا گیا ہے رب اور سید کے درمیان اس لیے کہ رب کا لفظ بالاتفاق اللہ کے ناموں میں سے ہے اور سید میں اختلاف ہے اور قرآن میں وارد نہیں ہوا کہ وہ اللہ کے ناموں میں سے ہے پس اگر ہم کہیں کہ وہ اللہ کے ناموں میں سے نہیں تو فرق ظاہر ہے کوئی التباس نہیں اور اگر ہم کہیں کہ وہ اللہ کے ناموں میں سے ہے تو شہرت اور استعمال میں لفظ رب کی طرح نہیں ہے پس اس کے ساتھ ہی فرق حاصل ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سید اللہ ہے اور خطابی نے کہا کہ اس کو مطلق تو اس لیے چھوڑا کہ مرجع سیادت کا زیارت کے معنی کی طرف ہے اس شخص پر جو اس کے ہاتھ کے نیچے ہے اور اس کی سیاست کی وجہ سے اور اس کی نیک تدبیر کی وجہ سے خاوند کا نام سید رکھا گیا ہے۔ اور رہا مولا کا لفظ تو یہ کثیر التصرف ہے مختلف وجہوں میں ولی اور ناصر وغیرہ سے

لیکن نہیں کہا جاتا سید اور مولا مطلق بغیر نسبت کرنے کے اللہ تعالیٰ کی صفت میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مولا کا بولنا بھی بندے کے لیے جائز ہے۔اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نہ کہے کوئی میرا مولا اس لیے کہ تمہارا مولا اللہ ہے لیکن چاہیے کہ کہے سیدی سو مسلم نے کہا کہ اس میں اعمش راوی میں اختلاف ہے ان میں سے بعض نے اس زیادتی کو ذکر کیا ہے اور بعض نے ذکر نہیں کیا۔عیاض نے کہا کہ اس کا حذف اصح ہے اور قرطبی نے کہا کہ مشہور حذف ہونا اس کا ہے کہ ہم نے ترجیح کی طرف اس لیے رجوع کیا ہے کہ دونوں میں تعارض ہے اور تطبیق ممکن نہیں ہے اور تاریخ معلوم نہیں اور اس زیادتی کا مقتضی یہ ہے کہ سید کا بولنا اسہل ہے اطلاق مولا سے اور وہ خلاف ہے مشہور بات کا اس لیے کہ مولا کئی وجہوں پر بولا جاتا ہے بعض ان میں سے اسفل ہیں اور بعض اعلیٰ اور سید نہیں بولا جاتا مگر اعلیٰ پر پس ہوگا اطلاق مولا کا اسہل اور اقرب عدم کراہت کی طرف۔اور احتمال یہ ہے کہ مراد نہی اطلاق سے ہو یعنی یہ لفظ مطلق بغیر اضافت کے بولنا منع ہے **كما تقدم من كلام الخطابي** اور تائید کرتی ہے اس کی کلام کی حدیث ابن شخیر کی جو مذکور ہوئی اور مالک سے روایت ہے کہ کراہت خاص ہے ندا اور پکارنے کے ساتھ پس مکروہ ہے یہ کہ کہے یاسیدی اور غیر ندا میں مکروہ نہیں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری سب عورتیں اللہ کی لونڈیاں ہیں پس ارشاد کیا حضرت ﷺ نے اس میں موجود علت کی طرف اس لیے کہ حقیقی عبودیت کا تو صرف اللہ ہی حقدار ہے نیز اس لیے کہ اس میں تعظیم ہے کہ نہیں ہے لائق مخلوق کے اس کا استعمال کرنا اپنی جان کے لیے،خطابی نے کہا کہ ان تمام میں معنی اس بات کی طرف راجع ہیں کہ تکبر سے براءت اور اللہ کے لیے عاجزی کو لازم پکڑے اور یہی ہے جو پرورش پائے ہوئے کے لائق ہے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ کہے میری جاریہ پس ارشاد کیا حضرت ﷺ نے اس چیز کی طرف جو بڑائی کے معنی کو سلامتی کے ساتھ ادا کرے اس لیے کہ لفظ فتی اور غلام کا نہیں دلالت کرتا ہے محض ملک پر عبد کی دلالت کی مانند پس تحقیق بہت ہے لفظ فتی کا استعمال آزاد میں اور اسی طرح غلام اور جاریہ بھی نووی نے کہا کہ نہی سے مراد وہ شخص ہے جو استعمال کرے اس کو بطور بڑائی کے نہ کہ وہ جو کہ تعریف کا ارادہ رکھتا ہو انتھی۔اور اس کا محل وہ ہے جب کہ نہ حاصل ہو تعریف بدون اس کے بطور استعمال کے ادب کے لیے لفظ میں جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث۔(فتح)

۲۳۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ مِنَ الْعَبْدِ فَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ قِيمَتَهُ يُقَوَّمُ عَلَيْهِ قِيمَةَ

۲۳۶۷۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور آزاد کرنے والے کے پاس اس قدر مال ہو کہ اس کی باقی قیمت کو پہنچے تو قیمت کیا جائے غلام اس پر قیمت انصاف کی اور آزاد کیا جائے تمام غلام اس کے مال سے اگر اس کے پاس مال نہ ہو

عَدْلٍ وَأُعْتِقَ مِنْ مَّالِهٖ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ.

تو پس تحقیق آزاد ہوا اس سے جو کہ آزاد ہوا یعنی اور شریکوں کے حصے غلام رہیں گے۔

فائدہ: اور یہاں لفظ عبد کا اطلاق ہے اور مناسبت اس کی ترجمہ کے ساتھ اس جہت سے ہے کہ اگر معتق کی مالدار ہونے کی حالت میں تمام غلام کے آزاد ہونے کے ساتھ حکم نہ کیا جاتا تو البتہ وہ ہوتا اس کے ساتھ اپنے آپ کو اس پر بڑا جاننے والا۔ (فتح)

۲۳۶۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّكُمْ رَاعٍ فَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ فَالْأَمِيْرُ الَّذِيْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ.

۲۳۶۸۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں میں ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت اور زیردست سے پوچھا جائے گا پس بادشاہ حاکم ہے سب لوگوں پر تو ان سے پوچھا جائے گا کہ انصاف کیا یا ظلم تو مرد اپنے گھر اور جورو پر حاکم ہے تو ان سے بھی پوچھا جائے گا کہ اس نے ان کو نیک کام سکھایا اور برے کام سے روکا یا نہیں اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد کی حاکم ہے تو وہ بھی پوچھی جائے گی اس نے ان کی خیر خواہی اور اس کے مال کی حفاظت کی یا نہیں، اسی طرح غلام بھی اپنے آقا کے مال میں حاکم ہے اور وہ بھی پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنے آقا کے مال کی حفاظت کی یا نہیں خبردار رہو پس ہر ایک شخص تم میں حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے غرض یہاں اس کا یہ قول ہے کہ غلام اپنے آقا کے مال میں حاکم ہے پس اگر وہ اس کی خیر خواہی کرنے والا ہوگا اس کی خدمت میں ادا کرنے والا اس کے لیے امانت کو تو مناسب ہے یہ کہ مدد کرے اس کی اور نہ بڑا جانے اپنے آپ کو اس پر۔ (فتح)

۲۳۶۹۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ إِذَا زَنَتْ

۲۳۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لونڈی حرام کاری کرے تو اس کو کوڑے مارو پھر اگر دوسری بار حرام کرے تو پھر بھی اس کو کوڑے مارو پھر اگر تیسری بار بھی حرام کرے تو تیسری بار یا چوتھی بار بھی اس کو کوڑے مارے پھر بیچ ڈالے اس کو اگرچہ

فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ إِذَا زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ بِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ.

بال کی رسی اس کی قیمت ملے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحدود میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور اس سے غرض اس جگہ امۃ کا ذکر ہے یعنی لونڈی کا اور یہ کہ اگر وہ نافرمانی کرے تو اس کو ادب سکھایا جائے اگر باز آئے تو فبہا ورنہ بیچی جائے اور یہ سب مبائن ہے اس کے اس پر بڑے ہونے کے لیے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أَتَاهُ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ.

جب اس کے پاس اس کا خدمت گار کھانا لائے۔

فائدہ: یعنی تو چاہیے کہ اس کو بھی اپنے ساتھ کھانے کے لیے بٹھا لے۔ (فتح)

۲۳۷۰۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَإِنْ لَّمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ أَوْ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ فَإِنَّهُ وَلِيَ عِلَاجَهُ.

۲۳۷۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کا خدمت گار اس کے پاس اس کا کھانا لائے یعنی تو چاہیے کہ اس کو کھانے کے لیے اپنے ساتھ بٹھائے اور اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو چاہیے کہ اس کو ایک یا دو لقمے دے دے اس لیے کہ خدمت گار کھانے سے ملا رہا ہے یعنی محنت سے اس کو پکایا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے سمجھا جاتا ہے کہ اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھانا مباح ہے اور اس پر اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ابوذر کی حدیث میں جو پہلے گذر چکی ہے کہ کھلاؤ ان کو اس چیز سے کہ تم کھاتے ہو وجوب پر نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْعَبْدُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهِ وَنَسَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَالَ إِلَى السَّيِّدِ.

غلام حاکم ہے اپنے آقا کے مال میں یعنی لازم ہے اس کو حفاظت اس کی اور نہ عمل کرے مگر اس کی اجازت سے اور نسبت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک کی طرف آقا کی۔

فائدہ: شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ جو غلام بیچے اور اس کے پاس مال ہو تو اس کا مال مالک کے لیے ہے اور اس کی طرف اشارہ کتاب البیوع میں گذر چکا ہے۔ اور ابن بطال کی کلام اشارہ کرتی ہے اس طرف کہ یہ مستفاد ہے آپ کے اس قول سے اَلْعَبْدُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهِ اس لیے کہ اس نے حدیث باب کی شرح میں کہا کہ اس حدیث میں اس شخص کی دلیل ہے جو کہتا ہے کہ بندہ مالک نہیں ہوتا اور ابن منیر نے اس کا اس طرح تعاقب کیا ہے کہ اسے کیا اپنے آقا کے مال میں حاکم ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا مال نہ ہو پس اگر کہا جائے کہ اس کا اپنے آقا کے مال کی حفاظت کے ساتھ مشغول ہونا اس سے کے سب احوال کو تمام پکڑتا ہے یعنی پس اس کی کبھی

فرصت نہیں ہوگی کہ اپنے لیے مال کمائے تو اس کا جواب یہ کہ مطلق عموم کا فائدہ نہیں دیتا خاص کر اس وقت کہ جب لایا جائے غیر قصد عموم کے لیے اور باب کی حدیث تو صرف لائی گئی ہے خیانت سے ڈرانے کے لیے اس کے مسئول اور محاسب ہونے کی وجہ سے پس نہیں ہے اس کے لیے تعلق اس کے ساتھ ہونے کے کہ مالک ہوتا ہے یا مالک نہیں ہوتا۔ (فتح)

۲۳۷۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ فِيْ أَهْلِهٖ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالْمَرْأَةُ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَّهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَّعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ قَالَ فَسَمِعْتُ هٰؤُلَاءِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَحْسِبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالرَّجُلُ فِيْ مَالِ أَبِيْهِ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَّسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ.

۲۳۷۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تم میں ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک شخص اپنی رعیت اور زیر دست سے پوچھا جائے گا پس بادشاہ سب ملک کا حاکم ہے تو وہ اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا اور مرد اپنی جورو بال بچوں میں حاکم ہے تو بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر میں حاکم ہے اور وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھی جائے گی اور خادم اپنے آقا کے مال میں حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے ان لوگوں کو حضرت ﷺ سے سنا ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مرد اپنے باپ کے مال میں حاکم ہے اور وہ بھی اپنی رعیت میں پوچھا جائے گا پس ہر ایک شخص تم میں حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

فائدہ: اور سوائے اس کے نہیں کہ قید لگائی عورت کی حکومت کی گھر کے ساتھ اس لیے کہ وہ نہیں پہنچتی ہے ماسوائے اس کے مگر خاص اجازت کے ساتھ اور اس کا پورا بیان کتاب الاحکام میں آئے گا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا ضَرَبَ الْعَبْدَ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ.

جب غلام کو مارے تو چاہیے کہ منہ کو بچائے۔

فائدہ: غلام کا ذکر قید نہیں بلکہ وہ جملہ افراد میں سے ہے جو داخل ہونے والے ہیں اس میں۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ خاص کیا گیا ہے غلام کے ذکر کے ساتھ کیونکہ اس جگہ بیان کا مقصد غلام کا حکم ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ روایت کی ہے ادب المفرد میں اس لفظ کے ساتھ کہ جب کوئی اپنے خادم

کو مارے۔(فتح)

۲۳۷۲۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِيْ ابْنُ فُلَانٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ.

۲۳۷۲۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی لڑے تو چاہیے کہ منہ کو بچائے۔

فائدہ: قاتل مفاعلہ سے ہے مگر اس کے معنی قتل کے ہیں اور مفاعلہ اس جگہ اپنے معنی میں نہیں اور احتمال ہے کہ اپنے معنی میں ہوتا کہ شامل ہو اس چیز کو جو واقع ہوتی ہے نزدیک دفع کرنے حملہ کرنے والے کے مثلا پس دفع کرنے والے کو بھی منع ہے کہ اس کے منہ کو مارے اور نہی میں ہر وہ شخص داخل ہوگا کہ مارے حد میں یا تعزیر میں یا تادیب میں اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں واقع ہوا ہے اس عورت کے قصے میں جس نے زنا کیا تھا پس حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سنگسار کرنے کا اور فرمایا کہ اس کے منہ کو بچاؤ اور جب کہ ہوا یہ حال اس شخص کے حق میں جس کا ہلاک کرنا متعین ہے تو جو اس سے کم ہو وہ بطریق اولیٰ ہے۔نووی نے کہا کہ علماء نے کہا کہ منہ پر مارنے سے اس لیے منع ہے کہ وہ جامع ہے سب خوبیوں کو اور اکثر ادراک ہوتا ہے اس کے اعضاء کے ساتھ پس خوف ہے کہ مارنے سے اس کے اعضاء باطل ہو جائیں گے یا عیب دار ہو جائیں کل یا بعض اور عیب ان میں فاحش ہے ان کے ظاہر ہونے کی وجہ سے بلکہ نہیں سلامت رہتا جب کہ مارے اس کو اکثر اوقات عیب سے اور تعلیل مذکور خوب ہے لیکن مسلم میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر اور اس میں اختلاف ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ میں صُوْرَتِهٖ کی ضمیر کس طرف لوٹتی ہے۔پس اکثر کہتے ہیں کہ جس کو مار پڑے اس کی طرف لوٹتی ہے اس لیے کہ گذر چکا ہے امر سے تعظیم کرنے منہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف لوٹتی ہے اس لیے کہ بعض طریقوں میں آچکا ہے کہ فَاِنَّ صُوْرَةَ الْاِنْسَانِ عَلٰى صُوْرَةِ وَجْهِ الرَّحْمٰنِ. پس متعلق ہوا جاری کرنا اس کا بیچ اس کے اس چیز پر جو اہل سنت کے درمیان مقرر ہو چکا ہے اس کے گذارنے سے جس طرح کہ وارد ہوا یعنی اس کے ظاہر معنی پر ایمان لا کر بغیر اعتقاد تشبیہ کے یا تاویل کرنے کے اس پر کہ لائق ہے ساتھ رحمٰن جل جلالہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ

اس کی ضمیر آدم علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے یعنی اس کی صفت پر یعنی پیدا کیا اس کو اس حال میں کہ موصوف تھا ساتھ علم کے کہ فضیلت دیا گیا ہے اس کے ساتھ حیوانوں میں سے۔اور یہ بھی متحمل ہے اور ابن قتیبہ نے غلطی کی پس جاری کیا حدیث کو اپنے ظاہر پر کہ صورت نہ مانند صورتوں کی اور عبداللہ بن احمد بن حنبل سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے میرے باپ کو کہا کہ اللہ نے آدم کو اس کی صورت پر پیدا کیا یعنی آدمی کی صورت پر تو امام احمد نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے یہ جہمیہ کا قول ہے۔اور یہ نہی تحریم کے لیے ہے یعنی منہ پر مارنا حرام ہے اور تائید کرتی ہے اس کی سوید رضی اللہ عنہ صحابی کی حدیث کہ اس نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے اپنے غلام کو طمانچہ مارا تو سوید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو نہیں جانتا کہ صورت تعظیم کے لائق ہے؟۔(فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الْمُكَاتَبَةِ
کتاب ہے مکاتب کے بیان میں

فائدہ: مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں کہ جس کو مالک کہے کہ تو جب اس قدر روپیہ ادا کرے گا تو تو آزاد ہے اور مکاتب وہ شخص ہے کہ واقع ہو اس کے لیے کتابت۔ اور رویانی نے کہا کہ کتابت اسلام میں جاری ہوئی جاہلیت میں کوئی اسے نہ جانتا تھا اور اس کے غیر کی کلام اس سے انکار کرتی ہے اور اس کے قبیل سے ابن متین کا قول کہ کتابت اسلام سے پہلے معروف تھی پس برقرار رکھا اس کو حضرت ﷺ نے اور ابن خزیمہ نے کہا کہ کہتے ہیں کہ بریرہ اول مکاتبہ ہے اسلام میں اور کفر کی حالت میں مدینے میں مکاتبت کرتے تھے۔ اور کتابت کی تعریف میں اختلاف ہے اور بہت عمدہ تعریف یہ ہے کہ وہ معلق کرنا آزادی کا ہے صفت کے ساتھ مخصوص معاوضہ پر اور کتابت خارج ہے قیاس سے اس شخص کے نزدیک جو کہتا ہے کہ غلام مالک نہیں ہوتا اور وہ لازم ہے مالک کی طرف سے یعنی مالک اس میں رجوع نہیں کرسکتا مگر یہ کہ غلام بدلہ کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو اور جائز ہے بنابر راجح قول کے علماء کے اقوال سے اس کے بارے میں۔ (فتح)

بَابُ الْمُكَاتَبِ وَنُجُوْمِهٖ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ نَجْمٌ وَّقَوْلِهٖ ﴿وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْ اٰتَاكُمْ﴾. وَقَالَ رَوْحٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَآءٍ أَوَاجِبٌ عَلَيَّ إِذَا عَلِمْتُ لَهٗ مَالًا أَنْ أُكَاتِبَهٗ قَالَ مَا أُرَاهُ إِلَّا وَاجِبًا وَّقَالَهٗ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قُلْتُ لِعَطَآءٍ تَأْثُرُهٗ عَنْ أَحَدٍ قَالَ لَا ثُمَّ أَخْبَرَنِيْ أَنَّ مُوْسَى بْنَ أَنَسٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ سِيْرِيْنَ سَأَلَ أَنَسًا الْمُكَاتَبَةَ وَكَانَ كَثِيْرَ الْمَالِ فَأَبٰى فَانْطَلَقَ إِلٰى عُمَرَ

باب ہے بیان میں مکاتب کے اور اس کی قسطوں کے اور ہر سال میں ایک قسط ہو۔ یعنی اور بیان ہے اس آیت کا کہ جو لوگ کہ چاہتے ہیں کتابت کو تمہارے لونڈی غلاموں میں سے پس مکاتبت کرو ان سے اگر جانو تم ان میں بہتری اور دو ان کو اس مال سے جو تم کو اللہ نے دیا۔ یعنی روح نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ میں نے عطا سے کہا کہ جب میں غلام کے پاس مال جانوں تو کیا میں اس سے مکاتبت کروں تو اس نے کہا کہ میں اس کو نہیں دیکھتا مگر واجب۔ یعنی عمرو بن دینار نے کہا کہ میں نے عطا سے کہا کہ کیا تو اس وجوب کو کسی سے روایت کرتا ہے اس نے کہا نہیں پھر اس نے مجھ کو خبر دی کہ بے شک موسیٰ بن انس نے خبر دی اس کو کہ سیرین

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقَالَ کَاتِبْہُ فَأَبٰی فَضَرَبَہٗ بِالدِّرَّۃِ وَیَتْلُوْ عُمَرُ ﴿فَکَاتِبُوْھُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِیْھِمْ خَیْرًا﴾ فَکَاتَبَہٗ.

نے انس سے مکاتبت طلب کی یعنی چاہا کہ اس کو مکاتب کردے اور سیرین بہت مالدار تھا تو انس نے نہ مانا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا یعنی اس کی شکایت کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو مکاتب کر تو بھی اس نے نہ مانا تو عمر رضی اللہ عنہ نے انس کو درے سے مارا اس حال میں کہ یہ آیت پڑھتے تھے پس مکاتب کرو ان کو اگر جانو تم ان میں بہتری۔

فائدہ: اور قسط کتابت وہ ایک قدر معین ہے جس کو مکاتب معین وقت میں ادا کرے اور اس کی اصل یہ ہے کہ عرب لوگ اپنے معاملات کی بناء کرتے تھے ستاروں کے چڑھنے پر اس لیے کہ وہ حساب نہ جانتے تھے پس ان میں سے ایک کہتا تھا کہ جب فلانا ستارہ چڑھے گا تو میں تیرا حق ادا کر دوں گا پھر وقتوں کا نام نجوم رکھا گیا پھر جو اپنے وقت پر ادا کیا جائے اس کا نام نجوم رکھا گیا یعنی قسط۔ اور پہچانا گیا ترجمہ سے کتابت میں مہلت کا شرط ہونا اور یہ قول شافعی کا ہے وقوف کی وجہ سے نام رکھنے کے ساتھ اس کے بنا بر اس کے کہ کتابت متفق ہے ضم سے اور وہ جوڑنا ہے بعض قسطوں کا بعض کی طرف اور ادنیٰ درجہ اس چیز کا کہ حاصل ہو اس کے ساتھ ضم دو قسطیں ہیں اور بایں طور کہ ممکن تر ہے ادا پر قدرت کی تحصیل کے لیے۔ اور مالکیہ اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ کتابت عالی یعنی بدل کتابت بالفعل لے لینا بھی جائز ہے اور اس کو بعض شافعیہ نے اختیار کیا ہے رویانی کی طرح۔ اور ابن متین نے کہا کہ مالک کی اس میں کوئی نص نہیں لیکن اس کے محقق اصحاب نے تشبیہ دی اس کو اس کی جان سے غلام بیچنے کے ساتھ اور مالک کے بعض اصحاب نے اختیار کیا ہے دو قسطوں سے کم نہ ہونا شافعی کے قول کی مانند۔ اور طحاوی وغیرہ نے حجت پکڑی ہے اس کے ساتھ مہلت تو ٹھہرائی گئی ہے نرمی کرنے کے لیے مکاتبت کے ساتھ نہ کہ مالک کے ساتھ پس جب غلام اس پر قادر ہو یعنی کل بدل کتابت بالفعل ادا کر سکے تو منع کیا جائے اس سے اور یہ قول لیث کا ہے بایں طور کہ سلمان نے مکاتبت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کے ساتھ اور مہلت کو ذکر نہیں کیا اور اس کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ اور بایں طور کہ عاجز ہونا غلام کا قدر حال سے نہیں منع کرتا کتابت کی صحت کو مجلس میں بیع کرنے کی طرح مانند اس کے جو خریدے وہ چیز کہ ایک درہم کے مساوی ہو ساتھ اس درہم کے بالفعل اور وہ نہیں قادر ہے اس وقت مگر ایک درہم کا تو جاری ہو گی بیع باوجود عاجز ہونے اس کے سے اکثر مول سے اور بایں طور کہ جائز رکھا ہے شافعیہ نے سلم حال کو اور نہیں کھڑے ہوئے نام رکھنے کے ساتھ اس کے باوجود کہ وہ مشعر ہے مہلت کے ساتھ۔ اور رہا مصنف کا قول کہ ہر سال میں ایک قسط ہے تو اس کو خبر کی صورت سے لیا ہے جو اس میں وارد ہے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں جیسا کہ اس کی تصریح آئے گی

اور مصنف یعنی بخاری کی یہ مراد نہیں کہ یہ اس میں شرط ہے اس لیے کہ علما کا اتفاق ہے اس پر کہ اگر مہینوں کے ساتھ قسطیں واقع ہوں تو یہ بھی جائز ہے۔(فتح)

فائدہ: حاصل یہ ہے کہ ابن جریج نے عطاء سے نقل کیا ہے تردد کے وجوب میں اور عمرو بن دینار سے ساتھ اسی کے جزم اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابن سیرین نے کہا کہ انس نے میرے باپ سے کتابت کی چالیس ہزار درہم پر اور ایک روایت میں ہے کہ عبیداللہ بن ابی بکر بن انس نے کہا کہ یہ مکاتبت انس کی ہے نزدیک ہمارے لہٰذا کاتب انس علامہ سیرین الخ۔ یعنی یہ وہ چیز ہے کہ کتابت کی انس نے اپنے غلام سیرین سے اتنے اتنے ہزار پر اور دو غلاموں پر کہ اس کے برابر کام کریں اور عمر کے فعل کے ساتھ استدلال کیا گیا ہے کہ وہ کتابت کو واجب جانتے تھے جب کہ سوال کرے اس سے اس لیے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے انس کو اس کے باز رہنے پر مارا تو اس نے اس پر دلالت کی اور یہ اس سے لازم نہیں آتا اس لیے کہ احتمال ہے کہ ادب دیا ہو اس کو اس نے مستحب موکد ترک کرنے پر اور اسی طرح وہ چیز جو روایت کی ہے عبدالرزاق نے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر قرآن کی آیت نہ ہوتی تو میں کتابت نہ کرتا پھر بھی دلالت نہیں کرتا کہ وجوب دیکھتے تھے اور ابن حزم نے اس کے وجوب کو مسروق سے اور ضحاک سے اور قرطبی نے کہا کہ عکرمہ سے بھی یہی روایت آئی ہے۔اور اسحاق بن راہویہ سے روایت ہے کہ جب غلام طلب کرے تو اس کی مکاتب واجب ہے لیکن حاکم مالک کو اس پر جبر نہ کرے۔ اور شافعی کا ایک قول وجوب ہے اور یہی قول ہے ظاہر یہ کا اور اختیار کیا ہے اس کو ابن جریر نے۔ ابن قصار نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تو انس کو درے بطور خیر خواہی کے مارے تھے اور کتابت لازم ہوتی تو انس انکار نہ کرتے اور سوائے اس کے نہیں کہ اس کی افضل کی طرف ہدایت کی۔ اور قرطبی نے کہا کہ جب ثابت ہوا کہ غلام کی گردن اور اس کی کمائی مالک کی ملک ہے تو معلوم ہوا کہ کتابت واجب نہیں اس لیے کہ اس کا قول کہ میری کمائی لے اور مجھ کو آزاد کردے بجائے اس قول کے ہے کہ مجھ کو مفت آزاد کردے اور یہ بالاتفاق واجب نہیں اور محل وجوب کا اس کے نزدیک جو اس کا قائل ہے یہ ہے کہ غلام اس پر قادر ہو اور مالک اس قدر کے ساتھ راضی ہو کہ اس کے ساتھ کتابت واقع ہوئی ہے۔ اور ابو سعید اصطخری نے کہا اس جگہ امر سے وجوب کو پھیرنے والا قرینہ شرط ہے اس آیت میں کہ اگر تم جانو ان میں بہتری اس لیے کہ سپرد کیا اجتہاد کو اس میں مالک کی طرف۔ اور مقتضی اس کا یہ ہے کہ جب اس کو آزاد کرنا مناسب معلوم نہ ہو تو اس پر جبر نہ کیا جائے پس دلالت کی اس نے کہ یہ واجب نہیں ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ کتابت دھوکے اور فریب کی گرہ ہے اور اصل یہ تھا کہ جائز نہ ہوتی تو جب اس کی اجازت ہوئی تو ہوگا امر منع کے بعد اور امر منع کے بعد اباحت کے لیے ہے اور نہیں وارد ہوتا اس پر اس کا مستحب ہونا اس لیے کہ اس کا استحباب دوسری دلیلوں سے ثابت ہوا ہے۔(فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ آئی اس حال میں کہ

شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا إِنَّ بَرِيْرَةَ دَخَلَتْ عَلَيْهَا تَسْتَعِيْنُهَا فِيْ كِتَابَتِهَا وَعَلَيْهَا خَمْسَةُ أَوَاقٍ نُجِّمَتْ عَلَيْهَا فِيْ خَمْسِ سِنِيْنَ فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ وَنَفِسَتْ فِيْهَا أَرَأَيْتِ إِنْ عَدَدْتُ لَهُمْ عَدَّةً وَّاحِدَةً أَيَبِيْعُكِ أَهْلُكِ فَأُعْتِقَكِ فَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لِيْ فَذَهَبَتْ بَرِيْرَةُ إِلٰى أَهْلِهَا فَعَرَضَتْ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا لَا إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ لَنَا الْوَلَاءُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيْهَا فَأَعْتِقِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَّشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَّيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَّيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ شَرْطُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ.

وہ مدد چاہتی تھی اس سے اپنی کتابت میں اور اس پر پانچ اوقیہ تھے جو بانٹی گئی تھی پانچ سالوں پر یعنی ہر سال میں ایک اوقیہ ادا کیا جائے گا سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا اور حالانکہ اس نے اس کو آزاد کرنے میں رغبت کی تھی پہلے بتلا تو کہ اگر میں تیرے مالکوں کو سب اوقیہ ایک بار گن دوں یعنی کل کتابت یک مشت دے دوں تو کیا تیرے مالک تجھ کو بیچیں گے؟ پس میں تجھ کو آزاد کروں اور تیری آزادی کا حق میرے لیے ہو بریرہ اپنے مالکوں کی طرف گئی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا کلام ان کے پیش کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نہیں بیچتے مگر یہ کہ ہو حق آزادی کا ہمارے لیے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں حضرت ﷺ کے پاس آئی اور میں نے یہ قصہ حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آزادی کا حق تو صرف اسی کا ہے جس نے آزاد کیا پھر حضرت ﷺ کھڑے ہوئے یعنی خطبہ فرمایا پس کہا کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ ایسی شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں یعنی نامشروع ہیں جو ایسی شرط کرے جو کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ باطل ہے شرط اللہ کی لائق تر ہے ساتھ عمل کے اور مضبوط تر ہے اس میں کوئی خلل نہیں۔

فائدہ: اور وہ شرط یہ ہے کہ آزادی کا حق اسی کا ہے جس نے آزاد کیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام کو مکاتب کرنا درست ہے اور اس کا بیچنا بھی جائز ہے اور یہ کہ کتابت میں دوسرے سے مدد لینی بھی ٹھیک ہے اور یہ کہ بدل کتابت کے قسطیں کرنی درست ہیں۔ (ق ت)

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنْ شُرُوْطِ الْمُكَاتَبِ وَمَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَّيْسَ فِيْ كِتَابٍ۔

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ظاہر ہے مکاتب کی شرطوں سے اور جو شرط کرے کتاب اللہ میں نہ ہو یعنی

فِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں دو حکم بیان کیے ہیں اور گویا کہ پہلے کی دوسرے کے ساتھ تفسیر کی اور یہ کہ ضابطہ جواز کا یہ ہے کہ جو کتاب اللہ میں ہو اور شرط میں آئے گا مراد ساتھ اس چیز کے کہ نہیں کتاب اللہ میں وہ چیز کہ کتاب اللہ کی مخالف ہو۔ ابن بطال نے کہا کہ کتاب اللہ سے یہاں مراد اس کا حکم ہے اس کی کتاب سے یا اس کے رسول کی سنت سے یا اجماع امت سے اور ابن خزیمہ نے کہا کہ لیس فی کتاب اللّٰہ یعنی نہیں اللہ کے حکم میں اس کا جواز یا اس کا وجوب یہ معنی کہ ہر وہ شخص کہ شرط کرے کہ کتاب اللہ اس کے ساتھ ناطق نہ ہو تو وہ باطل ہے اس لیے کہ کبھی شرط کیا جاتا ہے بیع میں کفیل پس نہیں باطل ہوتی شرط اور بے شک قیمت میں کئی شرطیں کی جاتی ہیں اس کے اوصاف سے یا قسطوں سے اور مانند اس کی پس نہیں شرط باطل ہے اور نووی نے کہا کہ علما نے کہا کہ بیع میں شرط کئی قسم کی ہوتی ہے ایک وہ ہے کہ تقاضہ کرے اس کا اطلاق عقد کا مانند شرط سپرد کرنے اس کے کی دوسری یہ شرط ہے کہ اس میں مصلحت ہو مانند رہن کی اور یہ دونوں شرطیں بالاتفاق جائز ہیں تیسری شرط آزاد کرنے کی شرط ہے غلام میں یعنی شرط کرنی کہ میں اس شرط سے غلام بیچتا ہوں کہ تو اس کو آزاد کر دے تو یہ جائز ہے جمہور کے نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اور بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے کی وجہ سے۔ اور چوتھی وہ شرط کہ مقتضی عقد پر زیادہ ہو اور اس میں مشتری کے لیے مصلحت نہ ہو مانند منفعت کے استثنا کرنے کے پس وہ باطل ہے۔ اور قرطبی نے کہا کہ لیس فی کتاب اللّٰہ کے معنی ہیں کہ نہیں ہے مشروع کتاب اللہ میں نہ بطور اصل کے نہ بطور تفصیل کے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ بعض احکام ایسے ہیں کہ اس کی تفصیل کتاب اللہ سے لی جاتی ہے وضو کی مانند اور بعض ایسے ہیں کہ ان کی اصل کتاب اللہ سے لی جاتی ہے بغیر تفصیل کے نماز کی طرح اور بعض ایسے ہیں کہ ان کا اصل ٹھہرایا گیا ہے مانند دلالت کتاب کی سنت اور اجماع کے اصل ہونے پر اور اسی طرح قیاس صحیح پس ہر وہ چیز کہ قیاس کیا جائے ان اصلوں سے بطور تفصیل کے تو وہ ماخوذ ہے کتاب اللہ سے بطور اصل کے۔ (فتح)

فائدہ: گویا کہ یہ اشارہ ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی طرف جو آئندہ باب میں آئے گی اور تحقیق گذر چکی ہے پہلے لفظ اشتراط کے ساتھ بیچ باب بیع وشرا کے عورتوں کے ساتھ۔ (فتح)

٢٣٧٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيْرَةَ جَآئَتْ تَسْتَعِيْنُهَا فِيْ كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا

٢٣٧٣۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا آئی اس حال میں کہ مدد چاہتی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنی کتابت میں اور اس نے اپنی کتابت میں سے کوئی چیز ادا نہ کی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کہا کہ اپنے مالکوں کی طرف پلٹ جا پس اگر وہ

شَيْئًا قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ ارْجِعِيْ إِلٰى أَهْلِكِ فَإِنْ أَحَبُّوْا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لِيْ فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيْرَةُ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا وَقَالُوْا إِنْ شَآءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لَنَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعِيْ فَأَعْتِقِيْ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قَالَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ أُنَاسٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنْ شَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ شَرْطُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ.

چاہیں کہ میں تیری طرف سے بدل کتابت ادا کردوں اور تیری آزادی کا حق میرے واسطے ہو تو میں اس کو کروں سو بریرہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات اپنے مالکوں سے ذکر کی تو انہوں نے نہ مانا اور کہا کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا چاہے کہ تجھ پر احسان کرے یعنی ثواب کی نیت خرید کر آزاد کرے تو چاہیے کہ کرے اور حق آزادی تیری کا ہمارے لیے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آزادی کا حق تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا ایسی شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں جو ایسی شرط کرے کہ کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ شرط اس کے لیے نہیں اگرچہ سو شرط کرے اللہ کی شرط لائق تر اور مضبوط تر ہے۔

فائدہ: اور سو شرط کا کہنا تقیید کے لیے نہیں بلکہ مراد اس سے تعدد ہے یعنی شرطیں غیر مشروطہ باطل ہیں اگرچہ بہت ہوں اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ شرط مشروطہ صحیح ہیں اس سے معلوم ہوا کہ مشتری کو مکاتب کے حق میں ولا کی شرط کرنی درست ہے۔ (فتح)

۲۳۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَرَادَتْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً لِتُعْتِقَهَا فَقَالَ أَهْلُهَا عَلٰى أَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكِ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

۲۳۷۴۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ارادہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہ خریدے ایک لونڈی کو تا کہ آزاد کرے اس کو تو اس کے مالکوں نے کہا ہم اس شرط پر بیچتے ہیں کہ اس کی آزادی کا حق ہمارے لیے ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں روکتا تجھ کو یہ شرط کرنا ان کا پس ولا تو اسی کا ہے جس سے آزاد کیا۔

بَابُ اسْتِعَانَةِ الْمُكَاتَبِ وَسُؤَالِهِ النَّاسَ.

مدد لینی مکاتب کی اور مدد لینا اس کا لوگوں سے۔

فائدہ: یہ عام کا خاص پر عطف ہے اس لیے کہ استعانت واقع ہوتی ہے سوال کے ساتھ اور بغیر اس کے۔ اور شاید کہ یہ جائز ہونے کی طرف اشارہ ہے اس کے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے برقرار رکھا بریرہ رضی اللہ عنہا کو اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کرنے پر اپنی کتابت میں اعانت کرنے کے لیے۔ اور ایک روایت میں آیت ﴿إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا﴾ کی تفسیر میں آیا ہے یعنی کسب اور پیشہ کو نہ چھوڑو ان کو بوجہ لوگوں پر پس یہ حدیث مرسل ہے اور معضل ہے پس نہیں حجت اس میں اس کے منع ہونے پر۔ (فتح)

٢٣٧٥۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآئَتْ بَرِيْرَةُ فَقَالَتْ إِنِّيْ كَاتَبْتُ أَهْلِيْ عَلٰى تِسْعِ أَوَاقٍ فِيْ كُلِّ عَامٍ أُوْقِيَّةٌ فَأَعِيْنِيْنِيْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عَدَّةً وَّاحِدَةً وَّأُعْتِقَكِ فَعَلْتُ وَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لِيْ فَذَهَبَتْ إِلٰى أَهْلِهَا فَأَبَوْا ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ إِنِّيْ قَدْ عَرَضْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَنِيْ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ خُذِيْهَا فَأَعْتِقِيْهَا وَاشْتَرِطِيْ لَهُمُ الْوَلَاءَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ رِجَالٍ مِّنْكُمْ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَّيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَأَيُّمَا شَرْطٍ لَّيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَّإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ فَقَضَآءُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ أَوْثَقُ مَا بَالُ رِجَالٍ

٢٣٧٥۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی آئی تو اس نے کہا میں نو اوقیوں پر کتابت کی ہے ہر سال میں ایک اوقیہ دوں گی سو تو میری مدد کر تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر تیرے مالک چاہیں کہ میں ان کو ایک بار سب اوقیہ گن دوں اور تجھ کو آزاد کر دوں تو میں یہ کام کروں اور تیرا ولا میرے لیے ہوگا سو بریرہ رضی اللہ عنہا اپنے مالکوں کے پاس گئی تو انہوں نے اس کا اس پر انکار کیا یعنی نہ مانا تو بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے یہ بات ان کے پیش کی تھی تو انہوں نے نہ مانا مگر یہ کہ ولا ان کے لیے ہو سو یہ بات حضرت ﷺ نے سنی اور مجھ سے پوچھا سو میں نے آپ کو خبر دی یعنی اس گفتگو سے تو فرمایا کہ اس کو لے کر آزاد کر دے اور ان کے لیے ولا کی شرط کر پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حق آزادی کا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا پھر حضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد کی اور تعریف کی پھر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد پس کیا حال ہے ان لوگوں کا تم میں سے کہ ایک ان کا کہتا ہے کہ آزاد کر دے اے فلاں اور حق آزادی کا میرے لیے ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آزادی کا حق تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا۔

مِنكُمْ يَقُولُ أَحَدُهُمْ أَعْتِقْ يَا فُلَانُ وَلِيَ الْوَلَاءُ إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

فائدہ: اور یہاں ایک اشکال اور شبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے باطل شرط کا کیوں اذن کیا ؟ سو علما نے اس میں اختلاف کیا ہے سو ان میں سے بعض نے تو انکار کیا ہے اس سے کہ حدیث کا لفظ صحیح نہیں پس روایت کی خطابی نے معالم میں یحییٰ بن اکثم سے کہ اس نے اس سے انکار کیا ہے اور شافعی سے ام میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ ہشام کی روایت جس میں شرط کا ذکر ہے ضعیف ہے اس لیے کہ وہ منفرد ہوا ہے اس کے ساتھ اور مصاحبوں باپ اپنے کے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ہشام ثقہ ہے اور حافظ ہے اور حدیث کے صحیح ہونے پر اتفاق کیا گیا ہے پس نہیں ہے کوئی وجہ اس کے رد کرنے کی۔ پھر اختلاف کیا ہے انہوں نے اس کی توجیہ میں پس گمان کیا طحاوی نے کہ تحقیق مزنی نے حدیث بیان کی ہے اس کی شافعی سے ساتھ لفظ اشرطی کے بغیر ت کے پھر اس کی یہ توجیہ کی کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ظاہر کر ان کے لیے حکم ولا کا اور اشراط کا معنی ظاہر کرنے کے ہیں اور اس کے غیر نے اس روایت سے انکار کیا ہے اور جو چیز کہ مختصر مزنی اور ام وغیرہ میں شافعی وغیرہ سے جمہور کی روایت کی مانند ہے یعنی واشترطی ت کے ساتھ اور نیز طحاوی نے حکایت کی ہے تاویل اس روایت کی جوت کے ساتھ ہے کہ لام بیچ قول حضرت ﷺ کے واشترطی لہم ساتھ معنی علی کے ہے۔ نووی نے کہا تاویل لام کی ساتھ معنی علی کے ضعیف ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے انکار کیا۔ اور لام اگر علی کے معنی میں ہوتا تو انکار نہ کرتے اور لوگ کہتے ہیں کہ امر بیچ قول حضرت ﷺ کے واشترطی اباحت کے لیے ہے اور وہ بطور تنبیہ کے ہے اس بات پر کہ یہ ان کو فائدہ نہیں دیتا پس اس کا وجود اور عدم برابر ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شرط کر یا نہ کر پس یہ ان کو فائدہ نہیں دیتا اور ایمن کی روایت اس کی تائید کرتی ہے کہ خرید اس کو اور چھوڑ ان کو کہ جو شرط چاہیں لگائیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے لوگوں کو بتا دیا تھا کہ بائع کا ولا کی شرط کرنا باطل ہے اور یہ بات مشہور تھی یہاں تک کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے مالک بھی اس کو جانتے تھے سو جب انہوں نے شرط کرنے کا ارادہ کیا باوجود کہ ان کو پہلے سے معلوم تھا کہ یہ شرط باطل ہے تو مطلق چھوڑا امر کو اس حال میں کہ مراد آپ کی تہدید تھی حال کی عاقبت پر مانند اس آیت کی ﴿وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم﴾ اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں امر وعید کے معنی میں ہے کہ ظاہر اس کا امر ہے اور باطن اس کا نہی ہے مانند اس آیت کی اعملوا ما شئتم اور بعض لوگوں نے کچھ اور تاویلیں کیں ہیں لیکن کوئی تاویل ان میں سے ٹھیک نہیں۔ اور نووی نے کہا کہ یہ حکم عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص ہے اور یہ بھی تاویل ٹھیک نہیں اس لیے کہ تخصیص دلیل کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔ اور خطابی نے کہا کہ جب کہ تھا ولا مانند لحمہ نسب کی اور جب انسان کے لیے لڑکا پیدا ہو تو اس کا نسب اس سے ثابت ہوتا ہے اور اس کا نسب اس سے ثابت منتقل نہیں ہوتا اگرچہ اس کے غیر کی طرف منسوب ہو پس اسی طرح جب کوئی غلام

آزاد کرے تو اس کا ولا اس کے لیے ثابت ہوتا ہے اور اگر وہ اس سے ولا نقل کرنا چاہے یا ولا نقل کرنے کی اجازت دے تو آزادی کا حق منتقل نہیں ہوتا پس ان کی ولا کی شرط کرنے کا اعتبار نہ کیا جائے۔اور بعض کہتے ہیں کہ شرط کر اور چھوڑ دے ان کو کہ شرط کریں جو چاہیں مانند اس کی اس لیے کہ یہ نہیں قادح ہے عقد میں بلکہ جگہ لغو کلام کے ہے اور تاخیر کیا خبر دینے ان کے کو ساتھ اس کے تا کہ رد اور ابطال ہو اس کا قول مشہور کہ خطبہ کیا جائے ساتھ اس کے منبر پر ظاہر اس لیے کہ وہ بلیغ تر ہے انکار میں اور موکد تر ہے تعبیر سے اور پھرتا ہے اس کی طرف کہ امر اس میں اباحت کا ہے کما تقدم۔اور یہ جو کہا کہ اللہ کا حکم لائق تر ہے یعنی ساتھ اتباع کے شرطوں مخالفہ کے اس کے لیے اور اللہ کی شرط مضبوط تر ہے یعنی اس کی حدود کی اتباع کے ساتھ کہ جن کو معین کیا۔اور نہیں ہے مفاعلہ اپنی حقیقت پر اس لیے کہ نہیں ہے مشارکت حق اور باطل کے درمیان۔اور یہ جو کہا کہ انما الولاء لمن اعتق تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ انما کا کلمہ حصر کے لیے ہے اور وہ مذکور کے لیے حکم کا ثابت کرنا ہے اور اس کی نفی کرنا ہے اور اگر یہ حصر نہ ہوتا تو لازم آتا اثبات ولا سے آزاد کرنے والے کے لیے نفی اس کی غیر اس کے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے مفہوم کے ساتھ اس پر کہ نہیں ولا اس کے لیے جس کے ہاتھ پر کوئی شخص اسلام لائے یا اس کے اور اس کے درمیان قسم واقع ہو برخلاف حنفیہ کے اور نہ کہ اٹھانے والے کے لیے برخلاف اسحق کے اور اس کا مفصل بیان کتاب الفرائض میں آئے گا انشاء اللہ۔اور اس کے منطوق سے ولا کا اثبات سمجھا جاتا ہے اس کے لیے جو آزاد کرے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ اس کا ولا مسلمانوں کے لیے ہوتا ہے اور داخل ہوتا ہے آزاد کرنے والے میں آزاد کرنا مسلمان کا مسلمان کو اور کافر کو اور بالعکس ثابت ہوتا ہے ولا کا معتق کے لیے۔اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو گذر چکے ہیں اور سوائے اس کے جو نکاح میں آئیں گے جائز ہونا لونڈی کی کتابت کا غلام کی طرح اور جواز کتابت لونڈی منکوحہ کا اگرچہ خاوند اس کو اجازت نہ دے اور یہ کہ نہیں ہے خاوند کے لیے منع کرنا اس کا کتابت سے اگرچہ پہنچا دے وہ کتابت اس کو جدائی کی طرف جیسا کہ نہیں ہے نکاح کرنے والے غلام کے لیے منع کرنا مالک کا آزاد کرنے لونڈی کے سے جو اس کے نیچے ہے اگرچہ یہ اس کے نکاح کے باطل ہونے کی طرف پہنچا دے۔اور لونڈی کے قدرت دینے سے استنباط کیا جاتا ہے مال کتابت میں سعی سے یہ کہ نہیں واجب ہے لونڈی پر اس کی خدمت اور یہ کہ جائز ہے سعی مکاتبہ کی اور اس کا سوال کرنا اور اس کا کمانا اور قدرت دینا مالک کا اس کے لیے اس سے۔اور نہیں پوشیدہ ہے کہ محل جواز کا اس وقت ہے جب کہ پہچانی جائے اس کے کسب کے حلال ہونے کی جہت۔اور اس حدیث میں بیان ہے ساتھ اس کے جو نہی وارد ہوئی ہے کسب لونڈی سے وہ محمول ہے اس پر جو نہ پہچانے وجہ اس کے کسب کی یا محمول ہے غیر مکاتبہ پر۔اور اس میں یہ ہے کہ جائز ہے مکاتب کے لیے کہ وہ سوال کرے کتابت کے وقت سے اور نہیں ہے شرط اس میں اس کا عاجز ہونا برخلاف اس کے جو اس کو شرط کہتا ہے اور اس میں محتاج کے لیے سوال کا جائز ہونا

ہے اس کے دین یا ڈانٹ کی طرف یا اس کی مانند سے۔ اور اس میں یہ ہے کہ نہیں ہے ساتھ تعجیل مال کتابت کی۔ اور اس میں جواز ہے نرخ کرنے کا بیع میں اور تشدید صاحب اسباب کی بیچ اس کے اور یہ کہ عورت ہوشیار تصرف کرے بیع وغیرہ میں اپنے نفس کے لیے اگرچہ وہ منکوحہ ہو برخلاف اس کے جو اس سے انکار کرتا ہے اور یہ کہ جو اپنے نفس سے تصرف کرے پس جائز ہے اس کو یہ کہ کھڑا کرے اپنے غیر کو اپنی جگہ میں اور یہ جب غلام کو اجازت دے مالک تجارت میں تو اس کا تصرف جائز ہے۔ اور اس حدیث میں جواز ہے آواز کے بلند کرنے کا منکر چیز کو دیکھ کر اور یہ کہ نہیں ڈر ہے اس شخص کے لیے جو ارادہ کرے یہ کہ خریدے آزاد کرنے کے لیے یہ کہ ظاہر کرے اس کو گردن کے مالکوں کے لیے تا کہ اس کے لیے قیمت میں نرمی کریں اور یہ ریا میں شمار نہیں ہوتا۔ اور اس میں انکار کرنا ہے قول کا جو شرع کے موافق نہ ہو اور رسول کا اس میں ڈانٹنا اور اس میں یہ ہے کہ جب کوئی چیز نقد سے ادھار بیچی جائے اور جائز ہے مرد کے لیے یہ کہ ادا کیا جائے اس سے قرض اس کا رضا کے ساتھ اور اس میں ادھار کے ساتھ کاروبار جائز ہونا ہے اور یہ کہ جب مکاتب اپنی بعض کتابت جلدی کرے اور اس کا مالک باقی کے معاف کرنے سے باز رہے تو مالک کو اس پر مجبور نہ کیا جائے اور جواز کتابت کا بقدر قیمت غلام کے اور کم کے اس سے اور زیادہ کے اس لیے کہ نقد اور ادھار مول کے درمیان فرق ہے اور باوجود اس کے پس بذل کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے موجل کو تاخیر یعنی جس مول کے ادا کرنے میں مہلت مقرر تھی اس کو بالفعل ادا کیا پس دلالت کی اس نے کہ تحقیق قیمت اس کی تھی مہلت کی اکثر اس چیز سے کہ کتابت کی گئی اس کے ساتھ اور اس کے مالکوں نے اس کو اس کے ساتھ بیچا تھا۔ اور اس میں یہ ہے کہ آیت میں خیر سے مراد اِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا قوت ہے کمانے پر اور وفا کرنا اس چیز کے ساتھ کہ جس پر کتابت واقع ہوئی ہے اور اس کے ساتھ مال مراد نہیں اور تائید کرتی ہے اس کی کہ تحقیق جو مال کہ مکاتب کے ہاتھ میں ہے وہ اس کے مالک کے لیے ہے پس کس طرح کتابت کرے گا اس کو اپنے مال کے ہی ساتھ لیکن جو کہتا ہے کہ غلام مالک ہوتا ہے اس پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ اور تحقیق نقل کیا گیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ خیر سے مراد مال ہے باوجود اس کے کہ وہ کہتا ہے کہ غلام مالک نہیں ہوتا پس نسبت کیا گیا تناقض کی طرف اور ظاہر یہ ہے کہ اس سے کوئی دونوں امروں کا صحیح نہیں۔ اور اس کے غیر نے حجت پکڑی ہے اس کے ساتھ کہ غلام اپنے مالک کا مال ہے اور جو مال کہ اس کے ساتھ ہے وہ بھی اس کے مالک کا ہے پس کس طرح مکاتب کرے گا اس کو اپنے مال سے۔ اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ آیت میں خیر کی تفسیر مال کے ساتھ صحیح نہیں ہے اس لیے کہ یہ نہیں کہا جاتا کہ فلاں نہیں مال ہے بیچ اس کے اور سوائے اس کے نہیں کہ کہا جاتا ہے کہ نہیں ہے مال اس کے لیے یا نہیں ہے مال اس کے پاس پس اسی طرح کہا جاتا ہے کہ اس میں وفا ہے اور اس میں امانت ہے اور اس میں حسن معاملہ ہے اور اس کی مانند۔ نیز حدیث میں اس کی کتابت کا بھی جواز ہے جس کا کوئی کسب نہیں جمہور کی موافقت کی وجہ سے۔ اور امام احمد اور مالک سے اختلاف

ہے اور یہ اس لیے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا اس حال میں کہ مدد چاہتی تھی اپنی کتابت پر اور اس نے اس سے کوئی چیز ادا نہ کی تھی پس اگر اس کے لیے کچھ مال یا کسب ہوتا تو مدد لینے کی محتاج نہ ہوتی اس لیے کہ اس کی کتابت حالہ نہ تھی یعنی اس میں بالفعل مول ادا کرنا شرط نہ تھا اور اس میں جواز ہے لینا کتابت کا لوگوں کے سوال سے اور اس پر رد ہے جو اس کو برا جانتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ لوگوں کا میل ہے۔اور اس میں مکاتبہ کی مدد کا مشروع ہونا ہے صدقہ کے ساتھ اور مالکیہ کے نزدیک روایت ہے کہ وہ نہیں کافی ہے فرض سے۔اور اس میں جائز ہونا کتابت کا ہے تھوڑے مال سے اور بہت سے اور جائز ہے وقت معین کرنا قرضوں میں ہر مہینے مثلا بغیر بیان اس کے اول کے یا اس کے وسط کے اور یہ مجہول نہیں ہوتا اس لیے کہ ظاہر ہوتا ہے مہینے کے گذرنے کے ساتھ حلول یعنی پہنچنا وعدے کے وقت کا اسی طرح کہا ہے اس احتمال کی وجہ سے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہو ہر سال میں ایک اوقیہ یعنی اس کے غرہ کے بیچ مثلا بر تقدیر تسلیم کے پس ہوگا تفرقہ کتابت دیون کے درمیان۔پس تحقیق غلام اگر عاجز ہو تو حلال ہوتا ہے اس کے مالک کے لیے جو لیا اس سے بخلاف اجنبی کے۔اور ابن بطال نے کہا کہ دیون اور اس کے غیر کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور بریرہ رضی اللہ عنہا کا قصہ محمول ہے اس پر کہ راوی نے قصر کیا ہے بیچ بیان تعیین وقت کے نہیں تو مدت مجہول ہوگی اور منع کیا ہے حضرت نے مگر مدت معلوم تک اور اس میں یہ ہے کہ گننا دراہم صحاح میں جن کو وزن معلوم ہو کتابت کرتا ہے وزن سے اور یہ کہ اس وقت میں اوقیوں کے ساتھ تھا اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے **كما تقدم في الزكوة** اور گمان کیا محب طبری نے کہ اہل مدینہ معاملہ کرتے تھے گننے کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے تک پھر وہ تولنے کا حکم کیے گئے۔اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ بریرہ کا قصہ متاخر ہے اس کے مقدمہ سے بقدر آٹھ برس کے لیکن احتمال رکھتا ہے عائشہ کا قول **اعدلها عدة واحدة** یعنی دوں میں ان کو ان کے لیے یعنی ان کو دینا مراد ہے اور حقیقت میں گننا مراد نہیں اور اس کی تائید کرتا ہے اس کا قول کہ ڈالوں میں ان کے لیے تیرا مول ایک بار۔اور اس حدیث میں عتق کی شرط پر بیع کا جواز ہے بخلاف بیع کے اس شرط سے کہ نہ بیچے اس کو اس کے غیر کے لیے اور نہ ہی ہبہ کرے اس کو مثلا اور یہ کہ بعض شرطیں بیع میں ایسی ہیں کہ باطل نہیں اور نہیں ضرر کرتی ہیں بیع کو اور اس میں بیع مکاتب کا جائز ہونا ہے جب کہ راضی ہو اگرچہ قسط کے ادا کرنے سے عاجز ہو اور اس سے حضرت نے تفصیل نہ پوچھی۔اور اس کا مفصل بیان آئندہ باب میں آئے گا۔اور اس میں عورت کی سرگوشی کا جواز ہے اپنے خاوند کے سوا پوشیدہ جب کہ سرگوشی کرنے والی سے امن ہو اور یہ کہ جب دیکھے مرد شاہد حال کو کہ تقاضا کرتا ہو سوال کو اس سے تو سوال کرے اور مدد دے اور یہ کہ نہیں ڈر ہے حاکم کے لیے یہ کہ حکم کرے اپنی بیوی کو اور شاہد ہو۔اور اس میں عورت کی خبر کا قبول کرنا ہے اگرچہ وہ لونڈی ہو اور اس سے غلام کا حکم پکڑا جاتا ہے بطریق اولی اور اس میں یہ ہے کہ عقد کتابت کا پہلے اد اکے نہیں لازم پکڑتا آزاد کرنے کو اور یہ کہ خاوند والی لونڈی کا بیچنا طلاق نہیں۔اور اس میں ابتدا کرنا ہے خطبہ کی حمد وثنا

کے ساتھ اور اس میں اما بعد کا کہنا اور اس میں کھڑا ہونا۔ اور جواز تعدد شرط کا ہے حضرت ﷺ کے قول کی وجہ سے جو شرط ہے اور یہ کہ دینا حکم کیا گیا ہے اس کے ساتھ مالک ساقط ہے اس سے جب کہ بیچے مکاتبہ کو آزاد کرنے کے لیے اور یہ کہ کلام میں سجع کی کراہت نہیں ہے جب کہ اس سے تکلف مقصود نہ ہو۔ اور اس میں یہ ہے کہ مکاتب کے لیے ایک حالت ہے کہ جدا ہوا ہے اس کے ساتھ آزادوں اور غلاموں سے۔ اور اس حدیث میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ ظاہر کرتے تھے امور مہمہ کو دین کے امروں سے اور اس کے ساتھ منبر پر خطبہ پڑھتے تھے اس کو پھیلانے کے لیے اور باوجود اس کے اصحاب کے دلوں کی رعایت کرتے تھے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کے مالکوں کو معین نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ کیا حال ہے لوگوں کا اور اس لیے کہ پکڑا جاتا ہے برقرار رکھنا شرع عام کا مذکورین وغیرہم کے لیے صورت مذکورہ وغیرہ میں اور یہ علی کے قصے کے برخلاف ہے ان کے پیغام بھیجنے کے بارے میں ابوجہل کے بیٹے کو پس تحقیق وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حاصل تھا پس اسی لیے معین کیا اس کو اور اس میں حکایت وقائع کی ہے احکام کی تعریف کے لیے اور یہ کہ مکاتب کا کمانا اپنے لیے ہے نہ کہ اپنے مالک کے لیے اور جائز ہے ہوشیار عورت کے تصرف کا جائز ہونا اپنے مال میں اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اور بیگانوں کو اس کی مراسلت کرنے کا بیع امر بیع اور شرا کے اسی طرح اور جواز شرا اسباب کا رغبت کرنے والے کے لیے اس کے خریدنے میں اکثر مول کے ساتھ مثل اس کے اس لیے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خرچ کیا جو ادھار مقرر ہوا تھا اوپر جہت نقد کے باوجود قیمت کے اختلاف کے نقد اور ادھار کے درمیان اور اس میں قرض لینے کا جواز ہے اس کو جس کے پاس مال نہ ہو حاجت کے وقت۔ ابن بطال نے کہا کہ لوگوں نے اس حدیث سے بہت سے فائدے نکالے ہیں یہاں تک کہ پہنچے ہیں ساتھ اس کے سو وجہ کو اور بہت سے مسائل کتاب النکاح میں آئیں گے اور نووی نے کہا کہ تصنیف کی اس میں ابن خزیمہ اور ابن جریر نے بڑی دو کتابیں اس میں انہوں نے اس حدیث سے بہت سے فائدے نکالے ہیں۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْمُكَاتَبِ إِذَا رَضِيَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ هُوَ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَّقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ دِرْهَمٌ وَّقَالَ ابْنُ عُمَرَ هُوَ عَبْدٌ إِنْ عَاشَ وَإِنْ مَّاتَ وَإِنْ جَنٰى مَا بَقِيَ عَلَيْهِ شَيْءٌ.

بیچنا مکاتب کا جب کہ راضی ہو یعنی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مکاتب غلام ہے جب تک کہ باقی رہے بدل کتابت اس کی سے ایک درہم۔ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ غلام ہے جب تک کہ باقی رہے اس پر ایک درہم۔ یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مکاتب غلام ہے اگر زندہ رہے اور اگر مر جائے اور اگر قصور کرے جب تک کہ باقی رہے اس پر کوئی چیز بدل کتابت سے۔

فائدہ: اور یہ بیع مکاتب کے مسائل سے ایک قول کے لئے اختیار کرنا ہے جب کہ اس کے ساتھ راضی ہو اگرچہ

اپنے نفس سے عاجز نہ ہو اور یہ قول احمد اور ربیعہ اور اوزاعی اور لیث اور ابی ثور کا ہے اور ایک قول شافعی اور مالک کا ہے اور اختیار کیا ہے اس کو ابن منذر اور ابن جریر وغیرہ نے بنا بر تفصیل کے کہ ان کو اس مسئلے میں ہے اور منع کیا ہے اس کے ابو حنیفہ اور شافعی نے ایک اصح قول پر۔ اور بعض مالکیہ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے کا اس طرح جواب دیا ہے کہ اس نے اپنی جان کو عاجز پایا تھا اور استدلال کیا ہے انہوں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کے مدد لینے سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور نہیں اس کی استعانت میں وہ چیز کہ لازم پکڑے اس کے عاجز ہونے کو اور خاص کر جواز کتابت کے قول کے ساتھ اس شخص کے جس کے پاس مال نہ ہو اور نہ ہی اس کے لیے کسب ہو۔ ابن عبد البر نے کہا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے کسی طریق میں وارد نہیں ہوا کہ وہ قسط کے ادا کرنے سے عاجز ہو گئے تھے اور نہ اس نے ایسے خبر دی کہ حلول کیا ہے اس پر کسی چیز نے اور نہیں وارد ہوا بیچ کسی چیز کے اس کے طریقوں سے تفصیل پوچھنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے لیے کسی چیز سے اور ان میں سے بعض نے تاویل کی ہے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قول انی کاتبت اهلی سے پس کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں نے ان سے خواہش کی اور میں نے ان کے ساتھ اتفاق کیا اس قدر پر اور ابھی عقد واقع نہیں ہوا تھا اور اسی لیے بیچی گئی۔ پس نہیں حجت ہے اس میں مکاتب کے بیچنے پر مطلقا اور یہ تاویل ظاہر سیاق حدیث کے مخالف ہے یہ بات قرطبی نے کہی ہے اور نیز جواز کو قوی کرتا ہے یہ کہ کتابت عتق ہے ساتھ صفت کے پس واجب ہے یہ کہ نہ آزاد ہو مگر تمام قسطوں کے بعد جیسا کہ اگر کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہو گا تو آزاد ہے پس نہیں آزاد ہوتا مگر اس کے تمام کے داخل ہونے کے بعد۔ اور اس کے مالک کے لیے اس کا بیچنا جائز ہے اس کے داخل ہونے سے پہلے۔ اور مالکیہ سے بعضوں نے گمان کیا ہے کہ جس کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے خریدا تھا وہ بریرہ رضی اللہ عنہا کی کتابت تھی نہ کہ اس کی گردن کی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرنے کی شرط سے بیچا تھا جب بیع آزاد کرنے کی شرط کے ساتھ واقع ہو تو صحیح ہے اصح قولین پر شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک اور حنفیہ سے ہے کہ بیع باطل ہو جاتی ہے۔

فائدہ: یہ پوری روایت اس طرح ہے کہ سلیمان بن یسار نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کی اجازت چاہی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سلیمان ہے میں نے کہا ہاں تو اس نے کہا کہ کیا تو ادا کر چکا ہے وہ چیز کہ باقی تھی تجھ پر تیری کتابت سے؟ میں نے کہا کہ ہاں مگر تھوڑا سا باقی ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ داخل ہو کہ بے شک تو غلام ہے جب تک باقی رہے بدل کتابت تیری سے ایک درہم یعنی مثلا۔

فائدہ: اور جمہور کا قول یہی ہے اور تائید کرتا ہے اس کی بریرہ رضی اللہ عنہا کا قصہ لیکن سوائے اس کے نہیں کہ تمام ہوتی ہے اس سے دلالت جب کہ بریرہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بدل کتابت سے کچھ ادا کیا ہو پس تحقیق تصریح کی ہے ہم نے کہ اس نے کچھ بھی ادا نہ کیا تھا اور اس میں سلف کا خلاف ہے۔ پس علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آدھا ادا کرے تو وہ قرضدار ہے اور نیز اس سے روایت ہے کہ وہ آزاد ہوتا ہے اس سے بقدر اس چیز کے کہ ادا کرے۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ اگر کتابت کرے اس سے دوسو پر اور اس کی قیمت ایک سو ہو پس ادا کر دے سو کو تو آزاد ہو جاتا ہے۔ اور عطا سے روایت ہے کہ جب اپنی کتابت کا تین چوتھائی ادا کر دے تو آزاد ہو جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آزاد ہوتا ہے بقدر اس چیز کے کہ ادا کرے اور اس کے راوی معتبر ہیں لیکن اس کے موصول اور مرسل ہونے میں اختلاف ہے۔ اور جمہور کی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے اور وہ قوی تر ہے اور اس میں وجہ دلالت یہ ہے کہ بے شک بریرہ رضی اللہ عنہا بیچی گئی تھی اس کے بعد کہ اس نے کتابت کی اور اگر مکاتب محض کتابت سے آزاد ہو جاتا تو البتہ اس کی بیع منع ہوتی۔ (فتح)

۲۳۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ بَرِيرَةَ جَآئَتْ تَسْتَعِينُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ لَهَا إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَصُبَّ لَهُمْ ثَمَنَكِ صَبَّةً وَّاحِدَةً فَأُعْتِقَكِ فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ بَرِيرَةُ ذٰلِكَ لِأَهْلِهَا فَقَالُوا لَا إِلَّا أَنْ يَّكُونَ وَلَاؤُكِ لَنَا قَالَ مَالِكٌ قَالَ يَحْيٰى فَزَعَمَتْ عَمْرَةُ أَنَّ عَائِشَةَ ذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

۲۳۷۶۔ عمرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا آئی اس حال میں کہ مدد چاہتی تھی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کہا کہ اگر تیرے مالک چاہیں یہ کہ بہاؤں میں ان کے لیے تیری قیمت بہانا ایک بار پس آزاد کر دوں میں تجھ کو تو کروں میں تو بریرہ رضی اللہ عنہا نے یہ کلام اپنے مالکوں سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نہیں بیچتے مگر یہ کہ ہو ولا تیرا ہمارے لیے پس گمان کیا عمرہ رضی اللہ عنہا نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حق آزادی کا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا۔

بَابُ إِذَا قَالَ الْمُكَاتَبُ اشْتَرِنِي وَأَعْتِقْنِي فَاشْتَرَاهُ لِذٰلِكَ.

جب مکاتب کہے کہ مجھ کو خرید کر آزاد کر دے پس خریدے اس کو اس کے لیے یعنی آزاد کرنے کے لیے۔

فائدہ: یعنی یہ جائز ہے۔

۲۳۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَيْمَنُ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْتُ كُنْتُ غُلَامًا لِعُتْبَةَ بْنِ أَبِي لَهَبٍ وَمَاتَ وَوَرِثَنِي بَنُوهُ وَإِنَّهُمْ بَاعُونِي مِنْ

۲۳۷۷۔ ابو ایمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا پاس داخل ہوا سو میں نے کہا میں عقبہ بن ابی لہب کا غلام تھا اور وہ مر گیا اور اس کی بیٹی میری وارث ہوئی اور یہ کہ انہوں نے مجھے ابن ابی عمرو مخزومی کے ہاتھ بیچا تو ابن ابی عمرو نے مجھ کو آزاد کیا اور عقبہ کے بیٹوں نے ولا کی شرط کی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ عَمْرِو بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَخْزُوْمِيِّ فَأَعْتَقَنِیْ ابْنُ أَبِیْ عَمْرٍو وَاشْتَرَطَ بَنُوْ عُتْبَةَ الْوَلَاءَ فَقَالَتْ دَخَلَتْ بَرِيْرَةُ وَهِيَ مُكَاتَبَةٌ فَقَالَتْ اشْتَرِيْنِيْ وَأَعْتِقِيْنِيْ قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ لَا يَبِيْعُوْنِيْ حَتّٰى يَشْتَرِطُوْا وَلَائِيْ فَقَالَتْ لَا حَاجَةَ لِيْ بِذٰلِكَ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَلَغَهُ فَذَكَرَ لِعَائِشَةَ فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ مَا قَالَتْ لَهَا فَقَالَ اشْتَرِيْهَا وَأَعْتِقِيْهَا وَدَعِيْهِمْ يَشْتَرِطُوْنَ مَا شَآءُوْا فَاشْتَرَتْهَا عَائِشَةُ فَأَعْتَقَتْهَا وَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا الْوَلَآءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَآءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَإِنِ اشْتَرَطُوْا مِائَةَ شَرْطٍ.

کہ بریرہ رضی اللہ عنہا آئی اس حال میں کہ وہ مکاتبہ تھی تو اس نے کہا کہ مجھ کو خرید کر آزاد کر دے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہاں تو بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ مجھ کو نہیں بیچتے یہاں تک کہ شرط کریں میرے ولا کی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں سو یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی یا آپ کو پہنچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا یہ بات واقع ہے؟ سو جو بریرہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا تھا سو عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے اور چھوڑ ان کو کہ شرط کریں جو چاہیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو خرید کر آزاد کیا اور اس کے مالکوں نے ولا کی شرط کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق آزادی کا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا اگرچہ سو شرط کریں۔

فائدہ: اور اس میں دلالت ہے اس چیز پر کہ جو اس کے مالکوں نے کتابت کا عقد کیا تھا وہ فسخ ہو گیا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس کو خریدنے کی وجہ سے۔ اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے ولا کو خریدا تھا اور استدلال کیا ہے اوزاعی نے اس کے ساتھ اس چیز پر کہ مکاتب نہ بیچا جائے مگر آزاد کرنے کے لیے اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق کا اور علماء کا اختلاف اس میں پہلے گذر چکا ہے۔ (فتح)

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْهِبَةِ وَفَضْلِهَا وَالتَّحْرِيضِ عَلَيْهَا

کتاب ہے ہبہ کے بیان میں اور اس کی فضیلت کے اور اس پر رغبت دلانے کے

فائدہ: ہبہ ساتھ زیرہ کے اطلاق کیا جاتا ہے معنی عام کے ساتھ ایک ابرار ہے اور وہ ہبہ قرض کا ہے اس شخص سے کہ وہ اس پر ہے اور ایک صدقہ ہے اور وہ ہبہ کرنا اس چیز کا ہے کہ اس کے ساتھ محض آخرت کا ثواب طلب کیا جاتا ہو اور ایک ہدیہ ہے اور وہ ہے کہ تعظیم کیا جاتا ہے اس کے ساتھ موہوب لہ اور جس نے خاص کیا ہے ہبہ کو زندگی کے ساتھ نکالا ہے اس سے وصیت کو اور وہ بھی تین قسم کی ہوتی ہے اور بولا جاتا ہے ساتھ معنی اخص کے اس چیز پر کہ نہیں قصد کیا جاتا اس کے لیے بدلہ اور اس پر منطبق ہوتا ہے اس شخص کا قول کہ جو ہبہ کی اس طرح تعریف کرتا ہے کہ وہ مالک کرنا ہے بغیر عوض کے اور فعل بخاری کا محمول ہے عام معنی پر اس لیے کہ داخل کیا اس نے اس میں ہدایا کو۔ (فتح)

٢٣٧٨۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا نِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ.

۲۳۷۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمان عورتوں نہ ناچیز جانے ہمسائی اپنی ہمسائی کے تحفے کو اگرچہ تحفہ بکری کا کھر یا کھر کے درمیان کا گوشت ہو۔

فائدہ: فرسن کم گوشت والی ہڈی کو کہتے ہیں اور اس کے ساتھ تحفہ بھیجنے کے مبالغہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے قلیل چیز کے اور اس کے قبول کرنے کی طرف۔ اور کھر سے مراد حقیقت نہیں کیونکہ اس کو تحفے میں دینا عادت نہیں ہے یعنی اس کا رواج نہیں ہے بلکہ مراد اس سے رغبت دلانا ہے تحفہ دینے میں اگرچہ نہایت قلیل چیز ہو یعنی نہ روکے کوئی ہمسائی اپنی ہمسائی کا ہدیہ اس چیز کو کہ موجود ہو اس کے نزدیک اس کے مستقل ہونے کے لیے۔ بلکہ لائق ہے کہ بخشش کرے اس کے لیے جو میسر ہو اگرچہ تھوڑا ہو پس وہ بہتر ہے نہ ہونے سے اور ذکر کیا کھر کا بطور مبالغہ کے اور احتمال ہے کہ نہی صرف مہدی الیہ کے لیے ہو یعنی جس کی طرف تحفہ بھیجا جائے اور یہ کہ وہ نہ حقیر جانے اس چیز کو جو اس کی طرف ہدیہ بھیجا جائے اگرچہ تھوڑا ہو اور حمل کرنا اس کا عام پر اس سے اولیٰ ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مذکور میں ہے کہ اے مسلمان عورتوں آپس میں ہدیہ دیا کرو اگرچہ بکری کا کھر ہو اس لیے کہ وہ دوستی کو پیدا کرتا ہے اور کینہ کو دور

کرتا ہے اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے آپس میں تحفہ دینے پر اگرچہ تھوڑی چیز کے ساتھ ہو اس لیے کہ زیادہ چیز ہر وقت میسر نہیں ہوتی تو جب تھوڑا آپس میں ملے گا تو بہت ہو جائے گا اور اس میں دوستی کا استحباب ہے اور ساقط کرنا ہے تکلف کا۔ (فتح)

۲۳۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ ابْنَ أُخْتِيْ إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ ثُمَّ الْهِلَالِ ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِيْ شَهْرَيْنِ وَمَا أُوْقِدَتْ فِيْ أَبْيَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ فَقُلْتُ يَا خَالَةُ مَا كَانَ يُعِيْشُكُمْ قَالَتِ الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيْرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَتْ لَهُمْ مَنَائِحُ وَكَانُوْا يَمْنَحُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَلْبَانِهِمْ فَيَسْقِيْنَا.

۲۳۷۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے عروہ کو کہا کہ اے میری بہن کے بیٹے کہ تحقیق ہم ایک چاند کو دیکھتے تھے پھر دوسرے چاند کو اسی طرح دو مہینوں میں تین چاند کو دیکھتے تھے یعنی دو مہینے کامل گذر جاتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہ جلائی جاتی تھی یعنی بہ سبب تنگی رزق کے تو میں نے کہا اے خالہ تم کس چیز سے جیتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا دو سیاہ چیزوں سے کھجور اور پانی سے گذارہ کرتے تھے مگر یہ کہ کچھ انصار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسائے تھے ان کے پاس دودھ والی بکریاں تھیں اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا دودھ عطا کیا کرتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ دودھ ہم کو پلاتے تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ دو سیاہ چیزیں تو یہ باعتبار تغلیب کے ہے اور نہیں تو پانی کا کوئی رنگ نہیں اسی لئے کہتے ہیں کہ دو سفید چیزیں دودھ اور پانی اور سوائے اس کے نہیں کہ کھجور کو سیاہ کہا اس لیے کہ مدینے کی کھجوریں اکثر سیاہ ہوتی ہیں اور استدلال کیا گیا ہے اس طرح کہ پانی اور کھجور کا ہونا تقاضہ کرتا ہے ان کے ہونے کے وصف فراخی کے ساتھ۔ اور حدیث کی چال چاہتی ہے اس کے کہ وہ تنگدست تھے اور گویا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مبالغہ کیا بیچ وصف کرنے ان کے حال کو شدت تنگی کے ساتھ اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس میں اصحاب دنیا کے قلیل ہونے میں اول امر میں اور اس میں ترک دنیا کی فضیلت ہے اور مقدم کرنا واحد کا فقیر کے لیے اور شریک ہونا اس چیز میں کہ ہاتھوں میں ہے اور اس میں جواز ذکر مرد کا ہے اس چیز کو کہ تھا اس میں تنگی سے بعد اس کے کہ فراخی کی اللہ نے اس پر اس کی نعمت کو یاد کرنے کے لیے تاکہ اس کا غیر بھی اس کی پیروی کرے۔ (فتح)

بَابُ الْقَلِيْلِ مِنَ الْهِبَةِ.

تھوڑے ہبہ کا بیان۔

۲۳۸۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ دُعِيْتُ إِلٰى ذِرَاعٍ أَوْ كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ ذِرَاعٌ أَوْ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ.

۲۳۸۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں دعوت میں بکری کے ہاتھ پاؤں کی طرف بلایا جاؤں تو البتہ دعوت قبول کروں اور اگر بکری کا ہاتھ پاؤں مجھے تحفہ دیا جائے تو قبول کروں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی اور اس کی مناسبت ترجمہ کے لیے بطریق اولیٰ ہے اس لیے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنی تھوڑی چیز پر دعوت کو قبول کرتے تھے تو قبول کرنا آپ کا اس شخص سے کہ حاضر کرے آپ کے پاس یہ اولیٰ ہے۔

فائدہ: اور ہاتھ اور پاؤں کا ذکر خاص کیا گیا ہے تا کہ جمع کیا جائے حقیر اور خطیر کے درمیان اس لیے کہ ہاتھ آپ کو بہت پیارا تھا اور پھر کھر کی کچھ قیمت نہیں۔ اور ابن بطال نے کہا کہ اشارہ کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرسن اور کراع کے ساتھ ہدیہ قبول کرنے کی ترغیب دینے کی طرف اگرچہ کم ہوتا کہ نہ باز رہے باعث ہدیہ سے حقیر کے لیے ہونے چیز کے پس اس کی ترغیب دی کہ اس میں الفت ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اسْتَوْهَبَ مِنْ أَصْحَابِهٖ شَيْئًا وَّقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اضْرِبُوْا لِيْ مَعَكُمْ سَهْمًا.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو اپنے یاروں سے کوئی چیز ہبہ چاہے یعنی اور ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ساتھ میرا حصہ ٹھہراؤ۔

فائدہ: یعنی برابر ہے کہ کوئی چیز ہو یا منفعت ہو جائز ہے بغیر کراہت کے بیچ اس کے جب کہ جانے کہ وہ اپنے دلوں سے راضی ہیں۔ (فتح)

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری حدیث کتاب الاجارئ میں گذر چکی ہے۔

۲۳۸۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ إِلَى امْرَأَةٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَكَانَ لَهَا غُلَامٌ نَجَّارٌ قَالَ لَهَا مُرِيْ عَبْدَكِ فَلْيَعْمَلْ لَنَا أَعْوَادَ الْمِنْبَرِ فَأَمَرَتْ عَبْدَهَا

۲۳۸۱۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو ایک مہاجر عورت کے پاس بھیجا اور اس کا ایک غلام تھا جو بڑھئی کا کام کرتا تھا اس کو فرمایا کہ اپنے غلام سے کہہ دے کہ ہمارے لیے لکڑیوں کا منبر بنا دے تو اس نے اپنے غلام کو حکم دیا سو وہ گیا اور گز کے درخت سے لکڑی کاٹ لایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منبر بنایا سو جب اس نے اس کو تمام کیا

فَذَهَبَ فَقَطَعَ مِنَ الطَّرْفَآءِ فَصَنَعَ لَهُ مِنْبَرًا فَلَمَّا قَضَاهُ أَرْسَلَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَدْ قَضَاهُ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلِي بِهِ إِلَيَّ فَجَآءُوْا بِهِ فَاحْتَمَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ حَيْثُ تَرَوْنَ.

تو اس عورت نے کسی کو حضرت ﷺ کے پاس بھیجا کہ وہ اس کو تمام کر چکا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس بھیج دے تو لوگ اس کو لائے تو حضرت ﷺ نے اس کو اٹھا کر رکھا جس جگہ کہ تم دیکھتے ہو۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الجمعہ میں گذر چکی ہے اور اس میں ہبہ طلب کرنا حضرت ﷺ کا ہے عورت سے اس کے غلام کے منفعت کا۔ (فتح)

۲۳۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ يَوْمًا جَالِسًا مَّعَ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَنْزِلٍ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَازِلٌ أَمَامَنَا وَالْقَوْمُ مُحْرِمُوْنَ وَأَنَا غَيْرُ مُحْرِمٍ فَأَبْصَرُوْا حِمَارًا وَّحْشِيًّا وَّأَنَا مَشْغُوْلٌ أَخْصِفُ نَعْلِيْ فَلَمْ يُؤْذِنُوْنِيْ بِهِ وَأَحَبُّوْا لَوْ أَنِّيْ أَبْصَرْتُهُ وَالْتَفَتُّ فَأَبْصَرْتُهُ فَقُمْتُ إِلَى الْفَرَسِ فَأَسْرَجْتُهُ ثُمَّ رَكِبْتُ وَنَسِيْتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقُلْتُ لَهُمْ نَاوِلُوْنِي السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَغَضِبْتُ فَنَزَلْتُ فَأَخَذْتُهُمَا ثُمَّ رَكِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَى

۲۳۸۲۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکہ کی راہ میں ایک دن منزل میں حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھا تھا اور حضرت ﷺ ہمارے آگے اترے تھے اور لوگ احرام باندھے تھے اور میں غیر محرم تھا یعنی سال حدیبیہ کے تو لوگوں نے جنگلی گدھا دیکھا اور میں مشغول تھا اپنا جوتا سیتا تھا سو انہوں نے مجھ کو خبر نہ کی اور انہوں نے چاہا کہ کاش کہ میں نے اس کو دیکھا ہوتا سو میں نے پھر کر نظر کی تو میں نے اس کو دیکھا سو میں نے گھوڑے کی طرف اٹھ کر کھڑا ہوا سو میں نے اس پر زین باندھی پھر میں سوار ہوا اور کوڑا اور نیزہ بھول گیا تو میں نے ان سے کہا کہ مجھ کو کوڑا اور نیزہ دو تو انہوں نے کہا کہ قسم اللہ کی ہم تجھ کو اس پر کسی چیز سے مدد نہ کریں گے سو میں نے ان پر غصہ ہوا سو میں نے اتر کر ان کو لیا پھر میں سوار ہوا پھر میں نے جنگلی گدھا کو ڈانٹا یعنی ان پر حملہ کیا سو میں نے اس کو قتل کیا پھر میں اس کو لایا حالانکہ وہ مر گیا تھا پڑے اس حال میں کہ اس کو کھاتے تھے پھر انہوں نے شکایت کی اپنے کھانے میں اس کو اور حالانکہ وہ احرام باندھے تھے یعنی ان کو اس سے تردد ہوا سو ہم چلے اور میں نے اس کا ایک بازو اپنے

الْحِمَارِ فَعَقَرْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ بِهِ وَقَدْ مَاتَ فَوَقَعُوْا فِيْهِ يَأْكُلُوْنَهُ ثُمَّ إِنَّهُمْ شَكُّوْا فِيْ أَكْلِهِمْ إِيَّاهُ وَهُمْ حُرُمٌ فَرُحْنَا وَخَبَأْتُ الْعَضُدَ مَعِيَ فَأَدْرَكْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَعَكُمْ مِّنْهُ شَيْءٌ فَقُلْتُ نَعَمْ فَنَاوَلْتُهُ الْعَضُدَ فَأَكَلَهَا حَتّٰى نَفِدَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ فَحَدَّثَنِيْ بِهِ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ساتھ چھپا رکھا سو ہم نے حضرت ﷺ کو پایا اور آپ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اس سے کچھ ہے سو میں نے کہا کہ ہاں سو میں نے آپ کو بازو دیا تو حضرت ﷺ نے اس کو کھایا یہاں تک کہ اس کو تمام کیا اور حالانکہ حضرت ﷺ احرام میں تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحج میں گذر چکی ہے اور اس میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اس سے کچھ ہے اور تحقیق میں نے اس کو اس جگہ ذکر کیا ہے کہ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کھاؤ اور مجھ کو کھلاؤ اور شاید کہ بخاری نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ ابن بطال نے کہا دوست سے ہبہ مانگنا بہتر ہے جب کہ معلوم ہو کہ اس کا دل اس سے خوش ہوگا سوائے اس کے نہیں کہ طلب کیا حضرت ﷺ نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اور اسی طرح قتادہ وغیرہ سے تا کہ انس دیں ان کو ساتھ اس کے اور دور کریں ان سے شبہ کو بیچ توقف ان کے کرنے کے اس کے جواز میں۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اسْتَسْقٰى وَقَالَ سَهْلٌ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِنِيْ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو پینے کی چیز مانگے۔ یعنی اور سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو پانی پلا۔

فائدہ: یعنی پانی یا دودھ وغیرہ مانگے اس چیز سے کہ خوش ہو ساتھ اس کے نفس اس کا جس سے پانی وغیرہ مانگا۔

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔

۲۳۸۳۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ طُوَالَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ أَتَانَا

۲۳۸۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہمارے پاس اس گھر میں آئے سو آپ نے دودھ مانگا سو ہم نے اپنی ایک بکر دھوئی پھر میں نے اس میں اپنے اس کنویں کا پانی ملایا پھر میں نے آپ کو دیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کی دائیں طرف تھے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَارِنَا هٰذِهٖ فَاسْتَسْقٰى فَحَلَبْنَا لَهٗ شَاةً لَّنَا ثُمَّ شُبْتُهٗ مِنْ مَّآءِ بِئْرِنَا هٰذِهٖ فَأَعْطَيْتُهٗ وَأَبُوْ بَكْرٍ عَنْ يَّسَارِهٖ وَعُمَرُ تُجَاهَهٗ وَأَعْرَابِيٌّ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ عُمَرُ هٰذَا أَبُوْ بَكْرٍ فَأَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ فَضْلَهٗ ثُمَّ قَالَ الْأَيْمَنُوْنَ الْأَيْمَنُوْنَ أَلَا فَيَمِّنُوْا قَالَ أَنَسٌ فَهِيَ سُنَّةٌ فَهِيَ سُنَّةٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے تھے اور ایک دیہاتی آپ کی بائیں طرف تھا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پینے سے فارغ ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جوٹھا دیہاتی کو دیا پھر فرمایا کہ دائیں طرف کے لوگ مقدم ہیں خبردار ہو پس دائیں طرف سے شروع کیا کرو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پس یہ سنت ہے پس یہ سنت ہے پس یہ سنت ہے۔

فائدہ: یہ حدیث شرب میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ مانگا اور مفعول کے حذف کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب چیزوں کا یہی حکم ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی وجہ سے کہ تھا اچھا لگتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دائیں طرف سے شروع کرنا ہر کام میں۔ اور اس میں جواز طلب کرنا اعلیٰ کا ہے ادنیٰ سے وہ چیز کہ ارادہ کرے اس کا کھانے کی چیز اور پینے کی چیز سے جب کہ مطلوب منہ کا جی اس سے خوش ہو اور نہیں شمار کیا جاتا یہ سوال مذموم سے یعنی اس کی شرع میں مذمت آچکی ہے۔

بَابُ قَبُوْلِ هَدِيَّةِ الصَّيْدِ وَقَبِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَبِيْ قَتَادَةَ عَضُدَ الصَّيْدِ.

باب ہے بیان میں قبول کرنے ہدیہ شکار کے۔ یعنی قبول کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو قتادہ سے بازو شکار کا۔

فائدہ: اس کی حدیث پہلے گذر چکی ہے۔

۲۳۸۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغِبُوْا فَأَدْرَكْتُهَا فَأَخَذْتُهَا فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا وَبَعَثَ بِهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَرِكِهَا أَوْ فَخِذَيْهَا قَالَ فَخِذَيْهَا لَا شَكَّ فِيْهِ فَقَبِلَهٗ قُلْتُ وَأَكَلَ مِنْهُ

۲۳۸۴۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے مر الظہران میں ایک خرگوش بھگایا اور لوگ اس کے پیچھے دوڑے پس تھک گئے سو میں نے اس کو پایا تو میں اس کو پکڑ کر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو ذبح کیا اور اس کا ایک کولہا یا دونوں رانیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول کیا۔ میں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا تھا اس نے کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا تھا پھر اس کے بعد انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

قَالَ وَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ قَبِلَهُ.

اس کو قبول کیا تھا یعنی پہلے کہا کہ کھایا تھا پھر کہا کہ اس کو قبول کیا تھا پس کھانے میں شک کیا اور قبول کرنے میں جزم کیا۔

فائدہ: مرالظہران نام ہے ایک نالے معروف کا جو مکہ سے مدینہ کی طرف ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شکار کا ہدیہ قبول کرنا درست ہے۔

۲۳۸۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ صَعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّهُ أَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَّحْشِيًّا وَّهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰى مَا فِيْ وَجْهِهٖ قَالَ أَمَا إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ.

۲۳۸۵۔صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک جنگلی گدھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تحفہ بھیجا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوا یا ودان میں تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر پھیر دیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرے میں ملال دیکھا تو فرمایا کہ خبردار ہو ہم نے نہیں پھیرا اس کو تجھ پر مگر اس لیے کہ ہم احرام باندھے ہیں۔

فائدہ: اور شاید ترجمہ کا اس سے مفہوم قول اس کے کا ہے کہ نہیں پھیرا ہم نے اس کو تجھ پر مگر اس لیے کہ ہم احرام باندھے ہیں پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محرم نہ ہوتے تو اس کو قبول کرتے اور تحقیق گذر چکی ہے شرح اس کی حج میں اور اس میں یہ ہے کہ نہیں جائز ہے قبول کرنا اس چیز کا کہ نہیں حلال ہے ہدیہ سے۔(فتح)

بَابُ قَبُوْلِ الْهَدِيَّةِ.

باب ہے قبول کرنے ہدیہ کے۔

فائدہ: اور یہ ترجمہ بہ نسبت ترجمہ قبول ہدیہ شکار کے عام ہے بعد خاص کے۔

۲۳۸۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُوْنَ بِهَا أَوْ يَبْتَغُوْنَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۳۸۶۔عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق لوگ قصد کرتے ساتھ ہدیوں اپنے کے دن باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا چاہتے تھے ساتھ اس کے رضامندی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یعنی اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت تھی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح آئندہ باب میں آئے گی۔

۲۳۸۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا

۲۳۸۷۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام حفیدہ ابن

جَعْفَرُ بْنُ إِيَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَهْدَتْ أُمُّ حُفَيْدٍ خَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقِطًا وَّسَمْنًا وَّأَضُبًّا فَأَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَقِطِ وَالسَّمْنِ وَتَرَكَ الضَّبَّ تَقَذُّرًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَّا أُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ نے پنیر اور روغن زیتون کا اور کئی گوہیں بھنی ہوئیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفہ بھیجی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پنیر اور روغن سے کھایا اور گوہ کو نہ کھایا کراہت کی وجہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان پر گو کھائی گئی اور اگر حرام ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان پر نہ کھائی جاتی۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ استدلال صحیح ہے تقریر کی جہت سے یعنی اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا۔

۲۳۸۸۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ فَإِنْ قِيْلَ صَدَقَةٌ قَالَ لِأَصْحَابِهِ كُلُوْا وَلَمْ يَأْكُلْ وَإِنْ قِيْلَ هَدِيَّةٌ ضَرَبَ بِيَدِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ مَعَهُمْ.

۲۳۸۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کوئی کھانا آتا تھا تو اس سے پوچھتے تھے کہ کیا ہدیہ ہے یا صدقہ ہے؟ پس اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہتے کہ کھاؤ اور آپ نہ کھاتے اور اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو کھانے میں جلدی شروع کرتے اور ان کے ساتھ کھاتے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ہدیہ کا قبول کرنا درست ہے۔

۲۳۸۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقِيْلَ تُصُدِّقَ عَلَى بَرِيْرَةَ قَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ.

۲۳۸۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا اور کہا گیا کہ یہ بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ ہوا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گوشت اس کے حق میں صدقہ ہے اور ہمارے لیے تحفہ ہے۔

فائدہ: اور شاید ترجمہ کا اس سے یہ قول ہے هُوَلَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ پس پکڑا جاتا ہے اس سے کہ حرمت تو فقط صفت پر ہے نہ ذات پر اور باقی شرح اس کی کتاب النکاح میں آئے گی۔ (فتح)

۲۳۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ وَأَنَّهُمُ اشْتَرَطُوْا وَلَائَهَا فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيْهَا فَأَعْتِقِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَأُهْدِيَ لَهَا لَحْمٌ فَقِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا تُصُدِّقَ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ وَّخُيِّرَتْ. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ زَوْجُهَا حُرٌّ أَوْ عَبْدٌ قَالَ شُعْبَةُ سَأَلْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ عَنْ زَوْجِهَا قَالَ لَا أَدْرِيْ أَحُرٌّ أَمْ عَبْدٌ.

۲۳۹۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے بریرہ رضی اللہ عنہا کے خریدنے کا ارادہ کیا اور یہ کہ انہوں نے اس کے ولا کی شرط کی تو کسی نے یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حق آزادی کا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا۔ اور بریرہ رضی اللہ عنہا کو گوشت تحفہ بھیجا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو صدقہ ملا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اس کے حق میں صدقہ ہے اور ہمارے لیے تحفہ ہے۔ اور اختیار دیا گیا اس کو سابق نکاح میں خواہ رکھے خواہ فسخ کر دے۔

۲۳۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ قَالَتْ لَا إِلَّا شَيْءٌ بَعَثَتْ بِهٖ أُمُّ عَطِيَّةَ مِنَ الشَّاةِ الَّتِيْ بَعَثْتَ إِلَيْهَا مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا.

۲۳۹۱۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے تو فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کچھ نہیں مگر کچھ کھانا جس کو ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بھیجا اس بکری سے جو آپ نے اس کو صدقہ سے بھیجی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک وہ بکری اپنے مقام کو پہنچ چکی یعنی دور ہوا اس سے حکم صدقہ حرام کا مجھ پر اور میرے لیے حلال ہوئی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ حضرت ﷺ صدقہ کا مال اس لیے نہ کھاتے تھے کہ وہ لوگوں کا میل ہے اور یہ برخلاف ہدیہ کے ہے اس لیے کہ عادت جاری ہے ساتھ بدلہ دینے کی اس پر اور اسی طرح تھا شان اس کا اور یہ جو فرمایا کہ اپنے مقام کو پہنچ چکی تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ میں جائز ہے تصرف فقیر کا جس کو ملا بیع اور ہدیہ وغیرہ کے ساتھ۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ حضرت ﷺ کی بیویوں پر صدقہ حرام نہیں جیسا کہ حضرت ﷺ پر حرام ہے اس لیے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ رضی اللہ عنہا اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا ہدیہ قبول کیا باوجود اس کے علم کے کہ وہ تھا صدقہ ان دونوں پر اور گمان کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیشہ رہنا حکم کا ساتھ اس کے اس پر۔ اسی لیے اس کو حضرت ﷺ کے آگے نہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا کے جاننے کی وجہ سے کہ صدقہ حضرت ﷺ پر حلال نہیں اور برقرار رکھا اس کو حضرت ﷺ نے اس فہم پر لیکن بیان کیا حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے کہ حکم صدقہ کا اس سے پھر گیا ہے پس حضرت ﷺ کے لیے یہی حلال ہوا۔ اور استنباط کیا جاتا ہے کہ اس قصے سے جواز رجوع کرنا صاحب دین کا فقیر سے اس چیز میں کہ دی ہے اس کو زکوۃ سے ہو بہو اور یہ کہ جائز ہے عورت کو کہ اپنے خاوند کو زکوۃ دے۔ اگرچہ اس پر خرچ کرتا ہو اس سے اس پر۔ اور یہ سب اس میں ہے جس میں کوئی شرط نہ ہو۔

تنبیہ: یہاں شبہ وارد ہوتا ہے اور وہ جمع کرنا عائشہ رضی اللہ عنہا کے قصے کا ہے بیچ حدیث میں عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں اس لیے کہ دونوں کا شان ایک ہے اور تحقیق حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم کروایا ہر ایک میں دونوں سے ساتھ اس چیز کے کہ حاصل اس کا یہ ہے کہ تحقیق صدقہ جب قبض کرے اس کو وہ شخص جس کو اس کا لینا حلال ہے پھر اس میں تصرف کرے تو اس سے حکم صدقہ کا دور ہو جاتا ہے اور جائز ہوتی ہے اس پر وہ چیز جو حرام یہ کہ لے اس سے جب کہ ہدیہ دیا جائے اس کو یا بیچا جائے پس اگر ایک دوسرے سے مقدم ہوتا تو البتہ بے پرواہ کرتا یہ حکم کے اعادہ ذکر سے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَهْدٰى إِلٰى صَاحِبِهٖ وَتَحَرّٰى بَعْضَ نِسَآئِهٖ دُوْنَ بَعْضٍ.

باب ہے بیان میں جائز ہونے فعل اس شخص کے جو اپنے یار کی طرف تحفہ بھیجے اور قصد کرے باری بعض بیویوں اس کی کے سوائے بعض کے۔ یعنی بعض کو معین کر رکھے بایں طور کہ جس دن وہ یار ان کے پاس ہو اس دن اپنے یار کے پاس تحفہ بھیجے اور جس دن وہ یار ان کے سوائے کسی اپنی اور بیوی کے پاس ہو تو اس دن اس کے پاس تحفہ نہ بھیجے۔

۲۳۹۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

۲۳۹۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے لوگ قصد کرتے

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمِيْ وَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ إِنَّ صَوَاحِبِيْ اجْتَمَعْنَ فَذَكَرَتْ لَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهَا.

ساتھ ہدیوں اپنے کے میری باری کے دن کو یعنی جس دن حضرت ﷺ میرے پاس ہوتے تھے اس دن لوگ آپ کے پاس تحفہ بھیجا کرتے تھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میری سہیلیاں جمع ہوئیں سو میں نے حضرت ﷺ سے ذکر کیا یعنی قول ان کا تو حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا ان کے قول کی طرف التفات نہ کیا۔

فائدہ: یہ روایت پوری اس طرح ہے کہ لوگ قصد کرتے تھے اپنے ہدیوں کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن یعنی ان کی باری کے دن حضرت ﷺ کے پاس تحفہ بھیجا کرتے تھے سو میری سہیلیاں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جمع ہوئیں اور اس کو کہا کہ تو حضرت ﷺ سے کہہ دے کہ لوگوں کو فرمائیں کہ تحفے بھیجا کریں آپ کے لیے جس جگہ کہ آپ ہوں سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت ﷺ سے کہہ دی سو منہ پھیرا مجھ سے حضرت ﷺ نے جب حضرت ﷺ میرے پاس سے پھرے تو میں نے پھر آپ سے کہا تو پھر بھی حضرت ﷺ نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔ (فتح)

۲۳۹۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ نِسَآءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ حِزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيْهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْآخَرُ أُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ نِسَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ قَدْ عَلِمُوْا حُبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ فَإِذَا كَانَتْ عِنْدَ أَحَدِهِمْ هَدِيَّةٌ يُرِيْدُ أَنْ يُّهْدِيَهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَّرَهَا حَتّٰى إِذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ بَعَثَ صَاحِبُ الْهَدِيَّةِ بِهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

۲۳۹۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی بیبیاں دو گروہ تھیں سو ایک گروہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا اور صفیہ رضی اللہ عنہا اور سودہ رضی اللہ عنہا تھی اور دوسرے گروہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور باقی بیویاں تھیں اور لوگ جانتے تھے کہ حضرت ﷺ کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت ہے سو جب کسی کے پاس کوئی چیز ہوتی تھی کہ اس کو حضرت ﷺ کی طرف تحفہ بھیجنا چاہتا تھا تو اس میں تاخیر کرتا تھا یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہوتے تھے تو ہدیہ والا اس کو حضرت ﷺ کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیجتا تھا سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گروہ نے کلام کیا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو کہا کہ تو حضرت ﷺ سے کلام کر کہ لوگوں سے کہہ دیں کہ جو حضرت ﷺ کی طرف تحفہ بھیجنا چاہے تو چاہیے کہ آپ کی طرف تحفہ بھیجا کریں جس جگہ کہ آپ ہوں اپنی عورتوں سے یعنی جس بیوی کے پاس حضرت ﷺ ہوں لوگ وہیں تحفہ بھیجا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ فَكَلَّمَ حِزْبُ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُّهْدِيَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً فَلْيُهْدِهِ إِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ مِنْ بُيُوْتِ نِسَآئِهِ فَكَلَّمَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ بِمَا قُلْنَ فَلَمْ يَقُلْ لَهَا شَيْئًا فَسَأَلْنَهَا فَقَالَتْ مَا قَالَ لِيْ شَيْئًا فَقُلْنَ لَهَا فَكَلِّمِيْهِ قَالَتْ فَكَلَّمَتْهُ حِيْنَ دَارَ إِلَيْهَا أَيْضًا فَلَمْ يَقُلْ لَهَا شَيْئًا فَسَأَلْنَهَا فَقَالَتْ مَا قَالَ لِيْ شَيْئًا فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِيْهِ حَتّٰى يُكَلِّمَكِ فَدَارَ إِلَيْهَا فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ لَهَا لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَإِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَأْتِنِيْ وَأَنَا فِيْ ثَوْبِ امْرَأَةٍ إِلَّا عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَالَتْ أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ مِنْ أَذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ إِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ إِنَّ نِسَآئَكَ يَنْشُدْنَكَ اللّٰهَ الْعَدْلَ فِيْ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ أَلَا تُحِبِّيْنَ مَا أُحِبُّ قَالَتْ بَلٰى فَرَجَعَتْ إِلَيْهِنَّ فَأَخْبَرَتْهُنَّ فَقُلْنَ ارْجِعِيْ إِلَيْهِ فَأَبَتْ أَنْ تَرْجِعَ فَأَرْسَلْنَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ فَأَتَتْهُ فَأَغْلَظَتْ وَقَالَتْ إِنَّ نِسَآئَكَ يَنْشُدْنَكَ اللّٰهَ الْعَدْلَ فِيْ بِنْتِ ابْنِ أَبِيْ قُحَافَةَ فَرَفَعَتْ صَوْتَهَا حَتّٰى

کریں عائشہ رضی اللہ عنہا کی تخصیص نہ کریں سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ سے کلام کیا جو کچھ کہ انہوں نے کہا تو حضرت ﷺ نے اس کو کچھ جواب نہ دیا تو بیویوں نے اس سے پوچھا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضرت ﷺ نے مجھ کو تمہاری بات کا کچھ جواب نہ دیا۔ تو بیویوں نے کہا کہ پھر حضرت ﷺ سے کہو اس کے پاس پھر آئے تو اس نے حضرت ﷺ سے پھر کہا تو حضرت ﷺ نے پھر بھی اس کو کچھ جواب نہ دیا بیویوں نے اس سے پوچھا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو کچھ جواب نہیں دیا انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو کہا کہ پھر حضرت ﷺ سے کہہ یہاں تک کہ تجھ سے کلام کریں سو جب حضرت ﷺ پھر اس کے پاس آئے اس نے حضرت ﷺ سے پھر کہا تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ مجھ کو ایذا نہ دے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں اس لیے کہ تحقیق کبھی وحی نہیں آئی اور حالانکہ میں کسی عورت کے کپڑے میں ہوں مگر عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی بیوی کے پاس ہوتے ہوئے میرے پاس وحی نہیں آئی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت ﷺ میں آپ کی ایذا سے اللہ کی طرف توبہ کرتی ہوں پھر بیویوں نے حضرت ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان کو حضرت ﷺ کے پاس بھیجا اس حال میں کہ حضرت ﷺ آپ کی بیویاں آپ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں عدل چاہتی ہیں سو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ سے کلام کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے بیٹی کیا تو نہیں چاہتی جو میں چاہتا ہوں؟ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیوں نہیں سو فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کی طرف پھر آئی اور ان کو خبر دی تو بیویوں نے کہا کہ تو حضرت ﷺ کے پاس پھر جا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پھر جانے سے انکار کیا پھر بیویوں

تَنَاوَلَتْ عَائِشَةَ وَهِيَ قَاعِدَةٌ فَسَبَّتْهَا حَتّٰى إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَنْظُرُ إِلٰى عَائِشَةَ هَلْ تَكَلَّمُ قَالَ فَتَكَلَّمَتْ عَائِشَةُ تَرُدُّ عَلٰى زَيْنَبَ حَتّٰى أَسْكَتَتْهَا قَالَتْ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عَائِشَةَ وَقَالَ إِنَّهَا بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَ الْبُخَارِيُّ الْكَلَامُ الْآخِيْرُ قِصَّةُ فَاطِمَةَ يُذْكَرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ رَّجُلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَقَالَ أَبُوْ مَرْوَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ رَّجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَرَجُلٍ مِنَ الْمَوَالِيْ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَتْ فَاطِمَةُ.

نے زینب رضی اللہ عنہا کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بہت سخت باتیں کیں اور کہا کہ آپ کی بیبیاں عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقدمے میں آپ سے عدل اور انصاف چاہتی ہیں تو زینب رضی اللہ عنہا نے اپنی آواز بلند کی یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو چھیڑا اور عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں سوان کو برا کہا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھتے تھے کہ کیا کلام کرتی ہے یانہیں پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کلام کیا یعنی زینب رضی اللہ عنہا کو جواب دینا شروع کیا اس حال میں کہ زینب رضی اللہ عنہا پر رد کرتی تھیں یہاں تک کہ زینب رضی اللہ عنہا کو چپ کروایا یعنی جواب میں بند کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف نظر کی اور فرمایا کہ بے شک عائشہ رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے یعنی ایسی ویسی نہیں جو ایک کی جواب وہی نہ کر سکے یعنی جیسے اس کا باپ دانا اور خوش تقریر ہے ویسے ہی وہ بھی دانا اور خوش تقریر ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اندر آنے کے لیے پروانگی چاہی۔

فائدہ: اس حدیث میں فضیلت ظاہر ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے۔ اور یہ کہ نہیں حرج ہے مرد پر بعض بیویوں کے مقدم کرنے میں تحفے کے اور صرف لازم تو عدل رات رہنے اور نفقہ میں اور ان کی طرح کی لازم چیزوں میں ہے۔ امور لازم میں اسی طرح تقریر کی ہے اس کی ابن بطال نے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے اس کے ساتھ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ کام نہیں کیا بلکہ یہ کام تو ان لوگوں نے کیا تھا جو ان کے پاس تحفے بھیجا کرتے تھے اور وہ اس میں مختار تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان کو اس لیے منع نہ کیا کہ نہیں ہے کمال اخلاق سے یہ کہ تعرض کرے کوئی آدمی لوگوں کی طرف اس کی مثل کے ساتھ اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے تعرض کرنے سے ہدیے کے لیے اور نیز جو شخص کہ تحفہ بھیجتا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے تو گویا کہ مالک کیا اس شخص نے ہدیہ کو شرط کے ساتھ اور مالک کرنا پیروی کی جاتی ہے اس میں تحجیر ملک کی باوجود کہ جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تحفہ میں سب بیویوں کو شریک کرتے

تھے اور سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوئی تھی رغبت کرنی تحفہ ہونے کی وجہ سے کہ پہنچاتا تھا ان کی طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے اور اس حدیث میں قصد کرنا لوگوں کا ہے تحفوں کے ساتھ خوشی کے مواقع پر اور اس کی جگہوں کو تاکہ اس سے مہدی الیہ کی خوشی زیادہ ہو اور اس میں جواز شکایت اور توسل کا ہے بیچ اس کے اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھی اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں خوف کرنے سے اور حیا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہاں تک کہ پیغام بھیجا انہوں نے آپ کو لوگوں میں زیادہ تر عزت والی کے ذریعے آپ کے پاس یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے۔ اور اس میں ان کے فہم کی تیزی ہے اور ان کا پھرنا ہے حق کی طرف اور کھڑا ہونا ان کا نزدیک اس کے اور اس میں جرات کرنی زینب کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لیے کہ وہ آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھی۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ خاص کیا گیا زینب کو ذکر کے ساتھ اس لیے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیغام لانے والی تھی بخلاف زینب کے کہ وہ ان کی شریک تھی اس میں بلکہ ان کی سردار تھی اس لیے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پہلی مرتبہ اس نے ہی بھیجا تھا پھر خود آئیں اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قسم یعنی باری مقرر کرنا واجب تھا اور یہ بحث کتاب النکاح میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَا لَا يُرَدُّ مِنَ الْهَدِيَّةِ. بیان ہے اس چیز کا کہ نہیں روکی جاتی ہدیہ سے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ ان کو نہ واپس کیا جائے تکیہ اور تیل اور دودھ اور ترمذی نے کہا کہ تیل سے مراد خوشبو ہے۔ ابن بطال نے کہا کہ خوشبو اس وجہ سے نہیں پھیری جاتی کہ وہ لازم ہے فرشتوں کی مناجات کے لیے۔ اسی لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لہسن وغیرہ نہ کھاتے تھے میں کہتا ہوں اگر اس میں یہی سبب ہوتا تو یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہوتا اور حالانکہ اس طرح نہیں۔ پس تحقیق انس رضی اللہ عنہ نے پیروی کی اس کے ساتھ اس میں اور تحقیق وارد ہوئی ہے اس کے پھیرنے کی نہی مقرون بیان حکمت کے اس میں چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس کے سامنے خوشبو کی جائے وہ اس کو نہ واپس کرے اس لیے کہ اس کا بوجھ ہلکا ہے اور اس کی خوشبو عمدہ ہے۔ (فتح)

۲۳۹۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَنَاوَلَنِي طِيبًا قَالَ كَانَ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ قَالَ وَزَعَمَ أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ.

۲۳۹۴۔ عزرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ثمامہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اس نے مجھ کو خوشبو دی کہا اس نے کہ تھے انس رضی اللہ عنہ نہ پھیرتے خوشبو کو اور انس رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ پھیرتے خوشبو کو۔

بَابُ مَنْ رَّأَى الْهِبَةَ الْغَآئِبَةَ جَائِزَةً

جو ہبہ غائب کو جائز رکھتا ہے

۲۳۹۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ذَكَرَ عُرْوَةُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَمَرْوَانَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ جَآئَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ قَامَ فِي النَّاسِ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ جَآئُوْنَا تَآئِبِيْنَ وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُّطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّكُوْنَ عَلٰى حَظِّهِ حَتّٰى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَقَالَ النَّاسُ طَيَّبْنَا لَكَ.

۲۳۹۵۔ مروان اور مسور رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کے پاس قوم ہوازن کے ایلچی آئے تو حضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور تعریف کی اللہ کہ جو اس کے لائق ہے پھر فرمایا اے پر حمد اور صلوۃ کے بعد پس تحقیق تمہارے بھائی آئے مسلمان ہو کر اور میں نے مناسب جانا کہ ان کے قیدی ان کو پھیر دوں پس جو تم میں سے چاہے کہ خوشی سے قیدی پھیر دے تو چاہیے کہ کرے اور جو چاہے کہ اپنے حصے پر بنا رہے یہاں تک کہ دیں ہم اس کو عوض اس کا اول اس چیز سے کہ انعام کرے اللہ اوپر ہمارے غنیمت سے تو چاہیے کہ کرے تو لوگوں نے کہا تحقیق خوش ہوئے ہم ساتھ اس کے یعنی پھیر دیئے قیدیوں کو۔

فائدہ: اور مراد یہاں آپ کا یہ کلام ہے کہ میں نے مناسب جانا کہ ان کے قیدی ان کو لوٹا دوں سو جو تم میں سے خوشی سے قیدی لوٹانا چاہے تو وہ لوٹا دے۔ پس تحقیق حدیث کے آخر میں ہے کہ لوگوں نے کہا کہ ہم اس کے ساتھ راضی ہوئے پس اس میں ہے کہ انہوں نے ہبہ کیا اس چیز کو کہ غنیمت لائے تھے قیدیوں سے تقسیم کرنے سے پہلے۔ اور یہ غائب کے معنی میں ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُكَافَأَةِ فِي الْهِبَةِ.

ہبہ کا بدلہ دینا۔

فائدہ: اور ہبہ سے مراد عام معنی ہیں جیسا کہ میں نے پہلے اس کی وضاحت کی ہے۔

۲۳۹۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيْبُ عَلَيْهَا. لَمْ يَذْكُرْ وَكِيْعٌ وَّمُحَاضِرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ.

۲۳۹۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ قبول کرتے تھے اور اس کا بدلہ دیتے تھے۔

فائدہ: اور استدلال کیا ہے کہ بعض مالکیہ نے اس حدیث کے ساتھ اس پر کہ ہدیہ کا بدلہ دینا واجب ہے جب کہ مطلق چھوڑے دینے والا اور ہو اس شخص سے کہ طلب کرتا ہے اس کی مانند ثواب کو فقیر کی مانند مال دار کے لیے بخلاف اس چیز کے کہ بخشے اس کو اعلیٰ ادنیٰ کے لیے۔ اور وجہ دلالت کی اس سے حضرت ﷺ کی مواظبت ہے۔ اور معنی کے اعتبار سے جو ہدیہ دیتا ہے وہ قصد کرتا ہے کہ اس کو اس سے زیادہ ہدیہ ملے پس نہیں اقل ہے اس سے کہ اپنے ہدیہ کی مانند دیا جائے اور یہی قدیم قول ہے شافعی کا اور جدید قول اس کا مانند حنفیہ کے ہے کہ ثواب کے لیے باطل ہے منعقد نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ بیع ہے مجہول قیمت کے ساتھ اور نیز اس لیے کہ موضوع ہبہ کا احسان ہے پس اگر ہم اس کو باطل کریں تو ہوگا معاوضہ کے معنی میں۔ اور تحقیق فرق کیا ہے شارع اور عرف نے بیع اور ہبہ کے درمیان پس جو عوض کے مستحق ہے وہ بیع ہے بخلاف ہبہ کے۔ اور بعض مالکیہ نے جواب دیا ہے اس کے ساتھ کہ ہبہ نہ تقاضا کرتا ہو ثواب کا ہرگز تو البتہ صدقہ کے معنی میں اور حالانکہ اس طرح نہیں۔ پس اکثر حال اس شخص کے سے جو ہدیہ دیتا ہے یہ ہے کہ وہ بدلہ چاہتا ہے خاص کر جب کہ وہ فقیر ہو، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْهِبَةِ لِلْوَلَدِ وَإِذَا أَعْطٰى بَعْضَ وَلَدِهٖ شَيْئًا لَّمْ يَجُزْ حَتّٰى يَعْدِلَ بَيْنَهُمْ وَيُعْطِيَ الْآخَرِيْنَ مِثْلَهٗ وَلَا يُشْهَدُ عَلَيْهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْدِلُوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ وَهَلْ لِلْوَالِدِ أَنْ يَّرْجِعَ فِيْ عَطِيَّتِهٖ وَمَا يَأْكُلُ مِنْ مَّالِ وَلَدِهٖ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا يَتَعَدّٰى وَاشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عُمَرَ بَعِيْرًا ثُمَّ أَعْطَاهُ ابْنَ عُمَرَ وَقَالَ اصْنَعْ بِهٖ مَا شِئْتَ.

باب ہے بیان میں ہبہ کرنے کے لیے اپنی اولاد کے اور جب اپنی بعض اولاد کو کچھ چیز بطور ہبہ کے دے تو نہیں جائز ہے یہاں تک کہ ان کے درمیان برابری کرے اور دوسرے کو اس کے برابر دے اور نہ کوئی اس پر گواہ ہو اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کے درمیان ہبہ میں برابری کرو۔ اور کیا باپ کو جائز ہے کہ اپنے ہبہ میں رجوع کرے۔ یعنی اور باب بیان میں اس چیز سے کہ کھائے اپنی اولاد کے مال سے موافق دستور کے اور نہ حد سے بڑھے۔ یعنی اور خریدا حضرت ﷺ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پھر وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیا اور فرمایا کہ کر ساتھ اس کے جو چاہے۔

فائدہ: یہ باب چار حکموں پر شامل ہے اور ہبہ ہے اولاد کے لیے اور سوائے اس کے نہیں کہ باب باندھا ہے اس کے ساتھ تا کہ دور ہو اشکال اس شخص کا جو حدیث مشہور کے ظاہر کو لیتا ہے کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے اس لیے کہ جب اولاد کا مال اپنے باپ کا ہو تو پس اگر باپ اپنی اولاد کے لیے کوئی چیز ہبہ کرے تو ہوگا گویا کہ اس نے اپنی جان کو ہبہ کیا۔ پس ترجمہ باب میں اشارہ ہے ضعیف ہونے کی طرف حدیث مذکور کے یا تاویل کی طرف اور یہ حدیث

بوجہ کثرت طرق کے قوت پاتی ہے اور جائز ہے استدلال کرنا اس کے ساتھ پس متعین ہے اس کی تاویل اور دوسرا حکم یہ ہے کہ اپنی اولاد کے درمیان ہبہ میں برابری کرو اور یہ مسئلہ مختلف فیہ مسئلوں سے ہے کما سیاتی ۔اور باب کی حدیث نعمان حجت ہے اس کے لیے کہ جو برابری کرنے کو واجب کہتا ہے۔اور تیسرا حکم رجوع کرنا والد کا ہے اس چیز میں کہ ہبہ کرے اپنی اولاد کو اور یہ مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے بعضوں نے صدقہ اور ہبہ میں فرق کیا ہے پس نہ رجوع کرے صدقہ میں اس لیے کہ مقصود اس سے آخرت کا ثواب ہے اور باب کی حدیث ظاہر ہے جواز میں کماسیاتی ایضا اور گویا کہ یہی اشارہ ہے حدیث کی طرف کہ نہیں حلال کسی مرد کے لیے کہ کوئی چیز دے یا کچھ ہبہ کرے پھر اس میں رجوع کرے مگر باپ اس چیز میں کہ اپنی اولاد کو دے روایت کی یہ حدیث ابوداود وغیرہ نے اور اس کے راوی معتبر ہیں چوتھا کھانا باپ کا ہے اپنی اولاد کے مال سے دستور کے موافق ابن منیر نے کہا کہ اس مسئلے کو نکالنا باب کی حدیث سے خفا ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جب باپ کو بالاتفاق جائز ہے یہ کہ اپنی اولاد کے مال سے کھائے جب کہ محتاج ہو اس کی طرف تو رجوع کرنا اسکا اس چیز میں کہ اپنی اولاد کو ہبہ کرے بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔(فتح)

فائدہ: یہ پوری حدیث کتاب البیوع میں گذر چکی ہے۔اور ابن بطال نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرماتے کہ اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لیے اونٹ کو ہبہ کرے تو البتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کی طرف جلدی کرتے لیکن اگر وہ کرتے تو نہ ہوتا عدل عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد کے درمیان پس اسی لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عمر رضی اللہ عنہ سے خریدا پھر وہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ہبہ کیا اور مہلب نے کہا کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ نہیں لازم ہے اس چیز میں برابری کرنی کہ ہبہ کرے اس کو باپ کے علاوہ کسی اور کی اولاد کو۔(فتح)

۲۳۹۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ أَنَّ أَبَاهُ أَتٰى بِهٖ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ نَحَلْتُ ابْنِيْ هٰذَا غُلَامًا فَقَالَ أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهٗ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْهُ.

۲۳۹۷۔نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کا باپ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور کہا کہ تحقیق میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام بخشا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنی سب اولاد کو اس کے برابر دیا ہے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ پس اس کو پھیر دے۔

فائدہ: اس روایت میں ہے کہ نعمان کو اس کے باپ نے غلام بخشا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ باغ بخشا تھا تو ابن حبان نے اس میں تطبیق دی ہے کہ یہ دو واقعات ہیں ایک تو نعمان کے پیدا ہونے کے وقت تھا اور اس وقت ہبہ

باغ تھا اور دوسرا نعمان کے بڑے ہونے کے بعد تھا اور اس وقت ہبہ غلام تھا اور اس تطبیق میں کچھ ڈر نہیں لیکن اس پر یہ شبہ آتا ہے کہ بعید ہے کہ بشیر اپنی جلالت کے باوجود بھول جائے حکم کو اس مسئلہ میں تاکہ حضرت ﷺ کی طرف پھر آئے اور آپ کو دوسرے ہبہ پر گواہ کرے بعد اس کے کہ حضرت ﷺ نے پہلی بار فرمایا کہ میں ناحق پر گواہ نہیں ہوتا اور جائز رکھا ہے ابن حبان نے کہ بشیر نے پہلے حکم کے منسوخ ہونے کا گمان کیا ہوگا۔ اور احتمال ہے کہ پہلے حکم کو کراہت تنزیہی پر محمول کیا ہو یا گمان کیا ہو کہ نہیں لازم آتا باغ میں منع ہونے غلام میں اس لیے کہ باغ کی قیمت اکثر اوقات زیادہ ہوتی ہے غلام کی قیمت سے۔ پھر ظاہر ہوئی میرے لیے تطبیق جو کہ اس خوشی سے سلامت رہتی ہے اور نہیں محتاج ہوتی جواب کی اور وہ یہ ہے کہ عمرہ نعمان کی ماں جب باز رہی اس کی پرورش سے مگر یہ کہ اس کو خاص کوئی چیز ہبہ کرے تو بشیر نے اس کو باغ ہبہ کیا اس کے دل کو خوش کرنے کے لیے پھر اس کو پتہ چلا تو اس نے اس میں رجوع کیا کیونکہ نہیں قبض کیا تھا اس کو اس سے کسی غیر نے تو عمرہ نے پھر ہبہ چاہا تو بشیر نے اس کو ایک دو سال تک تاخیر دی پھر اس کا دل خوش ہوا کہ باغ کے بدلے اس کو غلام بخشے اور عمرہ اس کے ساتھ راضی ہوگئی مگر اس نے خوف کیا کہ پہلے کی طرح اس کو یہی نہ پھیر لے تو پھر عمرہ نے کہا کہ حضرت ﷺ اس پر گواہ کر ارادہ کرتے اس کے ساتھ ہبہ کو ثابت کرنے کا اور یہ کہ امن میں ہو اس میں رجوع کرنے سے اور ہوگا آنا حضرت ﷺ کی طرف آنا ایک بار اور وہ دوسری بار ہے۔ اور غایت یہ ہے کہ بعض راویوں نے اس کو یاد رکھا اور بعض کو یاد نہ رہا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں ناحق پر گواہ نہیں ہوتا اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تجھ کو اچھا لگتا ہے کہ سب فرزند تجھ سے سلوک کریں اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی اولاد کے درمیان دینے میں برابری کرو جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ اچھے سلوک میں برابری کریں اور ایک روایت میں ہے کہ میرے غیر کو اس پر گواہ کر اور ایک روایت میں ہے کہ مگر یہ کہ تو ان میں برابری کرے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں گواہ ہوتا میں ناحق پر۔ اور ان تمام مختلف الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ تمسک کیا ہے اس کے ساتھ اس شخص نے کہ واجب کرتا ہے اولاد میں برابری کو اور اس کے ساتھ تصریح کی ہے بخاری نے اور یہی ہے قول طاؤس اور ثوری اور احمد اور اسحق کا اور وہ قائل ہیں اس کے بعض مالکیہ پھر مشہور ان لوگوں سے یہ ہے کہ یہ ہبہ باطل ہے اور احمد سے روایت ہے کہ صحیح ہے اور واجب ہے کہ اس سے پھر جائے۔ اور اس سے ہے کہ جائز ہے کم و بیش دینا اگر ہو اس کے لیے کوئی سبب مانند اس کی کہ محتاج ہو بیٹا اپنی ضمانت کے لیے اور قرض دینے کے یا مانند اس کی سوائے باقی اولاد کے۔ اور ابو یوسف نے کہا کہ واجب ہے برابری کرنی اگر قصد کرے ساتھ تفضیل کے ضرر دینے کا۔ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اولاد کے درمیان ہبہ میں برابری کرنی مستحب ہے اور اگر بعض کو زیادہ دے تو صحیح مگر مکروہ ہے۔ اور مستحب ہے جلدی کرنی برابری کی طرف یا رجوع کی طرف سو جمہور نے امر کو استحباب پر محمول کیا ہے اور نہی کو تنزیہی پر محمول کیا ہے۔ اور جو اس کو واجب کہتا ہے اس کی

دلیل یہ ہے کہ وہ مقدمہ واجب کا ہے اس لیے کہ رحم کا کرنا اور نافرمانی کرنا دونوں حرام ہیں۔ پس جو ان کی طرف پہنچائے وہ بھی حرام ہوگا اور بعضوں کا زیادہ دینا ان کی طرف پہنچاتا ہے۔ پھر برابری کی صفت میں اختلاف ہے پس کہا محمد بن حسن اور احمد اور اسحق اور بعض شافعیہ اور مالکیہ نے کہ برابری یہ ہے کہ مرد کو دو اور عورت کو ایک حصہ دے وراثت کی طرح۔ اور حجت پکڑی ہے انہوں نے اس کے ساتھ کہ یہی حصہ اس کا ہے اس مال سے اگر باقی چھوڑتا اس کو ہبہ کرنے والا اپنے ہاتھ میں یہاں تک کہ مرجاتا اور ان کے سوا اور لوگ کہتے ہیں کہ نہیں ہے مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق۔ اور ظاہر امر برابری کرنے کا شاہد ہے ان کے لیے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ اپنی اولاد کے درمیان ہبہ میں برابری کرو پس اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو البتہ عورتوں کو فضیلت دیتا اور روایت کی یہ حدیث بیہقی وغیرہ نے اور اس کی سند حسن ہے۔ اور جو برابری کے امر کو استحباب پر محمول کرتا ہے اس نے نعمان کی حدیث کے کئی جواب دیئے ہیں ایک یہ کہ بشیر نے اپنے بیٹے نعمان کو اپنا سب مال دے دیا تھا اس لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع کیا تھا پس نہیں ہے اس میں حجت زیادہ دینے کی ممانعت پر۔ حکایت کیا ہے ابن عبد العزیز نے مالک سے اور تعاقب کیا ہے اس کا ساتھ اس کے نعمان کی حدیث کی بہت طریقے تصریح کرتے ہیں اس کے ساتھ کہ کچھ مال بخشا تھا۔ اور قرطبی نے کہا کہ سب تاویلوں سے بعید تر یہ تاویل ہے کہ نہی تو صرف اس شخص کو شامل ہے جو اپنا سارا مال اپنی بعض اولاد کو ہبہ کر دے جیسا کہ سحنون کا مذہب ہے۔ اور شاید کہ اس نے نہیں سنا لفظ حدیث میں کہ موہوب غلام تھا اور یہ کہ اس نے اس کو ہبہ کیا تھا جب کہ اس کی ماں نے اس کے مال کے بعض سے ہبہ چاہا اور یہ یقیناً معلوم ہے کہ اس کے پاس اس کے علاوہ اور مال تھا، دوم یہ کہ ہبہ مذکورہ بھی جاری نہیں ہوا اور سوائے اس کے نہیں بلکہ بشیر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشورہ کرنے کے لیے آیا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا کہ ایسا نہ کر۔ حکایت کیا ہے اس کو طحاوی نے اور باب کی حدیث کے اکثر طرق میں وہ چیز ہے کہ اس کو رد کرتی ہے، سوم یہ کہ نعمان بڑا تھا اور اس نے موہوب کو قبض نہ کیا تھا پس جائز ہوا باپ کے لیے اس سے رجوع کرنا ذکر کیا اس کو طحاوی نے اور یہ بھی خلاف ہے چیز کا کہ حدیث باب کے اکثر طرق میں ہے خاص کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اس کو پھیر لے اس لیے کہ وہ دلالت کرتا ہے مقدم ہونے پر وقوع قبض کے اور جس کے ساتھ روایات غالب ہیں کہ نعمان چھوٹا تھا اور اس کا باپ قابض تھا اس کے لیے اس کے کمسن ہونے کی وجہ سے پس حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھیر لینے کے ساتھ ہبہ مذکور کے بعد اس کے کہ تھا حکم مقبوض میں، چہارم یہ کہ حضرت کا قول کہ اس کو پھیر لے دلیل ہے صحت پر اور اگر ہبہ صحیح نہ ہوتا تو رجوع بھی صحیح نہ ہوتا اور سوائے اس کے نہیں اس کو رجوع کرنے کے لیے حکم اس کے ساتھ کہ باپ کو جائز ہے کہ یہ کہ رجوع کرے اس چیز میں کہ ہبہ کرے اس کو اپنی اولاد کے لیے اگرچہ افضل خلاف اس کا ہے لیکن استحباب برابری کرنے کا راجح ہے اس پر۔ پس اسی لیے اس کو اس کا حکم کیا اور اس استدلال میں نظر ہے اور

ظاہر یہ بات ہے کہ اِرْجِعْ کے معنی یہ ہیں کہ نہ جاری کر ہبہ مذکورہ کو اور نہیں لازم آتا اس سے مقدم ہونا صحت ہبہ کا پنجم یہ کہ حضرت ﷺ کا قول کہ وَاَشْهِدْ عَلٰى هٰذَا غَيْرِیْ یعنی گواہ کر اس پر میرے علاوہ کسی کو اجازت ہے شاہد بنانے کے لیے اس پر اور حضرت ﷺ اس سے اس لیے باز رہے کہ آپ امام تھے اور گویا کہ آپ نے کہا کہ میں گواہ نہیں ہوتا اور اس لیے کہ امام کی یہ شان نہیں کہ گواہ ہو اس کی شان تو یہ ہے کہ حکم کرے اس کو طحاوی نے حکایت کیا ہے اور راضی ہوا اس کے ساتھ ابن قصار اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ نہیں لازم آتا امام کے ہونے سے کہ نہیں اس کی شان سے گواہ ہونا یہ کہ باز رہے شہادت کے اٹھانے سے اور نہ اس کے ادا کرنے سے جب کہ اس پر متعین ہو اور تحقیق تصریح کی ہے محبت پکڑنے والے نے اس کے ساتھ کہ امام جب شہادت دے بعض نوابوں کے نزدیک تو جائز ہے۔ اور رہا یہ قول اس کا کہ قول حضرت ﷺ کا گذارہ کر صیغہ اجازت کا ہے تو اس طرح نہیں بلکہ وہ ڈانٹ کے لیے ہے اس چیز کے لیے کہ دلالت کرتے ہیں اس پر باقی لفظ حدیث کے۔ اور اس کے ساتھ تصریح کی ہے جمہور نے اس کی جگہ میں اور ابن حبان نے کہا کہ اشہد امر کا صیغہ ہے اور اس سے مراد جواز کی نفی کرنی۔ ششم تمسک ہے حضرت ﷺ کے قول کے ساتھ کہ اَلَا سَوَّيْتَ بَيْنَهُمْ یعنی میں گواہ نہیں ہوتا مگر یہ کہ تو ان کے درمیان برابری کرے اس پر کہ مراد امر کے استحباب ہے اور نہی کے ساتھ تنزیہ اور یہ جواب خوب ہے اگر نہ ہوتا وارد ہونا ان زیادہ لفظوں کا اس لفظ پر خاص کر کہ یہ روایت بعینہ امر کے صیغہ کے آچکی یعنی ایک روایت میں امر کا صیغہ آچکا ہے چنانچہ فرمایا کہ ان کے درمیان برابری کر۔ ہفتم یہ کہ مسلم میں ابن سیرین سے وہ چیز وارد ہوئی ہے جو دلالت کرتی ہے کہ محفوظ نعمان کی حدیث میں قَارِبُوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ ہے نہ سَوُّوْا یعنی اپنی اولاد کے درمیان نزدیکی کرو اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ مخالفین مقاربت کو واجب نہیں کہتے جب کہ برابری کرنے کو واجب نہیں کہتے۔ ہشتم تشبیہ ہے جو واقع ہے بیچ تسویہ کے درمیان ان کے ساتھ تسویہ کے درمیان ان کے بیچ نیکی کرنے ماں باپ کے قرینہ ہے جو دلالت کرتا ہے اس پر کہ امر ندب اور استحباب کے لیے ہے۔ لیکن عدم تسویہ کو ظلم کہنا اور مفہوم آپ کے قول سے کہ میں نہیں گواہ ہوتا مگر حق پر دلالت کرتا ہے اس پر کہ امر وجوب کے لیے ہے یا اس کے برخلاف پر دلالت کرتا ہے اور تشبیہ دینے کی روایت کے آخر میں کہا کہ نہیں ہے درست اس وقت۔ نہم عمل دونوں خلیفوں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا حضرت ﷺ کے بعد قرینہ ظاہر ہے اس میں کہ امر ندب کے لیے ہے ان کا یہ عمل مالک اور طحاوی نے اور جواب دیا ہے اس سے عروہ نے اس کے ساتھ کہ اس کے بھائی اس کے ساتھ راضی تھے۔ دہم یہ کہ تحقیق اجماع منعقد ہوا ہے اوپر جواز دینے مرد کے مال اپنے کو اپنی اولاد کے غیر کے لیے پس جب اس کو جائز ہے کہ اپنے تمام اولاد کو اپنے مال سے نکالے تو جائز ہے اس کو یہ کہ بعض اولاد کو اس سے نکالے ذکر کیا ہے اس کو ابن عبد البر نے۔ اور نہیں پوشیدہ ضعف اس کا ساتھ موجود ہونے نفس کے۔ اور بعضوں نے گمان کیا ہے کہ حضرت ﷺ کے قول کا معنی ہے کہ میں

نہیں گواہ ہوتا ظلم پر اور یہ ہے کہ میں نہیں گواہ ہوتا او پر میلان کرنے باپ کے بعض اولاد کے لیے بعض کو چھوڑ کر۔ اور اس میں نظر ہے کہ پوشیدہ نہیں اور رد کرتا ہے اس کو روایت میں کہ میں ناحق پر گواہ نہیں ہوتا اور حکایت کی ابن تین نے واودی سے کہ بعض مالکیہ نے حجت پکڑی ہے اجماع کے ساتھ اوپر خلاف ظاہر حدیث نعمان کے پھر اس کو اس پر رد کیا اور نیز استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ باپ کا اپنے بیٹے کے ہبہ میں رجوع کرنا صحیح ہے اور اسی طرح ماں کو۔ اور یہی ہے اکثر فقہا کا قول مگر مالکیہ نے ماں اور باپ کے درمیان فرق کیا ہے پس کہتے ہیں کہ جائز ہے ماں کے لیے یہ کہ رجوع کرے اگر چہ باپ زندہ ہو سوائے اس کے جب کہ مر جائے اور مقید کیا ہے انہوں نے باپ کو رجوع کو اس چیز کے ساتھ جب کہ بیٹے موہوب لہ نے نیا دین اختیا نہ کیا ہو یا نکاح نہ کیا ہو اور یہی قول ہے اسحٰق کا اور امام شافعی نے کہا ہے کہ باپ کو مطلق رجوع کرنا درست ہے اور احمد نے کہا کہ نہیں حلال ہے ہبہ کرنے والے کے لیے یہ کہ رجوع کرے اپنے ہبہ میں مطلقا۔ اور کوفہ والے کہتے ہیں کہ اگر موہوب لہ یعنی جس کو ہبہ کیا گیا چھوٹا ہو تو باپ کو رجوع کرنا درست نہیں اور اسی طرح اگر بڑا ہو اور ہبہ کو قبض کر لیا ہو تو بھی درست نہیں کہتے ہیں کہ اگر خاوند نے اپنی بیوی کو ہبہ کیا ہو یا بالعکس یا ذی رحم کے لیے ہبہ کیا ہو تو نہیں جائز ہے رجوع کرنا بیچ کسی چیز کے ان میں سے اور موافق ہوا ہے ان کو اسحٰق ذی رحم میں اور کہتا ہے کہ عورت کو رجوع کرنا جائز ہے بخلاف خاوند کے اور حجت ہر ایک کی اس سے دراز ہوتی ہے اور جمہور کی حجت باپ کے مستثنیٰ ہونے میں کہ اولاد اور اس کا مال اپنے باپ کا ہے پس یہ درحقیقت رجوع نہیں اور بر تقدیر ہونے اس کے رجوع کے پس اکثر اوقات تقاضہ کرتی ہے مصلحت ادب دینے کی اور مانند اس کی۔ اور نیز اس حدیث میں استحباب ہے الفت کی طرف بھائیوں کے درمیان اور ترک کرنا اس چیز کا کہ ان کے درمیان دشمنی ڈالے یا ماں باپ کی نافرمانی کو پیدا کرے اور یہ کہ ہبہ باپ کا اپنے چھوٹے بیٹے کے لیے جو اس کی پرورش میں ہو نہیں محتاج ہے قبض کی طرف اور یہ کہ اس میں گواہ کرنا بے پرواہ کرتا ہے قبض سے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اگر ہبہ سونا چاندی ہو تو ضرور ہے جدا کرنا اس کا اور ظاہر کرنا اس کا اور اس میں کراہت ہے شہادت کے اٹھانے سے اس چیز میں کہ مباح نہیں اور یہ کہ ہبہ میں گواہ کرنا درست ہے واجب نہیں۔ اور اس میں جواز میلان کرنے کا ہے بعض اولاد اور بیویوں کی طرف بعض کو چھوڑ کر اگر چہ واجب ہے برابری کرنی ان کے درمیان اس کے غیر میں۔ اور اس میں یہی ہے کہ جائز ہے امام اعظم کے لیے یعنی بڑے بادشاہ کے یہ کہ اٹھا دے گواہی کو اور اس کے فائدے کو ظاہر کرے یا تو اس لیے کہ حکم کرے بیچ اس کے ساتھ علم اپنے کے نزدیک اس کے جو اس کو جائز کہتا ہے یا ادا کرے اس کو نزدیک بعض نوابوں اپنے کے اور اس میں مشروعیت تحصیل کرنے حاکم اور مفتی کی اس چیز میں کہ احتمال استفصال کا رکھتی ہو پوچھنے کی وجہ سے حضرت ﷺ سے کہ کیا اس کے سوا تیری اولاد بھی ہے پس جب اس نے کہا کہ ہاں تو فرمایا کہ کیا تو نے سب کو اس کے برابر دیا ہے سو جب اس نے کہا نہیں تو فرمایا کہ میں گواہ نہیں ہوتا پس

اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اگر کہتے کہ ہاں تو البتہ گواہ ہوتے اور اس میں یہ بھی ہے کہ ہبہ کہ صدقہ کہنا جائز ہے اور یہ کہ جائز ہے امام کو کلام کرنا اولاد کی مصلحت میں اور جلدی کرنی طرف قبول کرنے حق کی اور حکم کرنا حاکم اور مفتی کا تقوی اللہ کے ہر حال میں۔ اور اس میں اشارہ ہے عاقبت کے برا ہونے کی طرف حرص کی اس لیے کہ اگر عمرہ راضی ہوتی اس چیز کے ساتھ کہ ہبہ کیا تھا اس کے خاوند نے اپنی اولاد کے لیے البتہ نہ رجوع کرتا اس کے بیچ پس جب سخت ہوئی اس کی بیچ اس کے ثابت کرنے کے تو اس کے باطل ہونے تک نوبت پہنچی۔ اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے امام اعظم کے لیے یہ کہ رد کرے ہبہ اور وصیت کو اس سے کہ پہچانے اس سے بھاگنا بعض وارثوں سے۔ واللہ اعلم (فتح)

بَابُ الْإِشْهَادِ فِي الْهِبَةِ.

ہبہ میں گواہ کرنے کا بیان۔

۲۳۹۸۔ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ أَعْطَانِيْ أَبِيْ عَطِيَّةً فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا أَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ أَعْطَيْتُ ابْنِيْ مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً فَأَمَرَتْنِيْ أَنْ أُشْهِدَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لَا قَالَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ قَالَ فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهٗ.

۲۳۹۸۔ عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ منبر پر کہتا تھا کہ میرے باپ نے مجھ کو ایک چیز عطا کی تو عمرہ رواحہ کی بیٹی یعنی میری ماں نے کہا کہ میں راضی نہیں ہوتی یہاں تک کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کرے یعنی اس ہبہ پر سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے اپنے بیٹے کو جو رواحہ کے پیٹ سے ہے ایک چیز ہبہ کی ہے اور اس نے مجھ کو کہا کہ میں آپ کو گواہ کروں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنے باقی فرزندوں کو بھی اس کے برابر دیا ہے تو اس نے کہا کہ نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو سو بشیر پھر آیا اور اپنی بخشش کو پھیر لیا۔

بَابُ هِبَةِ الرَّجُلِ لِامْرَأَتِهٖ وَالْمَرْأَةِ لِزَوْجِهَا قَالَ إِبْرَاهِيْمُ جَائِزَةٌ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ لَا يَرْجِعَانِ وَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآئَهٗ فِيْ أَنْ يُّمَرَّضَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ وَقَالَ النَّبِيُّ

ہبہ کرنا مرد کا اپنی بیوی کا اور ہبہ کرنا بیوی کا اپنے خاوند کو۔ اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ جائز ہے یعنی پس نہیں رجوع ہے بیچ اس کے۔ یعنی عمرو بن عبد العزیز نے کہا کہ مرد اور عورت اپنے ہبہ میں رجوع نہیں کرتے۔ یعنی اور پروانگی چاہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے یہ کہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيْمَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهٖ هَبِيْ لِيْ بَعْضَ صَدَاقِكِ أَوْ كُلَّهٗ ثُمَّ لَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى طَلَّقَهَا فَرَجَعَتْ فِيْهِ قَالَ يَرُدُّ إِلَيْهَا إِنْ كَانَ خَلَبَهَا وَإِنْ كَانَتْ أَعْطَتْهُ عَنْ طِيْبِ نَفْسٍ لَيْسَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِهٖ خَدِيْعَةٌ جَازَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ﴾.

بیمار چھوڑے جائیں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں یعنی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ہبہ کی چیز کو پھیر لینے والا مانند کتے کی ہے کہ اپنی قے کو چاٹتا ہے۔ یعنی اور زہری نے اس شخص کے حق میں کہا جو اپنی عورت سے کہے کہ مجھ کو اپنا کچھ مہر یا کل مہر بخش دے یعنی سو اس نے اس کو بخش دیا پھر کچھ دن نہ گذرے کہ اس نے اس کو طلاق دے دی زہری نے کہا کہ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے اس کے ساتھ دغا بازی کی ہے تو اس کا مہر اس کو پھیر دے اگر عورت نے اس کو اپنی خوشی سے بخشا ہو اس میں کوئی دھوکہ نہ ہو تو جائز ہے وہ ہبہ اور نہیں واجب ہے پھیر دینا اس کا یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ پھر اگر عورتیں تم کو مہر میں سے کچھ چھوڑ دیں دل کی خوشی سے تو کھاؤ وہ رچتا پچتا۔

فائدہ: یعنی کیا جائز ہے کسی کے لیے ان دونوں میں سے رجوع کرنا اس میں۔ (فتح)

فائدہ: طحاوی نے روایت کی ہے کہ ابراہیم نے کہا کہ جب ہبہ کرے بیوی اپنے خاوند کے لیے یعنی کوئی چیز یا ہبہ کرے خاوند اپنی بیوی کے لیے تو ہبہ جائز ہے۔ اور نہیں جائز ہے کسی کے لیے دونوں میں سے یہ کہ رجوع کرے اپنے ہبہ میں۔

فائدہ: اور اس کے داخل ہونے کی وجہ اس ترجمہ میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے ہبہ کی وہ چیز کہ جس کے وہ مستحق تھی دونوں سے اور نہیں تھا ان کے لیے رجوع مستقبل میں۔ (فتح)

فائدہ: اور وجہ اس کے داخل ہونے کی ترجمہ میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہبہ پھیر لینے والے کی مطلق مذمت کی یعنی کسی کو خاص نہیں کیا پس خاوند اور بیوی اس کے عموم میں داخل ہیں۔ (فتح)

فائدہ: اور یہی ہے قول مالکیہ کا اگر قائم کرے عورت اس پر گواہ کو اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا قول اس میں مطلق قبول کیا جائے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جانبین سے رجوع کرنا درست نہیں اور شریح کا قول بھی زہری کے موافق ہے اور شافعی نے کہا کہ نہ پھیر دے اس کو کوئی چیز جب کہ دغا بازی کرے اس سے اگرچہ اس کو ضرر ہو اس آیت کی دلیل کی وجہ سے کہ نہیں گناہ ہے ان دونوں پر اس چیز میں کہ بدلہ دے اس کے ساتھ عورت۔ (فتح)

۲۳۹۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ الْأَرْضَ وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ. فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَذَكَرْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي وَهَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ.

۲۳۹۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کو بیماری کی شدت ہوئی تو اپنی بیویوں سے اجازت چاہی کہ میرے گھر میں بیمار چھوڑے جائیں یعنی میرے گھر میں بیماری کاٹیں تو بیویوں نے آپ کو اجازت دی پس مردوں کے درمیان نکلے اس حال میں کہ آپ کے دونوں پاؤں زمین پر لکیر کھینچتے تھے یعنی زمین پر گھسٹتے جاتے تھے اور تھے درمیان عباس رضی اللہ عنہ کے اور درمیان ایک مرد کے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے۔

۲۴۰۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُوْدُ فِي قَيْئِهِ.

۲۴۰۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی دی چیز کا پھیر لینے والا کتے کی مانند ہے جو اپنی قے کو پھر نگل جاتا ہے۔

بَابُ هِبَةِ الْمَرْأَةِ لِغَيْرِ زَوْجِهَا وَعِتْقِهَا إِذَا كَانَ لَهَا زَوْجٌ فَهُوَ جَائِزٌ إِذَا لَمْ تَكُنْ سَفِيهَةً فَإِذَا كَانَتْ سَفِيهَةً لَمْ يَجُزْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ أَمْوَالَكُمْ﴾.

ہبہ کرنا عورت کا اپنے خاوند کے غیر کے لیے۔ اور آزاد کرنا اس کا جب کہ ہو اس کے لیے خاوند پس وہ جائز ہے جب کہ نہ ہو بیوقوف اور بے عقل ہو تو جائز نہیں اللہ نے فرمایا اور مت پکڑا دو بے عقلوں کو اپنے مال۔

فائدہ: اور اس حکم کے ساتھ جمہور نے کہا ہے اور مخالفت کی ہے طاؤس نے اور کہا کہ مطلق منع ہے۔ اور مالک سے روایت ہے کہ نہیں جائز ہے اس کے لیے کہ دے بغیر اپنے خاوند کی اجازت کے اگرچہ ہوشیار ہو مگر تہائی سے۔ اور لیث سے روایت ہے کہ مطلق جائز نہیں مگر حقیر چیز میں اور جمہور کی دلیلیں کتاب اور سنت سے بہت ہیں اور حجت پکڑی گئی ہے طاؤس کے لیے عمرو بن شعیب کی حدیث سے کہ نہیں جائز ہے بخشنا عورت کا اپنے مال سے مگر اپنے

خاوند کی اجازت سے روایت کی یہ حدیث ابو داود اور نسائی نے اور ابن بطال نے کہا کہ باب کی حدیثیں صحیح تر ہیں او محمول کیا ہے مالک نے ان کو تھوڑی چیز پر اور ٹھہرائی اس کی حد تہائی اور جو اس سے کم ہو۔ (فتح)

۲۴۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰه عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لِيَ مَالٌ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ فَأَتَصَدَّقُ قَالَ تَصَدَّقِي وَلَا تُوْعِي فَيُوْعَى عَلَيْكِ.

۲۴۰۱۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! نہیں میرے لیے مال مگر جو داخل کیا مجھ پر زبیر نے کہ پس میں خیرات کروں ۔حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیرات کر اور نہ بند کر رکھ تو اللہ بھی تجھ پر بند کرے گا۔

فائدہ: یعنی بخیل مت بن اور مال کو جمع نہ کر اللہ کے راستے میں دیا کر اللہ بھی تجھ کو دے گا۔

۲۴۰۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنْفِقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوْعِي فَيُوْعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ.

۲۴۰۲۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے راہ میں خرچ کیا کر اور گن کر مال کو نہ رکھ تو اللہ بھی تجھ کو گن کر دے گا اور مال کو بند نہ کر رکھ اللہ بھی تجھ سے بند کرے گا۔

۲۴۰۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مَيْمُوْنَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً وَلَمْ تَسْتَأْذِنِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُهَا الَّذِيْ يَدُوْرُ عَلَيْهَا فِيْهِ قَالَتْ أَشَعَرْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنِّيْ أَعْتَقْتُ وَلِيْدَتِيْ قَالَ أَوَفَعَلْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ أَمَا إِنَّكِ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ. وَقَالَ بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ إِنَّ مَيْمُوْنَةَ أَعْتَقَتْ.

۲۴۰۳۔ کریب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی آزاد کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی سو جب اس کی باری کا دن ہوا جس میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آتے تھے تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی لونڈی آزاد کر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے آزاد کر دی اس نے کہا کہ ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار ہو اگر تو وہ لونڈی اپنے ماموں کو دیتی تو تیرا ثواب اس میں بہت بڑا ہوتا۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے رشتہ دار کو ہبہ کرنا افضل ہے آزاد کرنے سے اور تائید کرتی ہے اس کو سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ مسکین کو صدقہ دینا ایک صدقہ ہے اور رشتہ دار کو صدقہ دینا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی ہے یعنی اس میں دوہرا ثواب ہے لیکن اس سے لازم نہیں آتا کہ رشتہ دار کا ہبہ مطلق افضل ہے اس لیے کہ احتمال ہے کہ مسکین محتاج ہو اور نفع اس کا اس کے ساتھ متعدی ہو اور دوسرا بالعکس۔ اور نسائی کی روایت میں واقع ہوا ہے کہ پس کیوں نہیں دیا تو نے اس کو اپنے بھائی کی بیٹی کو کہ وہ اس کی بکریاں چراتی پس بیان کی وجہ روایت مذکورہ میں اور محتاج ہونا اس کے قرابتوں کا ہے طرف خادم کی اور نیز حدیث میں نہیں ہے حجت اس پر کہ برادری سے اچھا سلوک کرنا آزاد کرنے سے افضل ہے اس لیے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اور حق یہ ہے کہ یہ مختلف ہے حالات کے مختلف ہونے کے ساتھ جیسا کہ میں نے اس کی تقریر کی اور وجہ داخل ہونے میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ترجمہ میں یہ ہے کہ وہ ہوشیار تھی اور یہ کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے پہلے آزاد کی تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عیب نہ پکڑا بلکہ اشارہ کیا اس کو طرف اس چیز کی کہ وہ افضل ہے پس اگر اس کا تصرف اپنے مال میں جائز نہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے عتق کو باطل کرتے۔ (فتح)

۲۴۰۳۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَآئِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْتَغِي بِذٰلِكَ رِضَا رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۴۰۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تھے اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے سو جس کے نام پر قرعہ نکلتا تھا اس کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے اور تھے تقسیم کرتے ہر عورت کے لیے ان میں سے دن اس کا اور رات اس کی یعنی ہر ایک کے گھر میں ایک ایک دن رات رہتے تھے سوائے سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ کے کہ اس نے اپنی باری کا دن رات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی چاہتی تھی۔

فائدہ: اس حدیث کی ابتدا میں افک کا قصہ ہے اور اس کی پوری شرح سورہ نور کی تفسیر میں آئے گی۔ اور یہ جو فرمایا کہ ہر عورت کے لیے تقسیم کیا کرتے تھے تو اس کی پوری شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔ ابن بطال نے کہا کہ نہیں باب کی حدیثوں میں جو رد کرے امام مالک پر اس لیے کہ وہ حمل کرتا ہے اس کو اس چیز پر جو تہائی سے زیادہ ہو اور وہ

حمل جائز ہے اگر ثابت ہو مدعی پر اور وہ یہ ہے کہ نہیں جائز ہے اس کو تصرف اس چیز میں کہ تہائی سے زیادہ ہو مگر اپنے خاوند کی اجازت سے اس چیز کے لیے کہ اس میں تطبیق ہے درمیان دلیلوں کے۔ (فتح)

بَابُ بِمَنْ يُبْدَأُ بِالْهَدِيَّةِ وَقَالَ بَكْرٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ مَيْمُوْنَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً لَهَا فَقَالَ لَهَا وَلَوْ وَصَلْتِ بَعْضَ أَخْوَالِكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ.

ہدیہ کے ساتھ کس سے شروع کیا جائے یعنی جب کئی مستحق ہوں تو کس کو مقدم کیا جائے۔ یعنی کریب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی بیوی میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لونڈی آزاد کی تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر تو اس کے ساتھ اپنے ماموں سے سلوک کرتی تو تیرا ثواب اس میں بہت بڑا ہوتا۔

فائدہ: اس حدیث میں برابر ہونا ہے بیچ صفت کے استحقاق سے یعنی صدقہ کے مستحق ہونے میں دونوں برابر ہیں پس مقدم کیا جائے گا قریب اجنبی پر۔ (فتح)

٢٤٠٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَجُلٍ مِنْ بَنِي تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَإِلٰى أَيِّهِمَا أُهْدِيْ قَالَ إِلٰى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا.

٢٤٠٥۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے دو ہمسائے ہیں تو میں دونوں سے کس کی طرف تحفہ بھیجوں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کا دروازہ تجھ سے بہت قریب ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں برابر ہونا ہے صفتوں میں پس مقدم کیا جائے گا جو قریب تر ہے ذات میں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَمْ يَقْبَلِ الْهَدِيَّةَ لِعِلَّةٍ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَانَتِ الْهَدِيَّةُ فِي زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً وَّالْيَوْمَ رِشْوَةٌ.

باب جو نہیں قبول کرتا صدقے کو علت کی وجہ سے۔ یعنی اور عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ ہدیہ حضرت ﷺ کے زمانے میں ہدیہ تھا اور آج کے دن رشوت ہے۔

فائدہ: یعنی ساتھ کسی سبب کہ کہ فائدے ہو اس سے شک مانند قرض کی اور مانند اس کی یعنی جیسے قرض دار اپنے قرض خواہ کو ہدیہ بھیجے۔ (فتح)

فائدہ: پوری روایت اس طرح ہے کہ عمر بن عبد العزیز کو سیب کی خواہش ہوئی پس نہ پائی اس نے اپنے گھر میں کوئی

چیز کہ اس سے سیب خریدے پس ہم اس کے ساتھ سوار ہوئے پس اس کو کچھ لڑکے سیبوں کے طشتوں سے ملے اور اس نے اس میں سے ایک سیب لیا اور اس کو سونگھا اور پھر طشتوں میں پھیر دیا تو میں نے اس کو اس باب میں کہا اس نے کہا کہ مجھ کو ان کی حاجت نہیں میں نے کہا کہ کیا نہ تھے حضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ قبول کرتے ہدیہ کو تو اس نے کہا کہ وہ ان کے لیے ہدیہ تھا اور عاملوں کے لیے ان کے بعد رشوت ہے۔ اور رشوت وہ ہے کہ لے جائے بغیر عوض کے اور اس کے لینے والے پر عیب کیا جائے۔ اور ابن عربی نے کہا کہ رشوت ہر وہ مال ہے کہ دیا جائے تا کہ طلب کی جائے اس کے ساتھ ذی جاہ سے مدد اس چیز پر کہ نہیں حلال ہے اور مرتشی لینے والا اس کا ہے اور راشی دینے والا اس کا ہے اور رائش وسط ہے اور تحقیق ثابت ہو چکی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث لعنت کرنے میں راشی اور مرتشی میں اور ایک روایت میں رائش اور راشی کا ذکر ہے۔ پھر ابن عربی نے کہا کہ جو تحفہ بھیجتا ہو نہیں خالی ہے اس سے کہ یا تو اس کو مہدی الیہ کی دوستی مقصود ہوتی ہے یا اس کی مدد یا اس کا مال اور سب سے افضل پہلا ہدیہ ہے یعنی جس میں صرف دوستی مقصود ہوتی ہے اور تیسرا جائز ہے اس لیے کہ وہ امید کرتا ہے اس کے ساتھ زیادتی کی نیک وجہ پر اور کبھی مستحق ہوتا اگر ہو محتاج اور ہدیہ بھیجنے والا نہ تکلف کرے نہیں تو مکروہ ہوتا ہے اور کبھی ہوتا ہے سبب دوستی کے لیے اور اس کے عکس کی۔ رہی دوسری قسم پس اگر ہو گناہ کے لیے تو نہیں حلال ہے اور وہ رشوت ہے اور اگر اطاعت اور بندگی کے لیے ہو تو مستحب ہے اور اگر کسی جائز کام کے لیے ہو تو جائز ہے۔ لیکن اگر مہدی لہ حاکم نہ ہو اور اعانت ظلم کو روکنے کے لیے یا حق کے پہنچانے کے لیے ہو تو جائز ہے مگر مستحب ہے اس کو ترک کرنا۔ اور اگر حاکم ہو تو حرام ہے اور بیچ معنی اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو عمر بن عبدالعزیز نے حدیث مرفوع ہے کہ عاملوں کے ہدیے غلول ہیں یعنی مال غنیمت میں خیانت کرنا۔ (فتح)

٢٤٠٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيَّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ أَنَّهُ أَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارَ وَحْشٍ وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّهُ قَالَ صَعْبٌ فَلَمَّا عَرَفَ فِيْ وَجْهِيْ رَدَّهُ هَدِيَّتِيْ

٢٤٠٦۔ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے تھا کہ اس نے ایک جنگلی گدھا حضرت ﷺ کے پاس تحفہ بھیجا اور حضرت ﷺ ابواء یا ودان میں تھے یہ نام ہیں دو جگہوں کے پاس جحفہ کے اور حضرت ﷺ احرام باندھے تھے سو حضرت ﷺ نے اس کو پھیر دیا۔ صعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب حضرت ﷺ نے میرے ہدیے کے پھیر دینے سے میرے چہرے میں ملال دیکھا تو فرمایا کہ ہماری طرف سے آج تجھ کو پھیر دینا نہیں لیکن ہم تو احرام باندھے ہیں۔

قَالَ لَيْسَ بِنَا رَدٌّ عَلَيْكَ وَلٰكِنَّا حُرُمٌ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحج میں گذر چکی ہے۔

۲۴۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْأُتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا أُهْدِيَ لِيْ قَالَ فَهَلَّا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْهِ أَوْ بَيْتِ أُمِّهِ فَيَنْظُرَ يُهْدٰى لَهُ أَمْ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا جَآءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلٰى رَقَبَتِهِ إِنْ كَانَ بَعِيْرًا لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ بِيَدِهِ حَتّٰى رَأَيْنَا عُفْرَةَ إِبْطَيْهِ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا.

۲۴۰۷۔ ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ازدی مرد کو زکوۃ کے تحصیل کرنے پر عامل کیا اس کو ابن اتبیہ کہتے تھے سو جب آیا تو کہنے لگا کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ مجھ کو ہدیہ ملا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہ بیٹھا اپنے باپ یا ماں کے گھر میں پس دیکھتا کہ اس کو ہدیہ بھیجا جاتا ہے یہ ملتا ہے یا نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ نہ لے گا اس سے کوئی آدمی کچھ مگر کہ اس کو قیامت کے دن آئے گا اس کے ساتھ اس حال میں کہ اس کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوگا اگر اونٹ ہوگا تو اس کے لیے آواز ہوگی اور اگر گائے ہوگی تو اس کے لیے بھی آواز ہوگی یا بکری آواز کرتی ہوگی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھایا یہاں تک کہ ہم نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

فائدہ: مطابقت ان دونوں حدیثوں کی باب ظاہر ہے۔ اور رہی حدیث صعب کی پس تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا علت کو بیچ نہ قبول کرنے ہدیے کے۔ اس لیے کہ آپ احرام باندھے تھے اور محرم نہیں کھاتا جو کہ اس کے لیے شکار کیا جائے اور استنباط کیا ہے اس سے مہلب نے پھیر دینا ہدیہ اس شخص کا جس کا مال حرام ہو یا ظلم کے ساتھ معروف ہو۔ اور رہی حدیث ابو حمید کی پس اس لیے کہ عیب لگایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن اتبیہ پر اس کے ہدیے کو قبول کرنے پر جو بھیجا گیا اس کی طرف اس لیے کہ وہ عامل تھا۔ اور یہ جو فرمایا کہ کیوں نہ بیٹھا اپنی ماں کے گھر میں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس حالت میں اس کو تحفہ دیا جائے تو مکروہ نہیں اس لیے کہ وہ بغیر شک کے ہوگا ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عاملوں کے ہدیوں کو بیت المال میں رکھا جائے اور یہ کہ عامل اس کا مالک نہیں ہوتا مگر یہ کہ طلب کرے اس کو اس کے لیے امام۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَهَبَ هِبَةً أَوْ وَعَدَ عِدَةً ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ أَنْ تَصِلَ إِلَيْهِ وَقَالَ عَبِيْدَةُ إِنْ

جب کوئی چیز بخشے یا وعدہ کرے ہبہ کا پھر مر جائے پہلے اس کے کہ پہنچے وہ چیز طرف موہوب لہ کی۔ یعنی عبیدہ

مَّاتَ وَكَانَتْ فُصِلَتِ الْهَدِيَّةُ وَالْمُهْدٰى لَهٗ حَيٌّ فَهِيَ لِوَرَثَتِهٖ وَإِنْ لَّمْ تَكُنْ فُصِلَتْ فَهِيَ لِوَرَثَةِ الَّذِيْ أَهْدٰى وَقَالَ الْحَسَنُ أَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلُ فَهِيَ لِوَرَثَةِ الْمُهْدٰى لَهٗ إِذَا قَبَضَهَا الرَّسُوْلُ.

نے کہا کہ اگر ہدیہ دینے والا مر جائے اور ہدیہ کو اپنے مال سے جدا کر دیا ہو یعنی مہدی لہ نے اس کو قبض کر لیا ہو اور حالانکہ مہدی لہ زندہ ہو یعنی وقت قبض کی تو وہ ہدیہ مہدی لہ کے وارثوں کے لیے ہے اور اگر اس کو اپنے مال سے جدا نہ کیا تھا تو وہ دینے والے کے وارثوں کے لیے ہے یعنی اور حسن نے کہا کہ جو ان دونوں میں سے پہلے مر جائے پس وہ ہدیہ مہدی لہ کے وارثوں کے لیے ہے جب کہ قبض کرے اس کو ایلچی اس کا۔

فائدہ: اسماعیلی نے کہا کہ یہ ترجمہ کسی حال سے ہبہ میں داخل نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ یہ قول اس کا بنا بر اس کے ہے کہ نہیں صحیح ہے ہبہ مگر قبض کے ساتھ نہیں تو ہبہ نہیں اور یہ اس کے مذہب کا مقتضی ہے۔ لیکن جو کہتا ہے کہ وہ بدون قبض کے ہے صحیح ہے نام رکھتا ہے اس کا ہبہ۔ اور شاید کہ بخاری نے اس طرف میلان کیا ہے اور اختلاف کا بیان آئندہ باب میں آئے گا۔ ابن بطال نے کہا کہ نہیں مروی ہے کسی سے سلف میں سے واجب ہونا قضا کا ساتھ وعدے کے یعنی مطلقا اور سوائے اس کے نہیں کہ نقل کیا گیا ہے مالک سے کہ واجب ہوتا ہے اس سے جو کہ ہو سبب سے۔ (فتح)

فائدہ: یہ پھرنا ہے اس سے طرف اس کی کہ قبض کرنا ایلچی کا مہدی الیہ کے قائم مقام ہے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ہدیہ نہیں منتقل ہوتا مہدی الیہ کی طرف مگر یہ کہ وہ خود اس کو قبض کرے یا وکیل اس کا۔ (فتح)

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ کہا مالک نے مانند قول حسن کی اور احمد اور اسحق نے کہا کہ اگر ہدیہ دینے والے کے ایلچی نے اس کو اٹھایا ہو اور اگر اس کو مہدی الیہ کے ایلچی نے اٹھایا تو وہ اس کے وارثوں کا ہے تو عبیدہ کے قول کے معنی میں ایک حدیث بھی آ چکی ہے روایت کیا ہے اس کو احمد اور طبرانی نے ام کلثوم بنت ام سلمہ سے کہ جب حضرت ﷺ نے ام سلمہ سے نکاح کیا تو اس کو فرمایا کہ میں نے نجاشی بادشاہ حبشہ کی طرف ایک حلہ اور مشک کے اوقیے ہدیہ بھیجے تھے اور میں نہیں دیکھتا نجاشی کو مگر کہ مر گیا اور میں نہیں دیکھتا اپنے ہدیہ کو مگر کہ پھیرا گیا میری طرف پس اگر مجھ پر پھیرا گیا تو وہ تیرے لیے ہے۔ (فتح)

۲۴۰۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ

۲۴۰۸۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ بحرین سے مال آئے گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح یعنی انگلی بھر بھر کر تین بار دوں گا سو بحرین سے مال نہ آیا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا یعنی پھر جب صدیق

أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا ثَلَاثًا فَلَمْ يَقْدَمْ حَتّٰى تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ أَبُوْ بَكْرٍ مُنَادِيًا فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ أَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَأَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَدَنِيْ فَحَثٰى لِيْ ثَلَاثًا.

اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے پکارنے والے کو حکم کیا سو اس نے لوگوں میں پکارا کہ جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو یا جس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض ہو تو ہمارے پاس آکر ظاہر کرے سو میں ان کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مال دینے کا وعدہ کیا تھا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو تین لپیں بھر کر دیں۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب فرض الخمس میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسماعیلی نے کہا کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا وہ ہبہ نہیں تھا بلکہ وہ وعدہ تھا وصف پر یعنی دونوں ہاتھ بھر بھر کر لیکن جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کا خلاف ہونا جائز نہیں تو اتارا انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کو بجائے ضمان کے صحت میں فرق کرنے کے لیے درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے اس شخص سے کہ جائز ہے کہ وفا کرے یا نہ کرے۔ میں کہتا ہوں کہ وجہ وارد کرنے اس کے کی یہ ہے کہ اس نے اتارا ہے ہدیہ کو جب کہ نا قبض کیا جائے بجائے وعدے کے۔ اور تحقیق حکم کیا ہے اللہ نے وعدے کو پورا کرنے کا لیکن جمہور کہتے ہیں کہ وہ ندب پر محمول ہے۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ يُقْبَضُ الْعَبْدُ وَالْمَتَاعُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كُنْتُ عَلٰى بَكْرٍ صَعْبٍ فَاشْتَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ.

کس طرح قبض کیا جائے غلام اور متاع کو۔ یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تھا میں سوار ایک اونٹ بہت بھڑکنے والے پر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خریدا اور فرمایا کہ وہ تیرے لیے ہے ای عبداللہ۔

فائدہ: یعنی جو کہ بخشا گیا ہے ابن بطال نے کہا کہ کیفیت قبض کی علماء کے نزدیک ساتھ سپرد کرنے وہب کے ہے اس چیز کی موہوب لہ کی طرف اور گھیرنا موہوب لہ کا اس کے لیے کہا اس نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں کہ شرط صحت ہبہ کی سے گھیرنا ہے یا نہیں۔ پس حکایت کی اس نے خلاف کے اور تحریر اس کی یہ ہے کہ جمہور کا قول یہ ہے کہ وہ تمام نہیں ہوتا مگر ساتھ قبض کے۔ اور قدیم سے ہے کہ محض عقد سے صحیح ہو جاتا ہے اگرچہ نہ قبض کیا جائے اور یہی قول ہے ابو ثور اور داود کا اور احمد سے روایت ہے کہ صحیح ہوتا ہے بغیر قبض کے معین چیز میں نہ کہ عام چیز میں اور مالک سے بھی قدیم کی طرح روایت ہے اس نے کہا کہ قبض سے پہلے مر جائے اور تہائی سے زیادہ ہو تو وہ وارث کی اجازت کا محتاج ہے پھر ترجمہ کیفیت میں ہے نہ اصل عقد میں گویا کہ اس نے اشارہ کیا اس شخص کے قول کی طرف جو کہتا ہے کہ ہبہ میں شرط ہے حقیقت قبض کی نہ تخلیہ ہے۔ (فتح)

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب البیوع میں گذر چکی ہے۔

۲۴۰۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ مِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةً وَّلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَقَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِيْ قَالَ فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ خَبَأْنَا هٰذَا لَكَ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَضِيَ مَخْرَمَةُ.

۲۴۰۹۔مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے قبا تقسیم کیے اور ان میں سے مخرمہ کو کچھ نہ دیا تو مخرمہ نے کہا کہ اے میرے چھوٹے بیٹے مجھے حضرت ﷺ کے پاس لے چل تو میں اس کے ساتھ چلا تو مخرمہ نے کہا کہ اندر جا اور حضرت ﷺ کو میرے لیے بلا تو میں نے حضرت ﷺ کو ان کے لیے بلایا تو حضرت ﷺ اس کی طرف نکلے اور حضرت ﷺ پر ان میں سے ایک قبا تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ قبا ہم نے تیرے لیے چھپا رکھی ہے تو مخرمہ نے اس کو دیکھا اور اس کو لیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا مخرمہ راضی ہوا؟ یعنی کیا تو مخرمہ راضی ہو گیا یا مخرمہ راضی ہوا؟

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی۔

بَابُ إِذَا وَهَبَ هِبَةً فَقَبَضَهَا الْآخَرُ وَلَمْ يَقُلْ قَبِلْتُ.

یعنی اگر کوئی کسی کو کچھ بخشے اور دوسرا یعنی جس کو وہ چیز بخشی گئی اس کو قبض کرے اور نہ کہے کہ میں نے قبول کی۔

فائدہ: یعنی تو یہ جائز ہے۔اور نقل کیا ہے ابن بطال نے اس میں علماء کا اتفاق۔اور یہ کہ قبض کرنا ہبہ میں وہ نہایت قبول کرنا ہے اور غافل ہوا ہے ابن بطال شافعی کے مذہب سے کیونکہ شافعیہ ہبہ میں قبول کی شرط لگاتے ہیں یعنی اس میں یہ کہنا شرط ہے کہ میں نے قبول کیا سوائے ہدیہ کے مگر یہ کہ ہبہ ضمنیہ جیسا کہ کہے کہ اپنا غلام میری طرف سے آزاد کر دے پس وہ اس کی طرف سے آزاد کر دے پس تحقیق ہوتا ہے اس کے ملک میں بطور ہبہ کے اور اس کی طرف سے آزاد ہو جاتا ہے اور نہیں شرط ہے قبول کرنا اور مقابل اطلاق ابن بطال کے قول ماوردی کا ہے کہ کہا کہ حسن نے کہا کہ نہیں معتبر ہے قبول کرنا ہبہ میں مانند عتق کی اور کہا کہ یہ قول ہے کہ اس میں وہ تمام علماء کے مخالف ہوا ہے مگر یہ کہ مراد ہدیہ ہو علاوہ ازیں بیچ شرط ہونے قبول کے ہدیہ میں ایک وجہ ہے شافعیہ کے نزدیک۔(فتح)

۲۴۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ

۲۴۱۰۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں ہلاک ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہلاک ہونے کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا کہ میں رمضان میں اپنی بیوی پر گرا یعنی اس سے صحبت کی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو گردن پاتا ہے کہ اس کو

فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ وَقَعْتُ بِأَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيْعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ فَجَآءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِعَرَقٍ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فِيْهِ تَمْرٌ فَقَالَ اذْهَبْ بِهٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ عَلٰى أَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا قَالَ اذْهَبْ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ.

آزاد کرے؟ اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ پس تو طاقت رکھتا ہے کہ روزے رکھے دو مہینے کے پے در پے اس نے کہا کہ نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اس نے کہا کہ میں طاقت نہیں رکھتا ایک انصاری مرد ایک عرق (ایک ٹوکرا ہوتا ہے کھجوروں کے پتوں کا اس میں پندرہ چوسیری کھجوریں سماتی ہیں) لایا جس میں کھجوریں تھیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لے اور صدقہ کر یعنی محتاجوں کو دے تو اس نے کہا کہ کیا میں اس پر صدقہ کروں جو ہم سے زیادہ محتاج ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا مدینے کی دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان ہم میں سے زیادہ کوئی محتاج نہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا اور وہ ٹوکرا اپنے گھر والوں کو کھلا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الصیام میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے کھجوریں اس مرد کو دیں اور اس نے اس کو قبض کیا اور یہ نہ کہا کہ میں نے اس کو قبول کیا پھر فرمایا کہ جا اور اپنے گھر والوں کو کھلا۔ اور جو قبول کی شرط لگاتا ہے اس کے لیے جائز ہے کہ کہے کہ یہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے پس نہیں حجت ہے اس میں اور نہیں تصریح کی اس میں قبول اور نہ اس کی نفی کے ساتھ۔ اور اعتراض کیا ہے اسماعیل نے اس کے ساتھ کہ حدیث میں یہ بات نہیں کہ وہ ہبہ تھا بلکہ شاید وہ صدقہ تھا تو حضرت ﷺ تقسیم کرنے والے ہوں گے نہ دینے والے اور پہلے گذر چکا ہے کہ یہ صدقہ کا مال تھا۔ اور شاید بخاری نے میلان کیا ہے اس طرف کہ اس میں کچھ فرق نہیں۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَهَبَ دَيْنًا عَلٰى رَجُلٍ قَالَ شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ هُوَ جَائِزٌ وَّوَهَبَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لِرَجُلٍ دَيْنَهٗ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ عَلَيْهِ حَقٌّ فَلْيُعْطِهٖ أَوْ لِيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ فَقَالَ جَابِرٌ قُتِلَ أَبِيْ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ

جب کوئی مرد اپنا قرض بخش دے اس کو جس پر اس کا قرض ہو۔ یعنی اور شعبہ نے حکم سے کہا کہ وہ جائز ہے یعنی بخشنا قرض کا قرض دار کو۔ یعنی اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے ایک قرض دار کو قرض بخش دیا یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس پر کسی مسلمان کا حق ہو تو چاہیے کہ اس کو دے دے یا اس کو بخشوا لے اور یعنی

فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُرَمَآئَهُ أَنْ يَّقْبَلُوْا ثَمَرَ حَآئِطِي وَ يُحَلِّلُوْا أَبِي

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا باپ شہید ہوا اور اس پر قرض تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قرض خواہوں سے کہا کہ میرے باپ کی کھجوریں قبول کریں اور باقی قرض میرے باپ کو بخش دیں۔

فائدہ: یعنی تو صحیح ہے اور اگرچہ نہ قبض کیا ہو اس نے اس کو اس سے۔ ابن بطال نے کہا کہ نہیں ہے اختلاف علماء کے درمیان بیچ صحت بری کرنے کے قرض سے جب کہ وہ بری ہونے کو قبول کرے اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر اس کا ایک مرد پر قرض ہو اور وہ اپنا وہ قرض دوسرے کسی کو بخش دے تو یہ صحیح ہے یا نہیں۔ سو جو ہبہ کے صحیح ہونے میں قبض کو شرط کہتا ہے اس کو صحیح نہیں کہتا اور جو شرط نہیں کرتا وہ اس کو صحیح کہتا ہے لیکن شرط کی ہے مالک نے یہ کہ سپرد کرے اس کی طرف قرض کے وثیقہ کو اور گواہ کرے اس کے لیے ساتھ اس کے اپنی جان پر یا گواہی دے اس کے ساتھ اور اطلاع دے اس کو اگر نہ ہو اس کے ساتھ وثیقہ۔ اور شافعیہ کے نزدیک اس میں ایک وجہ ہے اور جزم کیا ہے ماوردی نے باطل ہونے کے ساتھ اور صحیح کہا ہے اس کو غزالی نے اور جو اس کے تابع ہے اور عمران وغیرہ نے اس کو صحیح کہا ہے کہتے ہیں کہ خلاف مرتب ہے بیع پر پس اگر ہم کہیں کہ قرض کا بیچنا غیر قرض دار کے ہاتھ میں صحیح ہے تو ہبہ بطرق اولیٰ جائز ہوگا اور اگر ہم اس کو منع کریں تو ہبہ میں دو وجہیں ہیں۔ (فتح)

فائدہ: وجہ دلالت کی اس حدیث سے ہبہ کے قرض کے جواز کے لیے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برابری کی درمیان اس کے کہ دے اس کو یا اس سے بخشا لے اور نہ شرط لگائی بخشا لینے میں قبض کو۔ (فتح)

۲۴۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيْدًا فَاشْتَدَّ الْغُرَمَآءُ فِي حُقُوْقِهِمْ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمْتُهُ فَسَأَلَهُمْ أَنْ يَّقْبَلُوْا ثَمَرَ حَآئِطِي وَيُحَلِّلُوْا أَبِي فَأَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَآئِطِي وَلَمْ يَكْسِرْهُ لَهُمْ

۲۴۱۱۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ جنگ احد کے دن شہید ہوئے تو قرض خواہوں نے اپنے حق کا سخت تقاضہ کیا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا سو میں نے آپ سے کلام کیا کہ قرض خواہوں نے سخت تقاضا کیا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ میرے باغ کا سب میوہ قبول کریں اور باقی قرض میرے باپ کو بخش دیں تو انہوں نے نہ مانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو میرا باغ نہ دیا یعنی اس کا میوہ اور نہ اس کو ان کے لیے درختوں سے توڑا یعنی اس کو ان پر تقسیم نہ کیا لیکن فرمایا کہ میں کل صبح کو تیرے پاس آؤں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو ہمارے پاس تشریف لائے اور کھجوروں

وَلٰكِنْ قَالَ سَأَغْدُوْ عَلَيْكَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَغَدَا عَلَيْنَا حِيْنَ أَصْبَحَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ وَدَعَا فِيْ ثَمَرِهٖ بِالْبَرَكَةِ فَجَدَدْتُهَا فَقَضَيْتُهُمْ حُقُوْقَهُمْ وَبَقِيَ لَنَا مِنْ ثَمَرِهَا بَقِيَّةٌ ثُمَّ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فَأَخْبَرْتُهٗ بِذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ اسْمَعْ وَهُوَ جَالِسٌ يَا عُمَرُ فَقَالَ أَلَّا يَكُوْنُ قَدْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهِ إِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ.

کے درختوں میں گھومے اور ان کے میوے میں برکت کی دعا کی پھر میں نے ان کو کاٹا سو میں نے ان کا سب حق ان کو ادا کر دیا اور ان کا کچھ میوہ ہمارے لیے باقی رہا پھر میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ کو اس کی خبر دی تو حضرت ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا اور حالانکہ وہ بیٹھے تھے کہ اے عمر سن تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ برکت کیوں نہ ہو تحقیق ہم نے جانا ہے کہ آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں قسم ہے اللہ کی آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں۔

فائدہ: پکڑا جاتا ہے ترجمہ اس قول سے کہ حضرت ﷺ نے ان کے قرض خواہوں سے کہا کہ اس کے باغ کا میوہ قبول کریں اور باقی قرض معاف کر دیں پس اگر وہ قبول کرتے تو باقی قرض سے اس کا ذمہ پاک ہو جاتا اور ہوتا ترجمہ کے معنی میں۔ اور قرض کا ہبہ کرنا ہے اور اگر یہ جائز نہ ہوتا تو حضرت ﷺ اس کو طلب نہ کرتے۔ (فتح)

بَابُ هِبَةِ الْوَاحِدِ لِلْجَمَاعَةِ وَقَالَتْ أَسْمَآءُ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَابْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ وَرِثْتُ عَنْ أُخْتِيْ عَائِشَةَ مَالًا بِالْغَابَةِ وَقَدْ أَعْطَانِيْ بِهٖ مُعَاوِيَةُ مِائَةَ أَلْفٍ فَهُوَ لَكُمَا.

باب ہے بیان میں ہبہ کرنے ایک شخص کے جماعت کے لیے یعنی اور اسماء نے قاسم بن محمد اور ابن ابی عتیق کو کہا کہ میں وارث ہوئی ہوں اپنی بہن عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک مال کی غابہ میں کہ نام ہے ایک جگہ کا پاس مدینے کے اور معاویہ نے مجھ کو اس کے بدلے ایک لاکھ درہم یا دینار دیا ہے پس وہ سب تمہارے لیے ہے۔

فائدہ: یعنی جائز ہے اگرچہ مشترک چیز ہو۔ ابن بطال نے کہا کہ امام بخاری کی غرض یہ ثابت کرنا ہے کہ مشترک چیز کا ہبہ کرنا درست ہے اور یہی قول جمہور کا ہے برخلاف ابو حنیفہ کے اسی طرح مطلق چھوڑا ہے اس نے اس کو اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ وہ اپنے اطلاق پر نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ فرق کیا جاتا ہے مشترک چیز کے ہبہ میں اس چیز کے کہ تقسیم ہو سکے اور درمیان اس کے جو تقسیم نہ ہو سکے اور اعتبار ساتھ اس کے وقت قبض کے ہے نہ کہ وقت عقد کے۔ (فتح)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مشترک چیز کا ہبہ کرنا درست ہے۔

٢٤١٢۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ إِنْ أَذِنْتَ لِيْ أَعْطَيْتُ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِأُوْثِرَ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَحَدًا فَتَلَّهُ فِيْ يَدِهٖ.

۲۴۱۲۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ لایا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور آپ کی دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور آپ کی بائیں طرف بوڑھے لوگ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے کہا کہ اگر تو مجھے اجازت دے تو میں ان کو دوں تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہوں میں کہ مقدم کروں کسی کو اپنے حصے پر کہ میں نے آپ سے پایا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ اس کے ہاتھ میں دیا۔

فائدہ: یہ حدیث شرب میں گزر چکی ہے اور اس کی پوری شرح اشربہ میں آئے گی۔اور اسماعیلی نے کہا کہ حدیث ترجمہ کے موافق نہیں اور یہ بطور افاقت کے ہے اور حق جیسا کہ ابن بطال نے کہا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے سوال کیا یہ کہ اپنا حصہ بوڑھوں کو بخشے اور اس کا حصہ اس سے مشترک تھا جدا نہ ہوا تھا پس معلوم ہوا کہ مشترک چیز کا ہبہ کرنا درست ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ الْهِبَةِ الْمَقْبُوْضَةِ وَغَيْرِ الْمَقْبُوْضَةِ وَالْمَقْسُوْمَةِ وَغَيْرِ الْمَقْسُوْمَةِ وَقَدْ وَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهٗ لِهَوَازِنَ مَا غَنِمُوْا مِنْهُمْ وَهُوَ غَيْرُ مَقْسُوْمٍ.

باب ہے بیان میں ہبہ مقبوضہ اور غیر مقبوضہ کے اور مقسومہ اور غیر مقسومہ کے۔یعنی تحقیق ہبہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے اصحاب نے ہوازن کے لیے وہ چیز کہ غنیمت لائی تھی ان سے اور وہ تقسیم نہ ہوئی تھی۔

فائدہ: جہاں تک ہبہ مقبوضہ کی بات ہے یعنی اس چیز کا ہبہ کرنا جو کہ ہبہ کرنے والے کے قبضے میں ہو پس گزر چکا ہے اس کا حکم یعنی پہلے بابوں میں۔اور رہی غیر مقبوضہ کی بات پس قبض سے مراد قبض حقیقی ہے اور رہا قبض تقدیری پس نہیں ہے کوئی چارہ اس سے اس لیے کہ جس چیز کو ذکر کیا ہے اس نے ہبہ غنیمت کرنے والوں میں سے ہوازن کے ایلچیوں کے لیے وہ چیز کہ غنیمت لائے تھے اس کو پہلے اس سے کہ تقسیم کریں ان کے درمیان اور قبض کریں اس کو پس اس میں نہیں ہے حجت ہبہ کے صحیح ہونے پر بغیر قبض کے اس لیے کہ قبض کرنا ان کا ان کو باعتبار تقدیر کے واقع ہوا تھا یا باعتبار گھیرنے ان کے ان کے لیے مشترک پر۔ہاں بعض علماء کہتے ہیں کہ شرط ہے ہبہ میں واقع ہونا قبض حقیقی کا اور نہیں کفایت کرتا قبض تقدیری بخلاف بیع کے اور وہ ایک وجہ ہے شافعیہ کے لیے۔اور رہا ہبہ کرنا مقسوم چیز کا پس اس کا حکم واضح ہے۔اور رہا ہبہ کرنا اس چیز کا کہ تقسیم نہیں ہوئی پس یہ مقصود ہے اس جگہ ساتھ اس ترجمہ کے اور یہ مسئلہ

ہبہ مشاع کا ہے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ہبہ مشترک چیز کا درست ہے خواہ شریک کے لیے ہو یا اس کے غیر کے لیے، برابر ہے تقسیم ہو یا تقسیم نہ ہو اور ابوحنیفہ سے روایت ہے کہ نہیں صحیح ہے چیز کا اس چیز سے کہ تقسیم کی جائے مشترک ہونے کی حالت میں نہ شریک سے نہ اس کے غیر سے۔ (فتح)

فائدہ: یہ قول بخاری کے اجتہاد سے ہے۔

٢٤١٣۔ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مُحَارِبٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَضَانِيْ وَزَادَنِيْ.

۲۴۱۳۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں آیا تو آپ نے میرا حق مجھ کو ادا کیا اور کچھ مجھ کو اس پر زیادہ دیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الشروط میں آئے گی۔

٢٤١٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ بِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيْرًا فِيْ سَفَرٍ فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فَوَزَنَ قَالَ شُعْبَةُ أُرَاهُ فَوَزَنَ لِيْ فَأَرْجَحَ فَمَا زَالَ مَعِيْ مِنْهَا شَيْءٌ حَتّٰى أَصَابَهَا أَهْلُ الشَّأْمِ يَوْمَ الْحَرَّةِ.

۲۴۱۴۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک سفر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اونٹ بیچا سو جب ہم مدینے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں آ اور دو رکعت نماز پڑھ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے مول تولا اور زیادہ تولا پس ہمیشہ رہی اس سے ساتھ میرے کوئی چیز یہاں تک کہ پہنچے اس کو اہل شام دن حرہ کے یعنی جس دن کہ یزید نے اہل مدینہ سے لڑائی کی تھی۔

٢٤١٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ وَّعَنْ يَّمِيْنِهِ غُلَامٌ وَّعَنْ يَّسَارِهِ أَشْيَاخٌ فَقَالَ لِلْغُلَامِ أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ أُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ لَا وَاللّٰهِ لَا أُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ أَحَدًا فَتَلَّهٗ فِيْ يَدِهٖ.

۲۴۱۵۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ لایا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور آپ کی داہنی طرف ایک لڑکا تھا اور آپ کی بائیں طرف بوڑھے لوگ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے کہا کہ کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں دودھ ان کو دوں تو لڑکے نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں مقدم کروں گا میں کسی کو اپنے حصے پر جو میں نے آپ سے پایا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ اس کو دیا۔

فائدہ: اس حدیث کی توجیہ پہلے گذر چکی ہے۔

۲٤۱٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ فَهَمَّ بِهٖ أَصْحَابُهٗ فَقَالَ دَعُوْهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا وَّقَالَ اشْتَرُوْا لَهٗ سِنًّا فَأَعْطُوْهَا إِيَّاهُ فَقَالُوْا إِنَّا لَا نَجِدُ سِنًّا إِلَّا سِنًّا هِيَ أَفْضَلُ مِنْ سِنِّهٖ قَالَ فَاشْتَرُوْهَا فَأَعْطُوْهَا إِيَّاهُ فَإِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ قَضَآءً.

۲۴۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اس کے ایذا دینے کا ارادہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اس لیے کہ حق دار کو کلام کرنے کی جگہ ہے اور فرمایا کہ اس کو اس کے برابر کے اونٹ کا اونٹ خرید دو تو اصحاب نے کہا کہ ہم اونٹ نہیں پاتے مگر زیادہ تر اس کی عمر سے یعنی اس کا اونٹ چھوٹا تھا اور یہ بڑی عمر کا اونٹ ہے پس فرمایا کہ اس کو خریدو اور اس کو دو پس تم لوگوں میں بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

فائدہ: یہ حدیث قرض کے باب میں گذر چکی ہے اور اس کی یہی توجیہ ظاہر ہے۔

بَابُ إِذَا وَهَبَ جَمَاعَةٌ لِقَوْمٍ.

جب جماعت کسی قوم کے لیے ہبہ کرے یا ایک مرد جماعت کے لیے ہبہ کرے تو جائز ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ایک مرد جماعت کے لیے ہبہ کرے تو اس زیادتی کی حاجت نہیں اس لیے کہ اس کا باب علیحدہ پہلے گذر چکا ہے۔ (فتح)

۲٤۱۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِيْنَ جَآئَهٗ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ فَسَأَلُوْهُ أَنْ يَّرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ مَّعِيْ مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيْثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهٗ فَاخْتَارُوْا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۴۱۷۔ مروان اور مسور رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قوم ہوازن کے ایلچی مسلمان ہو کر آئے اور آپ سے سوال کیا کہ ہمارے مال اور ہمارے قیدی ہم کو پھیر دیجیے تو اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میرے ساتھ وہ شخص ہیں جن کو تم دیکھتے ہو اور بہت پیاری میرے نزدیک وہ بات ہے جو بہت سچی ہو سو ایک چیز اختیار کرو خواہ قیدی خواہ مال یعنی دونوں چیزیں تم کو نہیں ملیں گی اور بے شک میں نے تمہاری انتظار کی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اوپر دس راتیں ان کی انتظار کی تھی جب کہ طائف سے پھرے سو جب ان کو ظاہر ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں

انْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّآئِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَآدٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ قَالُوْا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هٰؤُلَآءِ جَآئُوْنَا تَآئِبِيْنَ وَإِنِّيْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُّطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّكُوْنَ عَلٰى حَظِّهٖ حَتّٰى نُعْطِيَهٗ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ طَيَّبْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّا لَا نَدْرِيْ مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِيْهِ مِمَّنْ لَّمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَآؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَآؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّهُمْ طَيَّبُوْا وَأَذِنُوْا. وَهٰذَا الَّذِيْ بَلَغَنَا مِنْ سَبْيِ هَوَازِنَ هٰذَا آخِرُ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ يَعْنِيْ فَهٰذَا الَّذِيْ بَلَغَنَا.

پھیرنے والے کے ان کو مگر ایک چیز تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدی اختیار کرتے ہیں یعنی ہم کو ہمارے قیدی پھیر دیجیے تو حضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے یعنی خطبہ کے لیے اور تعریف کی اللہ کہ ساتھ اس چیز کے کہ اس کو لائق ہے پھر فرمایا حمد اور صلوۃ کے بعد پس تحقیق تمہارے یہ بھائی آئے ہمارے پاس پس توبہ کر کے مسلمان اور میں نے مناسب جانا کہ ان کے قیدی یعنی بیوی لڑکے ان کو پھیر دوں سو جو شخص تم میں سے چاہے کہ خوشی سے پھیر دے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے اور جو شخص تم میں سے چاہے کہ اپنے حصے پر بنا رہے یہاں تک کہ بدلہ دیں ہم اس کو اس مال سے جو اول اللہ ہم کو عنایت کرے تو چاہیے کہ کرے تو لوگوں نے کہا ہم خوش ہوئے ساتھ اس کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم لوگوں میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی سو تم پھر جاؤ تا کہ تمہارے چوہدری تمہارا حال ہم سے ظاہر کریں سو لوگ پھر گئے تو ان کے چوہدریوں نے ان سے کلام کیا پھر حضرت ﷺ کے پاس پھر کر آئے اور آپ کو خبر دی کہ وہ راضی ہوئے ہیں ساتھ اس کے اور اجازت دی ہے قیدیوں کے پھیر دینے کی پس یہ ہے جو کہ ہم کو ہوازن کے قیدیوں کے حال سے پہنچا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور وجہ دلالت کی اس سے اصل ترجمہ کے لیے ظاہر ہے اور اس لیے کہ غنیمت لانے والوں نے اور حالانکہ وہ جماعت تھی ہبہ کیا بعض غنیمت کو قوم ہوازن کے لیے۔ اور رہی دلالت دوسری زیادتی کے لیے کہ حضرت ﷺ کے لیے ایک حصہ معین تھا تو وہ حضرت ﷺ نے ان کو بخش دیا۔

بَابُ مَنْ أُهْدِيَ لَهٗ هَدِيَّةٌ وَّعِنْدَهٗ جُلَسَآؤُهٗ فَهُوَ أَحَقُّ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ جُلَسَآئَهٗ شُرَكَآءُ وَلَمْ يَصِحَّ.

جب کسی کو ہدیہ بھیجا جائے اور اس کے پاس اس کے ہم نشین ہوں تو زیادہ حقدار ہے ساتھ اس کے ان سے یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اس کے ہم نشین

اس کے شریک ہیں اور یہ روایت صحیح نہیں ہوئی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث صحیح ہو تو وہ محمول ہے مذہب پر قلیل اور تھوڑے ہدیوں میں اور وہ چیز کہ جاری ہوئی ہے اس میں عادت ساتھ ترک کرنے جھگڑے کے اور اس کے اس قول میں شبہ ہے اس لیے کہ اگر صحیح ہو تو اعتبار عام لفظ کا ہوگا پس نہ خاص کیا جائے گا تھوڑا بہت سے مگر ساتھ دلیل کے اور لیکن حمل کرنا اس کا مذہب پر پس واضح ہے۔ (فتح)

۲۴۱۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَخَذَ سِنًّا فَجَاءَ صَاحِبُهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالُوْا لَهُ فَقَالَ إِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ثُمَّ قَضَاهُ أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ وَقَالَ أَفْضَلُكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً.

۲۴۱۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک معین عمر کا اونٹ لیا یعنی قرض تو قرض خواہ تقاضا کرتا آیا تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے اس کو کہا کہ تقاضا میں شدت نہ کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حقدار کے لیے جگہ ہے کہنے کی پھر ادا کیا اس کو اونٹ بہتر اس کے اونٹ سے اور فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح قرض لینے میں گذر چکی ہے اور وجہ دلالت کی اس سے ترجمہ پر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ والے کو اس کے حق سے کچھ زیادہ ہبہ کیا اور نہ شریک ہوا اس کو اس میں غیر اس کا اور یہ پھرنا ہے بخاری سے طرف اس کی کہ حکم ہدیہ اور ہبہ کا ایک ہے۔ وقد تقدم ما فيه (فتح)

۲۴۱۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَكَانَ عَلَى بَكْرٍ صَعْبٍ لِعُمَرَ فَكَانَ يَتَقَدَّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُ أَبُوْهُ يَا عَبْدَ اللهِ لَا يَتَقَدَّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعْنِيْهِ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ لَكَ فَاشْتَرَاهُ ثُمَّ قَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللهِ فَاصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ.

۲۴۱۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور وہ عمر رضی اللہ عنہ کے ایک اونٹ بہت بھڑکنے والے پر سوار تھا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھ جاتا تھا تو ان کے باپ یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اے عبداللہ! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے کوئی نہیں بڑھتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ تو اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ آپ کے لیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خریدا پھر فرمایا کہ وہ تیرے لیے ہے اے عبداللہ سو کر ساتھ اس کے جو کچھ کہ چاہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بیوع میں گذر چکی ہے اور وہ وجہ دلالت کی اس سے ظاہر ہے جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ظاہر ہوا۔ اور اسماعیلی نے اس میں نزاع کی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ امام بخاری نے ارادہ کیا ہے الحاق مشاع کا اس میں ساتھ غیر مشاع کے اور الحاق قلیل کا ساتھ کثیر کے فارق کے نہ ہونے کی وجہ سے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَهَبَ بَعِيْرًا لِّرَجُلٍ وَّهُوَ رَاكِبُهُ فَهُوَ جَائِزٌ وَّقَالَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ وَّكُنْتُ عَلٰى بَكْرٍ صَعْبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بِعْنِيْهِ فَابْتَاعَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ.

جب کوئی کسی مرد کو اونٹ بخشے اور حالانکہ وہ اس پر سوار ہو تو وہ جائز ہے یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور میں ایک اونٹ بہت بھڑکنے والے پر سوار تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو بیچا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تیرے لیے ہے اے عبداللہ۔

فائدہ: یعنی تخلیہ بجائے نقل کے ہے پس ہو گی یہ قبض پس صحیح ہو گا ہبہ اور اس کی توجیہ پہلے گذر چکی ہے۔ (فتح)

فائدہ: یہ حدیث کتاب البیوع میں گذر چکی ہے۔

بَابُ هَدِيَّةِ مَا يُكْرَهُ لُبْسُهَا.

باب ہے بیان میں ہدیہ دینے اس چیز کے کہ مکروہ ہے پہننا اس کا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ کراہت کے عام ہے اس سے کہ تحریم کے لیے ہو یا تنزیہ کے لیے اور ہدیہ دینا اس چیز کا کہ اس کا پہننا جائز نہیں جائز ہے پس تحقیق اس کے مالک کے لیے جائز ہے تصرف کرنا اس میں ساتھ بیع اور ہبہ کے اس کے لیے جس کو اس کا پہننا جائز ہے مانند عورتوں کی اور سمجھا جاتی ہے ترجمہ سے اشارہ منع ہونے کی طرف اس چیز کے کہ نہیں استعمال کی جاتی ہرگز مردوں اور عورتوں کے لیے مانند برتنوں کھانے پینے کے چاندی سونے سے۔ (فتح)

۲۴۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَاٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حُلَّةً سِيَرَآءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اشْتَرَيْتَهَا فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ

۲۴۲۰۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد کے دروازے کے پاس ایک جوڑا ریشمی خط دار یعنی چادر اور تہبند دیکھا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! اگر آپ اس کو خریدیں اور اس کو جمعہ کے دن اور ایلچیوں کے لیے پہنا کریں یعنی جب کہیں سے ایلچی آئے تو بہتر ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ قَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُهَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ ثُمَّ جَآءَتْ حُلَلٌ فَأَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ مِنْهَا حُلَّةً وَّقَالَ أَكَسَوْتَنِيْهَا وَقُلْتَ فِيْ حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ فَقَالَ إِنِّيْ لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخًا لَّهُ بِمَكَّةَ مُشْرِكًا.

فرمایا کہ ریشمی کپڑا تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہو پھر ریشمی جوڑے آئے تو حضرت ﷺ نے ان سے ایک جوڑا عمر رضی اللہ عنہ کو دیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت کیا آپ نے مجھ کو حلہ پہنایا ہے اور آپ نے عطارد کے حلے کے حق میں کہا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو ریشمی حلہ اس لیے نہیں دیا کہ تو اس کو پہنے تو پہنایا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو کہ مکہ میں تھا اور مشرک تھا۔

فائدہ: مناسبت اس کی باب کے ساتھ ظاہر ہے۔(فتح)

۲۴۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَبُوْ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهَا وَجَآءَ عَلِيٌّ فَذَكَرَتْ لَهُ ذٰلِكَ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُ عَلٰى بَابِهَا سِتْرًا مَّوْشِيًّا فَقَالَ مَا لِيْ وَلِلدُّنْيَا فَأَتَاهَا عَلِيٌّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهَا فَقَالَتْ لِيَأْمُرْنِيْ فِيْهِ بِمَا شَآءَ قَالَ تُرْسِلُ بِهٖ إِلٰى فُلَانٍ أَهْلِ بَيْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ.

۲۴۲۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آئے اور ان کے پاس اندر نہ گئے اور علی رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے علی رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ حضرت ﷺ آئے تھے اور بغیر میرے دیکھنے کے پلٹ گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات حضرت ﷺ ذکر کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کے دروازے پر ایک پردہ خط دار دیکھا اور فرمایا کہ مجھ کو دنیا سے کیا غرض ہے پھر علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور حضرت ﷺ کا یہ قول ان سے ذکر کیا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ چاہیے کہ حکم کریں مجھ کو اس میں جو کچھ کہ چاہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھیجے اس کو طرف اہل بیت فلاں کی کہ ان کو اس کی حاجت ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکروہ ہے داخل ہونا اس گھر میں جس میں مکروہ چیز ہو اور مہلب وغیرہ نے کہا کہ مکروہ رکھا حضرت ﷺ نے اپنی بیٹی کے لیے جو کہ مکروہ رکھا اپنے نفس کے لیے جلدی دی جانے ستھری چیزوں کے سے دنیا میں نہ یہ کہ دروازے کا پردہ حرام ہے۔(فتح)

۲۴۲۲۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ

۲۴۲۲۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو ایک جوڑا ریشمی ہدیہ بھیجا تو میں نے حضرت ﷺ کے چہرے میں غصہ دیکھا سو میں نے اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم

عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَهْدٰى إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةَ سِيَرَآءَ فَلَبِسْتُهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَآئِيْ.

کیا یعنی ان کو اوڑھنیاں بنا دیں۔

فائدہ: اور مناسبت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے کہ میں نے آپ کے چہرے میں غصہ دیکھا پس تحقیق دلالت کرتا ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا پہننا اس کے لیے مکروہ جانا باوجود کہ آپ نے اس کو ان کی طرف ہدیہ بھیجا۔ (فتح)

بَابُ قَبُوْلِ الْهَدِيَّةِ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَام بِسَارَةَ فَدَخَلَ قَرْيَةً فِيْهَا مَلِكٌ أَوْ جَبَّارٌ فَقَالَ أَعْطُوْهَا آجَرَ وَأُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيْهَا سُمٌّ وَقَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ أَهْدٰى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَآءَ وَكَسَاهُ بُرْدًا وَكَتَبَ لَهٗ بِبَحْرِهِمْ.

مشرکین سے ہدیہ کا قبول کرنا یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ابرہیم علیہ السلام نے سارہ یعنی اپنی بیوی کے ساتھ ہجرت کی سو ایک گاؤں میں داخل ہوئے جس میں ایک بادشاہ ظالم تھا تو اس نے کہا کہ اس کو خدمت کے لیے آجر دو یعنی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک بکری ہدیہ بھیجی گئی جس میں زہر ملا تھا یعنی اور ابوحمید نے کہا کہ ایلہ کے بادشاہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خچر سفید ہدیہ بھیجی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چادر پہنائی یعنی بطور انعام کے اور اس کے شہر کی حکومت اس کو لکھ دی۔

فائدہ: یعنی جائز ہے اور شاید کے بخاری نے اشارہ کیا ہے کہ جو حدیث مشرک کے ہدیہ کے پھیر دینے میں آئی ہے وہ ضعیف ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مشرک نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدیہ بھیجا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اونٹنی ہدیہ بھیجی گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مشرکین کی جھاگ سے منع ہوا ہوں ترمذی اور ابن خزیمہ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور وارد کی بخاری نے کئی حدیثیں جو جواز پر دلالت کرتی ہیں۔ سو طبری نے تطبیق دی ہے ان کے درمیان بایں طور کہ منع وہ ہے جو خاص آپ کو ہدیہ بھیجا گیا اور جائز وہ ہے جو مسلمانوں کے لیے ہدیہ بھیجا گیا اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ جواز کی دلیلوں کے جملہ سے وہ چیز ہے کہ اس میں خاص آپ کے لیے ہدیہ واقع ہوا ہے۔ اور اس کے غیر نے یہ تطبیق دی ہے کہ منع اس کے حق میں ہے کہ امید کی جائے اس کے ساتھ الفت دینے اس کے کی اسلام پر اور یہ تطبیق قوی تر ہے پہلی تطبیق سے۔ اور بعض

کہتے ہیں کہ قبول کرنا اس کے حق میں محمول ہے جو اہل کتاب سے ہو اور پھیر دینا اس شخص پر ہے جو بت پرست ہو اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے آپ کے سوا کسی حاکم کو اس کا قبول کرنا درست نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ منع کی حدیثیں منسوخ ہیں ساتھ قبول کی حدیثوں سے اور بالعکس دعوی کرتے ہیں اور یہ تینوں جواب ضعیف ہیں پس نسخ نہیں ثابت ہوتا احتمال کے ساتھ اور نہ تحقیق۔

فائدہ: یہ حدیث پوری احادیث الانبیاء میں آئے گی۔ اور وجہ دلالت کی اس سے ظاہر ہے اور وہ مبنی ہے اس پر کہ پہلے لوگوں کی شریعت ہمارے لیے شریعت ہے جب کہ نہ وارد ہوئی ہو ہماری شریعت میں وہ چیز کہ جو اس کے مخالف ہو خاص کر جب کہ ہماری شریعت سے اس کا انکار وارد نہ ہوا ہو۔

فائدہ: یہ حدیث آئندہ آئے گی۔

فائدہ: ایلہ ایک شہر معروف کا نام ہے یعنی سمندر کے کنارے پر اس راہ میں جس سے مصر کے لوگ مکے کو آتے ہیں اور اب وہ خراب اور ویران ہے وہاں کوئی آدمی نہیں بستا۔

٢٤٢٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةُ سُنْدُسٍ وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ الْحَرِيْرِ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا. وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ إِنَّ أُكَيْدِرَ دُوْمَةَ أَهْدٰى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۴۲۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو ایک جبہ سندس کا ہدیہ بھیجا گیا اور حضرت ﷺ ریشم کے استعمال کرنے سے منع فرماتے تھے تو لوگوں نے اس سے تعجب کیا تو فرمایا کہ قسم اس کی جس کے بازو میں میری جان ہے کہ البتہ بہشت میں سعد بن معاذ کا رومال اس سے عمدہ اور نرم تر ہے اور سعید نے قتادہ سے روایت کی کہ انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ اکیدر دومہ نے حضرت ﷺ کو ہدیہ بھیجا۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی۔ اور مراد بخاری کی بیان کرنا اس شخص کا ہے جس نے ہدیہ بھیجا حضرت ﷺ کو تاکہ ظاہر ہو مطابقت اس کی ترجمہ کے ساتھ۔

فائدہ: دومہ ایک شہر کا نام حجاز اور شام کے درمیان قریب تبوک کے اس میں کھجوریں ہیں اور کھیتی ہے اور قلعہ دس منزل ہے مدینے سے اور اکیدر اس کا بادشاہ تھا نصرانی مذہب رکھتا تھا حضرت ﷺ نے خالد کو کچھ لشکر دے کر بھیجا وہ اس کو قید کر کے لے آئے اس نے جزیہ دینا قبول کیا تو حضرت ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا۔ (فتح)

٢٤٢٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُوْدِيَّةً أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَسْمُوْمَةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَجِيْءَ بِهَا فَقِيْلَ أَلَا نَقْتُلُهَا قَالَ لَا فَمَا زِلْتُ أَعْرِفُهَا فِيْ لَهَوَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۴۲۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت حضرت ﷺ کے پاس ایک بکری بھنی ہوئی لائی جس میں زہر ملا تھا حضرت ﷺ نے اس سے کھایا پھر لوگ اس کو پکڑ لائے تو انہوں نے کہا کہ کیا ہم اس کو مار نہ ڈالیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہمیشہ حضرت ﷺ کے تالو میں اس کا اثر پاتا تھا یعنی کبھی کبھی حضرت ﷺ اس کی تاثیر سے بیمار ہو جاتے تھے یا آپ کے چہرے میں اس کی تاثیر پاتا تھا باسبب متغیر ہونے رنگ اس کے کے زہر کی تاثیر سے۔

٢٤٢٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِيْنَ وَمِائَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ طَعَامٌ فَإِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ أَوْ نَحْوُهُ فَعُجِنَ ثُمَّ جَآءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌّ طَوِيْلٌ بِغَنَمٍ يَسُوْقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعًا أَمْ عَطِيَّةً أَوْ قَالَ أَمْ هِبَةً قَالَ لَا بَلْ بَيْعٌ فَاشْتَرٰى مِنْهُ شَاةً فَصُنِعَتْ وَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَوَادِ الْبَطْنِ أَنْ يُشْوٰى وَ ايْمُ اللّٰهِ مَا فِي الثَّلَاثِيْنَ وَالْمِائَةِ إِلَّا قَدْ حَزَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ حُزَّةً مِنْ سَوَادِ بَطْنِهَا إِنْ كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهَا إِيَّاهُ وَ إِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَأَ لَهُ فَجَعَلَ

۲۴۲۵۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سوتیس آدمی تھے یعنی سفر میں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی کے پاس کچھ اناج ہے پس ناگہاں ایک مرد کے پاس ایک صاع یا مانند اس کی اناج تھا یعنی آٹا پس گوندھا گیا پھر ایک مشرک مرد پراگندہ بال دراز قد بکریاں ہانکتا لایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو بیچتا ہے یا ہبہ کرتا ہے اس نے کہا نہیں بلکہ بیچتا ہوں تو حضرت ﷺ نے اس سے ایک بکری خریدی پھر وہ ذبح کی گئی اور حضرت ﷺ نے کلیجے کے بھوننے کا حکم دیا اور قسم ہے اللہ کی کہ ایک سوتیس آدمی میں کوئی نہ تھا مگر کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس کے کلیجے سے ایک ٹکڑا کاٹ کر دیا اگر حاضر تھا تو خود اس کو دیا اور اگر غائب تھا تو اس کے لیے رکھ چھوڑا۔ پھر اس کے گوشت سے دو کاسے بھرے تو سب نے کھایا اور ہم آسودہ ہوئے اور دونوں کاسوں میں کچھ گوشت باقی رہا سو ہم نے اس کو اونٹ پر اٹھایا۔

مِنْهَا قَصْعَتَيْنِ فَأَكَلُوْا أَجْمَعُوْنَ وَشَبِعْنَا فَفَضَلَتِ الْقَصْعَتَانِ فَحَمَلْنَاهُ عَلَى الْبَعِيْرِ أَوْ كَمَا قَالَ.

فائدہ: احتمال ہے کہ سب نے اکٹھے ہو کر دونوں پیالوں پر کھایا ہو پس اس میں دوسرا معجزہ ہوگا کہ ان میں سب لوگوں کے ہاتھ یکبارگی سما گئے اور احتمال ہے کہ انہوں نے اس سے فی الجملہ کھایا عام تر اجتماع اور افتراق سے۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرک کے ہدیے کا قبول کرنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو بیچتا ہے یا ہدیہ دیتا ہے۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ جو کہتا ہے کہ بت پرست کے ہدیے کو نہ قبول کیا جائے اور کتابی کے ہدیے کو قبول کیا جائے تو اس کا قول فاسد ہے اس لیے کہ یہ گنوار بت پرست تھا۔ اور اس میں اچھا سلوک کرنا ہے ضرورت کے وقت اور ظاہر ہونے برکت کے وقت جمع ہونے کھانے پر اور قسم کھانی ہے تاکید خبر کے لیے اگرچہ مخبر صادق ہو۔ اور اس میں معجزہ ظاہر اور نشانی باہرہ کہ جو اناج صاع کی مقدار سے کم تھا وہ بہت ہو گیا اور اسی طرح گوشت بھی بہت ہو گیا یہاں تک کہ اتنے آدمیوں نے کھایا اور پھر بچ بھی گیا۔ (فتح)

بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْمُشْرِكِيْنَ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾.

مشرکین کو ہدیہ بھیجنے کا بیان یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں منع کرتا تم کو اللہ ان لوگوں سے کہ نہیں لڑتے تم سے امر دین میں اور نہیں نکالتے تم کو اپنے گھروں سے یہ کہ نیکی کرو ان کے ساتھ اور عدل کرو طرف ان کی ساتھ پورا کرنے وعدے کے تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو۔

فائدہ: اور مراد اس سے بیان اس شخص کا ہے جس کے ساتھ ان میں سے نیکی کرنی جائز ہے اور یہ کہ ہدیہ دینا مشرک نہ مطلق منع ہے اور نہ مطلق ثابت ہے پھرنے کی اور صلہ رحمی اور احسان کرنا محبت اور دوستی کو مستلزم نہیں جس کی ممانعت آ چکی ہے اس آیت میں کہ نہ پائے تو ان لوگوں کو جو اللہ اور آخرت کے دن کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں کہ دوست رکھیں اس شخص کو جو اللہ اور رسول کو دشمن رکھے اس لیے کہ وہ عام ہے اس کے حق میں جو لڑے اور جو نہ لڑے۔ (فتح)

۲۴۲۶۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأٰى عُمَرُ حُلَّةً عَلٰى رَجُلٍ تُبَاعُ فَقَالَ

لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَعْ هٰذِهِ الْحُلَّةَ تَلْبَسُهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَإِذَا جَآئَكَ الْوَفْدُ فَقَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذَا مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا بِحُلَلٍ فَأَرْسَلَ إِلٰى عُمَرَ مِنْهَا بِحُلَّةٍ فَقَالَ عُمَرُ كَيْفَ أَلْبَسُهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيْهَا مَا قُلْتَ قَالَ إِنِّيْ لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا تَبِيْعُهَا أَوْ تَكْسُوْهَا فَأَرْسَلَ بِهَا عُمَرُ إِلٰى أَخٍ لَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ.

۲۴۲۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کے پاس ایک جوڑا ریشمی بکتا دیکھا تو انہوں نے حضرت ﷺ سے کہا کہ آپ اس جوڑے کو خرید لیں کہ اس کو جمعہ کے دن پہنا کریں اور جب کہ آپ کے پاس ایلچی آئیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ریشمی کپڑا تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہو پھر حضرت ﷺ کے پاس اس قسم کے جوڑے لائے گئے تو آپ نے ان میں سے ایک جوڑا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کو کس طرح پہنوں اور حالانکہ آپ نے اس سے منع کیا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر میں نے اس کو تیرے پاس اس لیے نہیں بھیجا کہ تو اس کے پہنے بلکہ بیچ تو اس کو یا پہنائے کسی کو۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے بھائی کی طرف مکہ میں بھیجا پہلے اس سے کہ مسلمان ہو۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہاں اس قول سے یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے بھائی کی طرف مکے میں بھیجا اس سے کہ مسلمان ہو اور یہ بھائی ان کا ماں کی طرف سے تھا یا رضاعی بھائی تھا۔ (فتح)

۲٤۲۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّيْ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُ أُمِّيْ قَالَ نَعَمْ صِلِيْ أُمَّكِ.

۲۴۲۷۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری ماں میرے پاس آئی اور وہ مشرک تھی حضرت ﷺ کے زمانہ میں سو میں نے حضرت ﷺ سے حکم پوچھا اور حالانکہ وہ اسلام سے منہ پھیرنے والی ہے کہ کیا پس میں اس سے سلوک کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اپنی ماں سے سلوک کر۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر رشتہ دار کے ساتھ مال وغیرہ سے اچھا سلوک کیا جائے جیسا کہ مسلمان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہے اور اس سے استنباط کیا جاتا ہے کہ واجب ہے نفقہ ماں یا کافر کا اگرچہ اولاد مسلمان ہو اور

یہ کہ جائز ہے معاملہ کرنا اہل حرب سے بیچ وقت امن کے اور سفر کرنا قربت والے کی زیارت کے لیے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم قتل کی آیت سے منسوخ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آیت ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾ الایۃ اس کے حق میں اتری اور بعض کہتے ہیں کہ مشرکین کے حق میں اتری جو مسلمانوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے تھے اور ان دونوں میں منافات نہیں اس لیے کہ سبب خاص ہے اور لفظ عام ہے پس شامل ہوگا ہر اس شخص کو کہ اسماء کی ماں کے معنی میں ہو۔ (فتح)

بَابُ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَّرْجِعَ فِيْ هِبَتِهٖ وَصَدَقَتِهٖ.

نہیں حلال ہے کسی کو کہ اپنے ہبہ اور صدقہ میں رجوع کرے۔

فائدہ: اسی طرح یقین کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے اس مسئلہ میں دلیل کے قوی ہونے کی وجہ سے اس کے نزدیک اس میں اور باب الهبة للوالدين پہلے گذر چکا ہے کہ اس نے اشارہ کیا ہے ترجمہ میں کہ باپ کو اپنی اولاد کے ہبہ میں رجوع کرنا درست ہے پس ممکن ہے کہ اس کے نزدیک باپ کو رجوع کرنا صحیح ہے ہو اگرچہ بغیر عذر کے حرام ہے۔ اور اختلاف کیا ہے خلف نے اصل مسئلہ میں اور ہم نے ان کے مذاہب کی تفصیل کی طرف اشارہ کیا ہے اور نہیں فرق ہے حکم میں ہدیہ اور ہبہ کے درمیان مگر صدقہ میں اتفاق کیا ہے انہوں نے اس پر کہ نہیں جائز ہے رجوع کرنا بیچ اس کے بعد قبض کے۔ (فتح)

۲۴۲۸۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَّشُعْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهٖ.

۲۴۲۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی دی چیز کا پھیر لینے والا کتے کی مثل ہے کہ اپنی قے کو پھر نگل جاتا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نہیں جانتا قے کو مگر حرام۔

۲۴۲۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ الَّذِيْ يَعُوْدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَرْجِعُ فِيْ قَيْئِهٖ.

۲۴۲۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں لائق ہے ہم کو مثل بری اپنی بخشی چیز کا پھیر لینے والا کتے کی مثل ہے کہ اپنی قے کو پھر نگل جاتا ہے۔

فائدہ: یہ جوفرمایا کہ نہیں لائق ہم کو مثل بری تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم مسلمانوں کے گروہ کو لائق نہیں کہ متصف ہوں ساتھ بری صفتوں کے کہ مشابہ ہوں ہم کو اس میں خسیس تر حیوانوں کا اخس حالات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ آخرت کے ساتھ ایمان نہیں لاتے ان کے لیے بری مثل ہے اور اللہ کے لیے بلند مثل ہے اور شاید یہ بلیغ تر ہے جھڑک میں اس سے اور زیادہ تر دلالت کرنے والا ہے تحریم پر اس سے کہ اگر کہتے مثلا کہ ہبہ کو پھیر نہ لو جمہور علماء کا مذہب ہے کہ ہبہ میں قبض کے بعد رجوع کرنا حرام ہے مگر باپ کو اپنے بیٹے کہ ہبہ میں جائز ہے تطبیق دینے کے لیے اس حدیث میں اور نعمان کی حدیث میں جو پہلے گذر چکی ہے اور طحاوی نے کہا کہ آپ کا قول لا یحل تحریم کو لازم نہیں پکڑتا اور وہ اس حدیث کی طرح ہے کہ نہیں حلال ہے صدقہ مال دار کے لیے بلکہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں حلال ہے اس کے لیے اس لیے کہ وہ حلال ہے اس کے غیر کے لیے صاحب حاجت سے اور مراد مبالغہ کرنا کراہت میں ہے۔ اور قول آپ کا كَالْعَآئِدِ فِيْ قَيْئِهٖ اگرچہ تحریم کا تقاضہ کرتا ہے قے کے حرام ہونے کی وجہ سے لیکن كَالْكَلْبِ کا لفظ جو دوسری روایت میں آچکا ہے دلالت کرتا ہے اس کے نا حرام ہونے اس لیے کہ کتا مکلف نہیں پس نہیں ہے قے ان پر حرام اور مراد بچنا ہے فعل سے کہ کتے کے مشابہ ہو اور تعاقب کیا گیا اس کے ساتھ کہ یہ تاویل بعید ہے اور حدیثوں کا سیاق اس کے مخالف ہے اس طرح کہ شرع کی عرف میں ایسی چیزوں سے مراد مبالغہ ہوتا ہے جھڑک نہیں۔ (فتح)

۲۴۳۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَضَاعَهُ الَّذِيْ كَانَ عِنْدَهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ مِنْهُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ وَاحِدٍ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهِ.

۲۴۳۰۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنا گھوڑا اللہ کی راہ میں کسی کو چڑنے کے لیے دیا تو اس نے اس کو ضائع کیا یعنی چارہ نہ دیا دبلا کر ڈالا سو میں نے چاہا کہ وہ مول لے اس کا اور میں نے گمان کیا کہ وہ اس کو سستا بیچتا ہے تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت مول لے اگرچہ وہ تجھ کو ایک درہم سے دے۔ سو بے شک اپنے صدقے کا پھیر لینے والا کتے کی مثل ہے کہ اپنی قے کو پھر نگل جاتا ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ میں نے اپنا گھوڑا اس کو چڑنے کے لیے دیا ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ملک کر دیا تھا تاکہ اس کے ساتھ جہاد کرے اس لیے کہ اگر چڑہانا بند کرنے کا ہوتا تو اس کا بیچنا اس کو جائز نہ ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اس حالت کو پہنچا تھا کہ نہیں ممکن تھا فائدہ اٹھانا اس کے ساتھ اس چیز میں کہ حبس کیا تھا اس کے بیچ اس کے اور وہ محتاج ہے اس کے ثابت ہونے کی طرف اور دلالت کرتا ہے اس کے مالک کرنے پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول

اَلْعَائِدُ فِیْ هِبَتِهٖ اور اگر حبس یہ کہ صرف اس سے فائدہ اٹھائیں اور بیع وغیرہ کے ساتھ اس میں تصرف نہ کرے یا وقف ہوتا تو یوں فرماتے اپنے حبس میں یا وقف میں بنا بر اس کے پس سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے۔ وقف پس نہیں حجت ہے اس میں اس کے لیے جو وقف کی بیع کو جائز رکھتا ہے جب اس نہایت کو پہنچے کہ ناممکن ہو فائدہ اٹھانا اس سے اس چیز میں کہ اس کو اس میں وقف کیا اور خرید نے کو رجوع نام رکھا تو اس لیے کہ عادت جاری ہے کہ ایسے وقت میں خریدار کو سستی چیز ملتی ہے پس جتنی مقدار میں اس کو سستی چیز ملتی ہے اتنی مقدار میں رجوع بولا گیا اور اشارہ کیا سستی ہونے کی طرف ساتھ اپنے قول کے کہ اگر چہ وہ تجھ کو ایک درہم سے دے اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ بائع اس کا مالک ہو گیا تھا۔ اور اگر حبس کرنے والا ہوتا تو نہ ہوتا اس کے لیے یہ کہ بیچے اس کو مگر زیادہ قیمت کے ساتھ اور نہ آسان جانتا چھوڑنا کسی چیز کا اس سے اگر چہ مشتری وہی حبس کرنے والا ہوتا۔ اور اسماعیلی نے اس پر شبہ کیا ہے اور کہا کہ جب شرط واقف کرنے والے کی یہ ہے کہ نہ بیچا جائے اصل اس کا اور نہ ہبہ کیا جائے تو کس طرح جائز ہو بیچنا گھوڑے موہوب کا اور کس طرح نہ منع کیا گیا بائع اس کا پس شاید معنی اس کے یہ ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو صدقہ ٹھہرایا تھا کہ جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مناسب جانیں اس کو دیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد کو دیا پس جاری ہوا اس سے جو مذکور ہوا۔ اور تعلیل مذکور سے سمجھا جاتا ہے کہ اگر اپنے مول سے زیادہ مول کے ساتھ بیچا جائے تو اس کو نہی مذکور شامل نہ ہوگی۔ اور حمل کیا ہے جمہور نے اس نہی کو خریدنے کی صورت میں نہی تنزیہی پر۔ اور ایک قوم نے اس کو تحریم پر حمل کیا ہے۔ پھر قرطبی وغیرہ نے کہا کہ یہی ظاہر ہے پھر زجر مذکور مخصوص ہے ساتھ مذکورہ صورت کے اور جو اس کے مشابہ ہے نہ جب کہ رد کرے اس کو اس کی طرف میراث مثلا یعنی میراث کی وجہ سے اس کو ہاتھ آئے اور طبری نے کہا کہ خاص کیا جاتا ہے عموم اس حدیث میں وہ شخص کہ ہبہ کرے ساتھ شرط ثواب کے اور جو باپ ہو اور اس کی اولاد موہوب ہو اور ہبہ کہ نہیں قبض کیا گیا اور جس کو میراث ہبہ کرنے والے کی طرف رد کرے حدیثوں کے ثابت ہونے کی وجہ سے ساتھ مخصوص ہونے ان تمام صورتوں کے لیکن جو اس کے سوا ہے مانند مال دار کی کہ بدلہ دے فقیر کو اور مانند اس شخص کی کہ صلہ رحمی کرے تو نہیں رجوع ان کے لیے۔ اور جس میں مطلق رجوع نہیں وہ صدقہ ہے کہ ارادہ کیا جائے اس کے ساتھ آخرت کے ثواب کا۔ اور اگر کوئی کہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی نیکی کو ظاہر کیوں کیا اور حالانکہ چھپانا اس کا ارجح تھا تو جواب اس کا یہ ہے کہ شاید جس شخص کو انہوں نے اونٹ دیا تھا اس نے اس کو مشہور کر دیا تھا پس دور ہوا چھپانا اور ظاہر ہے محل کتمان کا تو صرف فعل کے وقت یا اس سے پہلے ہے۔ اور احتمال ہے کہ محل ترجیح کتمان کا اس وقت ہو جب کہ اپنے نفس پر ریا اور خود پسندی کا خوف کرے اور جب اس سے امن ہو مانند امر کی تو نہیں۔ (فتح)

٢٤٣١۔ بَابُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ

۲۴۳۱۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صہیب کے بیٹوں نے جو بنی جدعان کا آزاد کیا ہوا غلام تھا دعویٰ کیا

أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ بَنِيْ صُهَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ جُدْعَانَ ادَّعَوْا بَيْتَيْنِ وَحُجْرَةً أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَى ذٰلِكَ صُهَيْبًا فَقَالَ مَرْوَانُ مَنْ يَّشْهَدُ لَكُمَا عَلٰى ذٰلِكَ قَالُوا ابْنُ عُمَرَ فَدَعَاهُ فَشَهِدَ لَأَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُهَيْبًا بَيْتَيْنِ وَحُجْرَةً فَقَضٰى مَرْوَانُ بِشَهَادَتِهِ لَهُمْ.

دو گھر کا اور ایک حجرہ کا کہ حضرت ﷺ نے یہ صہیب یعنی ہمارے باپ کو دیا تھا تو مروان نے کہا کہ کون ہے کہ گواہی دے تمہارے لیے اس پر انہوں نے کہا کہ ابن عمر۔ تو مروان نے اس کو بلایا تو اس نے گواہی دی بے شک حضرت ﷺ نے دو گھر اور ایک حجرہ دیا تو مروان نے ان کی گواہی سے حکم کیا۔

فائدہ: یہ باب بجائے فصل کے پہلے باب سے اور مناسبت اس کی پہلے باب کے ساتھ یہ ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے بعد ثبوت ہونے عطا حضرت ﷺ کے لیے صہیب کے نہ تفصیل پوچھی کہ کیا رجوع کیا تھا یا نہیں پس معلوم ہوا کہ ہبہ میں رجوع نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَا قِيْلَ فِي الْعُمْرٰى وَالرُّقْبٰى أَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمْرٰى جَعَلْتُهَا لَهُ. ﴿اسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا﴾ جَعَلَكُمْ عُمَّارًا.

باب بیان ہے اس چیز کا کہ وارد ہوئی ہے بیچ عمرے اور رقبے کے۔ یعنی میں نے اس کو عمر بھر کو گھر دیا پس یہ ہے معنی عمریٰ کا یعنی میں نے اس کو اس کی ملک کر دیا۔ یعنی اِسْتَعْمَرَكُمْ کے معنی جو قرآن میں واقع ہیں یہ ہیں کہ تم کو عمارت کرنے والے ٹھہرایا یعنی آباد کرنے والے زمین کو۔

فائدہ: عمریٰ اس کو کہتے ہیں کہ ایک شخص اپنا مکان کسی کو دے اس طرح کہ یہ مکان میں نے تجھ کو تیری عمر تک دیا اور رقبیٰ یہ ہے کہ کہے کہ میں یہ مکان تجھ کو دیتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ اگر میں تجھ سے پہلے مروں تو یہ مکان تیرے ہی پاس رہے اور اگر تو مجھ سے پہلے مرے تو پھر آئے میری طرف۔ اور یہ لوگ جاہلیت کے وقت کیا کرتے تھے۔ اور جمہور اس پر ہیں کہ عمریٰ جب واقع ہو تو لینے والے کی ملک ہو جاتا ہے اور پہلے کی طرف نہیں پھرتا مگر یہ کہ صریحاً اس کی شرط لگائے اور نیز جمہور کا یہ مذہب ہے کہ عمریٰ صحیح ہے مگر جو بعض لوگوں سے اور داود اور ایک گروہ سے محکی ہے لیکن ابن حزم اس کی صحت کا قائل ہے اور وہ شیخ ہے۔ ظاہر یہ کہ پھر اختلاف کیا ہے انہوں نے کہ کس طرف متوجہ ہوتی ہے جمہور کہتے ہیں کہ گردن کی طرف متوجہ ہوتی ہے یعنی لینے والا اس کی گردن کا مالک ہو جاتا ہے مانند تمام ہبوں کی یہاں تک کہ اگر عمریٰ دیا گیا غلام ہو اور موہوب لہ اس کو آزاد کر دے تو جاری ہوتی ہے آزادی بخلاف

واہب کے کہ اس کے آزاد کرنے سے آزاد نہیں ہوتا۔اور بعض کہتے ہیں کہ لینے والا منفعت کا مالک ہوتا ہے گردن کا نہیں ہوتا اور یہی قول مالک رحمہ اللہ کا ہے اور شافعی رحمہ اللہ کا ہے کہ قدیم میں اور اس کے ساتھ عاریت یا وقف کا معاملہ کیا جاتا اس میں مالکیہ کے نزدیک دو روایتیں ہیں اور حنفیہ سے روایت ہے کہ تملیک عمریٰ میں متوجہ ہوتی ہے گردن کی طرف اور رقبیٰ میں منفعت کی طرف اور ان سے یہ روایت بھی ہے کہ رقبیٰ باطل ہے ۔اور قول بخاری رحمہ اللہ کا اَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمْرٰی جَعَلْتُهَا لَهٗ اشارہ کیا ہے اس کے ساتھ اس کے اصل کی طرف اور جعل کا لفظ بولا اس لیے کہ وہ دیکھتا ہے کہ وہ موہوب لہ کے ملک ہو جاتا ہے مانند جمہور کے قول کے ۔اور نہیں دیکھتا کہ وہ عاریت ہے کماسیاتی تصریحه بذالك۔ (فتح)

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ تمہاری عمر دراز کی اور بعض کہتے ہیں کہ تم کو اس کی امارت میں اجازت دی ۔(فتح)

۲۴۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرٰى أَنَّهَا لِمَنْ وُّهِبَتْ لَهٗ.

۲۴۳۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ عمریٰ کے کہ وہ اس کے لیے ہے کہ جس کو بخشا گیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں زہری سے ہے کہ جو شخص کے اس کے لیے عمریٰ کیا گیا اور اس کے وارثوں کے اور تحقیق وہ شخص اس کے لیے جس کو عمریٰ دیا گیا یعنی اس کے ملک ہو جاتا ہے دینے والے یعنی مالک کی طرف نہیں پھرتا اس لیے کہ دینے والے نے دیا کہ واقع ہوئی اس میں میراث یعنی لینے والا اس کا مالک ہو جاتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے وارثوں کو پہنچے گا دینے والے کی طرف رجوع نہیں کرے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے قول نے اس کا حق کاٹ دیا اور وہ اس کے لیے کہ عمریٰ دیا گیا اس کے وارثوں کے لیے کہ اس میں علت کا ذکر نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جس عمریٰ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھا ہے یہ ہے کہ کہے مالک کہ یہ عمریٰ تیرے لیے ہے اور تیرے وارثوں کے لیے ہے اور جب مطلق کہے کہ یہ عمریٰ تیرے لیے ہے جب تک جو زندہ رہے تو پس وہ عمریٰ پھر آتا ہے لینے والے کی طرف ۔اور ایک روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا کہ اپنے مالوں کو اپنے پاس روک رکھو اور ان کو فاسد نہ کرو پس تحقیق شان یہ ہے کہ جو شخص کہ دیتا ہے کسی کو بطور عمریٰ کے پس وہ عمریٰ اس شخص کے لیے کہ عمریٰ کیا گیا حالت زندگی میں اور حالت موت میں اور اس کی اولاد کے لیے پس ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عمریٰ تین قسم کا ہے ایک یہ کہ کہے کہ وہ تیرے لیے ہے اور تیری اولاد کے لیے ہے اور یہ اس میں صریح ہے کہ یہ موہوب لہ کے لیے ہے اور اس کی اولاد کے لیے ہے ۔اور دوسری قسم یہ ہے کہ تیرے لیے ہے جب تک کہ تو زندہ رہے اور جب تو مر جائے تو میری طرف لوٹ آئے گا پس عاریت موقتہ ہے یعنی ایک وقت معین تک اور صحیح ہے ۔پس

جب مرجائے تو لوٹ آتا ہے دینے والے کی طرف اور یہ دونوں قسم زہری کی روایت سے معلوم ہوتی ہیں اور یہی اکثر علماء کا قول ہے۔اور اس کو ترجیح دی ہے اس کو شافعیوں کی ایک جماعت نے اور ان کے اکثر کے نزدیک اصح یہ ہے کہ وہ دینے والے کی طرف نہیں لوٹتا اور ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ شرط فاسد ہے پس لغو ہوگی اور اس کی حجت ہم باب کے آخر میں ذکر کریں گے۔تیسری قسم یہ کہ مطلق کہے کہ میں نے یہ مکان تجھ کو عمر بھر کے لیے دیا اور ابو زبیر کی روایت دلالت کرتی ہے کہ اس کا حکم پہلی قسم کی طرح ہے اور یہ کہ وہ دینے والے کی طرف نہیں پھرتا اور یہی قول جمہور کا ہے اور یہی جدید قول ہے امام شافعی رالٹیلیہ کا اور قدیم میں کہا کہ یہ عقد اصل سے باطل ہے اور ایک روایت اس سے امام مالک کے قول کی مانند ہے اور نسائی نے روایت کی ہے کہ قتادہ نے حکایت کی کہ سلیمان بن ہشام نے فقہاء سے یہ مسئلہ پوچھا یعنی مطلق ہونے کی صورت میں تو ذکر کیا اس کے لیے قتادہ نے حسن وغیرہ سے اور ذکر کی اس کے لیے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ وہ جائز ہے۔

تنبیہ:باب باندھا ہے امام بخاری رالٹیلیہ نے رقبیٰ کے ساتھ اور نہیں ذکر کیا مگر دو حدیثوں کو جو عمریٰ میں وارد ہیں اور شاید کہ اس کے نزدیک دونوں کا ایک ہی معنی ہیں۔اور یہ قول جمہور کا ہے اور امام ابو حنیفہ اور مالک اور محمد کا یہ مذہب ہے کہ رقبیٰ منع ہے اور ابو یوسف جمہور کے موافق ہے اور ایک روایت میں ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے رقبیٰ اور عمریٰ سے اور رقبیٰ یہ ہے کہ کہے آدمی آدمی کے لیے کہ وہ تیرے لیے ہے عمر تیری اور اس میں اختلاف ہے کہ نہی کس چیز کی طرف متوجہ ہوتی ہے اظہر یہ ہے کہ وہ حکم کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ متوجہ ہے صرف جاہلی لفظ کی طرف اور حکم منسوخ کی۔اور بعض کہتے ہیں کہ نہی سوائے اس کے نہیں کہ منع کرتی ہے صحت اس چیز کو کہ فائدہ دے منہی عنہ کو پورا فائدہ۔رہی یہ بات کہ جب کہ ہو صحت منہی عنہ کو ضرر اور اس کے مرتکب پر تو نہیں منع کرتا ہے صحت اس کی کو مانند طلاق کی حالت حیض میں۔اور صحت عمریٰ ضرر ہے معمر پر اس لیے کہ اس کی ملک دور ہوتی ہے اس سے بغیر عوض کے اور یہ سب اس وقت ہے جب کہ نہی کو تحریم پر محمول کیا جائے اور کراہت پر محمول کیا جائے تو اس کی حاجت نہیں اور قرینہ پھیرنے والا وہ ہے جو حدیث کے آخر میں مذکور ہے اس کے حکم کے بیان کرنے سے اور تصریح کرنا ہے اس کے ساتھ اس کا قول کہ عمریٰ جائز ہے اور بعض حذاق نے کہا کہ اجازت عمریٰ اور رقبیٰ کی بعید ہے قیاس اصول سے لیکن حدیث مقدم ہے۔اور اگر مراد منفعت ہوتی جیسا کہ مالک کہتے ہیں تو اس سے منع نہ ہوتا اور ظاہر یہ ہے کہ ساتھ اس کے مقصود عرب کا مگر مالک کرنا گردن کا شرط مذکورہ کے ساتھ۔(فتح) پس آئی شرح ان کے ناک کے خاک آلودہ کرنے کی پس صحیح کیا عقد کو اوپر لغت ہبہ محمودہ کے اور باطل کیا شرط کو جو مخالف تھی اس کے لیے پس وہ مشابہ ہے رجوع کو ہبہ میں اور تحقیق صحیح ہو چکی ہے نہی اس سے۔اور تشبیہ دیا گیا کتے کے ساتھ کہ اپنی قے کو پھر نگل جائے اور ایک روایت ہے کہ عمریٰ اس کے لیے ہے جس کو عمریٰ دیا گیا اور رقبیٰ اس کے لیے کہ جس کو رقبیٰ دیا گیا اور اپنی دی چیز کو لینے

والا اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قے کو چاٹے۔ پس شرط رجوع کی جو مقارن ہو عقد کے لیے رجوع کی طرح ہے جو بعد عقد کے ہو پس منع ہوا اس سے اور حکم ہوا کہ یا تو اس کو مطلق باقی رکھے یا اس کو مطلق نکال دے۔ اور اگر اس کو اس برخلاف نکالے تو شرط باطل ہوگی اور عقد صحیح ہوگا اس کی ناک کے خاک آلودہ کرنے کے لیے۔ اور وہ مانند باطل کرنے شرط ولا کی ہے اس کے لیے جو غلام بیچے۔ کماتقدم فی قصة بریرة (فتح)

۲۴۳۳۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنِي النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرٰى جَآئِزَةٌ. وَقَالَ عَطَاءٌ حَدَّثَنِي جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

۲۴۳۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمریٰ جائز ہے۔

فائدہ: سمجھا ہے قتادہ نے اور حالانکہ وہ حدیث کا راوی ہے اس اطلاق سے وہ چیز کہ میں نے اس سے حکایت کی یعنی اطلاق کی صورت میں عمریٰ دینے والے کے ملک سے نکل جاتا ہے اس کے مرنے کے بعد دینے والے کی طرف پھر نہیں آتا اور حمل کیا ہے اس کو زہری نے تفصیل مذکورہ پر۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اسْتَعَارَ مِنَ النَّاسِ الْفَرَسَ وَالدَّآبَّةَ وَغَيْرَهَا.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو لوگوں سے گھوڑا اور چوپایہ وغیرہ مانگے۔

فائدہ: عاریت کے معنی شرع میں ہے منافع کا بخشنا ہے سوائے گردن کے۔ اور جائز ہے وقت معین کرنا اس کے لیے اور عاریت کا حکم یہ ہے کہ اگر عاریت لینے والے کے ہاتھ میں تلف ہو جائے تو اس کا ضامن ہوتا ہے مگر اس چیز میں جب کہ ہو یہ وجہ سے کہ اجازت دی گئی ہو اس میں، یہ قول جمہور کا ہے اور مالکیہ اور حنفیہ سے یہ ہے کہ اگر تعدی نہ کرے تو ضامن نہیں ہوتا اور اس باب میں بہت حدیثیں آچکی ہیں ان میں سب سے مشہور یہ حدیث ہے کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاریت کی جائے یعنی اس کا مالک پہنچانا واجب ہے اور ضامن ضمان پھیرنے والا ہے یعنی جو کوئی کسی کے قرض وغیرہ کا ضامن لازم ہے اس کو اس کا ادا کرنا۔ روایت کی یہ حدیث ابو داود وغیرہ نے اور اس کے ساتھ استدلال کرنے میں نظر ہے اور اس میں دلالت نہیں ضمانت پھیرنے پر اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ حکم کرتے ہیں تم کو یہ کہ ادا کرو امانتوں کو ان کے مالکوں کی طرف۔ اور جب تلف ہو جائے تو نہیں لازم ہے پھیر دینا اس کا۔ ہاں ثمرہ سے روایت ہے کہ ہاتھ پر ہے وہ چیز کہ لی یہاں تک کہ اس کو ادا کرے پس یہ حدیث ثابت ہو تو اس میں حجت ہے جمہور کے لیے۔ (فتح)

٢٤٣٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِينَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا مِّنْ أَبِي طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ الْمَنْدُوبُ فَرَكِبَ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ وَّجَدْنَاهُ لَبَحْرًا.

۲۴۳۴۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار مدینہ میں دشمن کا ڈر ہوا تو حضرت ﷺ سے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے عاریت گھوڑا لیا اس کو مندوب کہا جاتا تھا۔سو اس پر سوار ہو کر گئے یعنی جس طرف سے دشمن کا خوف معلوم ہوا تھا سو جب پھرے تو فرمایا کہ ہم نے تو کچھ نہیں دیکھا اور اس گھوڑے کا قدم توڑ دریا پایا۔

فائدہ:اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی سے گھوڑا وغیرہ عاریتا لینا درست ہے۔

بَابُ الْاِسْتِعَارَةِ لِلْعَرُوْسِ عِنْدَ الْبِنَآءِ.

شادی نکاح کے وقت دلہن کے لیے کپڑا مانگنا یعنی نکاح کرنے کے وقت۔

٢٤٣٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَعَلَيْهَا دِرْعُ قِطْرٍ ثَمَنُ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ فَقَالَتْ: ارْفَعْ بَصَرَكَ إِلٰى جَارِيَتِي انْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهَا تُزْهٰى أَنْ تَلْبَسَهُ فِي الْبَيْتِ وَقَدْ كَانَ لِي مِنْهُنَّ دِرْعٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ تُقَيَّنُ بِالْمَدِينَةِ إِلَّا أَرْسَلَتْ إِلَيَّ تَسْتَعِيرُهُ.

۲۴۳۵۔ایمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور اس پر ایک کرتا موٹے کپڑے کا تھا کہ اس کا مول پانچ درہم تھا تو اس نے کہا کہ اپنی آنکھ اٹھا کر میری لونڈی کو دیکھ کہ وہ تکبر کرتی ہے کہ اس کو گھر میں پہنے اور حضرت ﷺ کے وقت ان میں سے میرے پاس ایک کرتا تھا سو مدینہ میں کوئی عورت زینت نہ کی جاتی تھی مگر کہ وہ کسی کو میرے پاس بھیجتی تھی کہ اس کو عاریت لے۔

فائدہ:اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دولہن کے لیے کپڑا عاریتا لینا معمول کا عمل ہے اور مرغوب فیہ ہے اور وہ معیوب نہیں سمجھا جاتا اور اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی تواضع اور ان کا حلم اور ان کا نرمی کرنا اس کی عتاب میں اور اس کا ایثار اس چیز کے ساتھ کہ اس کی طرف ہے حاجت ہے اس کے نزدیک۔(فتح)

بَابُ فَضْلِ الْمَنِيْحَةِ.

باب ہے بیان میں فضیلت دینے دودھ والے جانور کے دودھ پینے کے لیے۔

فائدہ:منیحہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک یہ کہ آدمی اپنے ساتھی کو صلہ دے یعنی بطور حسن سلوک کے کچھ دے۔اور دوسرا یہ کہ دے کسی کو بکری یا اونٹنی کہ اس کے دودھ کے ساتھ فائدہ اٹھائے اور اس کی اون کے ساتھ کچھ مدت تک پھر وہ

مالک کو لوٹا دے اور باب کی پہلی حدیثوں سے مراد عاریت دودھ والے جانور کی ہے تا کہ اس کا دودھ لیا جائے پھر مالک کو دیا جائے۔ (فتح)

۲۴۳۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ الْمَنِيحَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً وَّالشَّاةُ الصَّفِيُّ تَغْدُوْ بِإِنَاءٍ وَتَرُوْحُ بِإِنَاءٍ. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ وَإِسْمَاعِيْلُ عَنْ مَّالِكٍ قَالَ نِعْمَ الصَّدَقَةُ.

۲۴۳۶۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹنی خوب دودھ والی کیا اچھا صدقہ ہے اور بکری خوب دودھار کیا اچھا صدقہ ہے خیرات کو کہ صبح کو ایک برتن بھر دودھ دے اور شام کو دوسرا برتن بھر دودھ دے۔

۲۴۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ مَّكَّةَ وَلَيْسَ بِأَيْدِيْهِمْ يَعْنِيْ شَيْئًا وَّكَانَتِ الْأَنْصَارُ أَهْلَ الْأَرْضِ وَالْعَقَارِ فَقَاسَمَهُمُ الْأَنْصَارُ عَلَى أَنْ يُّعْطُوْهُمْ ثِمَارَ أَمْوَالِهِمْ كُلَّ عَامٍ وَيَكْفُوْهُمُ الْعَمَلَ وَالْمَئُوْنَةَ وَكَانَتْ أُمُّهُ أُمُّ أَنَسٍ أُمُّ سُلَيْمٍ كَانَتْ أُمَّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ فَكَانَتْ أَعْطَتْ أُمُّ أَنَسٍ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِذَاقًا فَأَعْطَاهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّ أَيْمَنَ مَوْلَاتَهُ أُمَّ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِ أَهْلِ خَيْبَرَ فَانْصَرَفَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ رَدَّ

۲۴۳۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مہاجرین مکہ سے مدینہ میں آئے اور ان کے ہاتھ میں کچھ نہ تھا یعنی ان کا مال اسباب سب مکے میں رہ گیا تھا اور انصار زمین اور املاک والے تھے پس تقسیم کیا ان سے انصار نے اس چیز پر کہ ہر سال ان کو اپنے باغوں کا میوہ دیں اور کنایت کریں ان سے عمل اور محنت کو یعنی محنت فقط انصار ہی کریں مہاجرین نہ کریں اور اس کی ماں یعنی انس رضی اللہ عنہ کی ماں ام سلیم رضی اللہ عنہا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی ماں تھی اور انس رضی اللہ عنہ کی ماں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ کھجوروں کے درخت دیے ہوئے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجوریں اپنی لونڈی ام ایمن رضی اللہ عنہا اسامہ کی ماں کو دیں ابن شہاب نے کہا کہ خبر دی مجھ کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل خیبر کی لڑائی سے فارغ ہوئے اور مدینے کی طرف پھرے تو پھیر دیں مہاجرین نے انصار کو ان کی عطا کی چیزیں جو انہوں نے ان کو اپنے میوں سے عطا کیں تھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انس رضی اللہ عنہ کی ماں کو اس کے کھجوروں کے درخت پھیر دیے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ایمن رضی اللہ عنہا کو اس کے بدلے اپنے باغ

الْمُهَاجِرُوْنَ إِلَى الْأَنْصَارِ مَنَائِحَهُمُ الَّتِيْ كَانُوْا مَنَحُوْهُمْ مِّنْ ثِمَارِهِمْ فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أُمِّهٖ عِذَاقَهَا وَأَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّ أَيْمَنَ مَكَانَهُنَّ مِنْ حَآئِطِهٖ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ أَخْبَرَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ بِهٰذَا وَقَالَ مَكَانَهُنَّ مِنْ خَالِصِهٖ.

میں سے کھجوریں دیں۔

۲۴۳۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِيْ كَبْشَةَ السَّلُوْلِيِّ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُوْنَ خَصْلَةً أَعْلَاهُنَّ مَنِيْحَةُ الْعَنْزِ مَا مِنْ عَامِلٍ يَّعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِّنْهَا رَجَآءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيْقَ مَوْعُوْدِهَا إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهَا الْجَنَّةَ. قَالَ حَسَّانُ فَعَدَدْنَا مَا دُوْنَ مَنِيْحَةِ الْعَنْزِ مِنْ رَّدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَإِمَاطَةِ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَنَحْوِهٖ فَمَا اسْتَطَعْنَا أَنْ نَّبْلُغَ خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً.

۲۴۳۸۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چالیس خصلتیں ہیں ان میں سے سب سے اعلیٰ اور عمدہ غیر کو بکری عاریت دینی ہے کہ اس کا دودھ پیئے نہیں کوئی ایسا عامل جو عمل کرے ایک خصلت پر ان چالیس خصلتوں سے ثواب کی امید پر اور اس کے دعویٰ کو سچا جان کر مگر کہ اللہ اس کو بہشت میں داخل کرے گا تو حسان نے اس کے راوی نے کہا کہ جو خصلتیں کہ بکری کے عطا کرنے سے کم ہیں مانند سلام اور چھینکنے والے کے جواب کی اور دور کرنے تکلیف دینے والی چیز کے راہ سے اور مانند اس کی ان کو ہم نے گنا تو ہم پندرہ خصلتوں تک بھی نہ پہنچ سکے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ وہ چالیس خصلتیں رسول اللہ ﷺ کو معلوم تھیں لیکن حضرت ﷺ نے ان کو اس لیے ذکر نہیں کیا کہ اس میں ایک معنی ہے کہ وہ ہمارے لیے زیادہ نفع والی نہ تھیں اور وہ خوف ہے یہ کہ وہ ہو تعیین ان کے ترک کرنے والے کے لیے ان کے غیر میں نیکیوں کی قسموں میں سے۔ (فتح)

۲۴۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ لِرِجَالٍ مِّنَّا

۲۴۳۹۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے کچھ لوگوں کے پاس زیادہ زمینیں تھیں تو ہم ان کو چوتھائی اور نصف پر کرایہ دیتے تھے یعنی جو پیدا ہو وہ آپس میں بانٹ لیں گے تو

فُضُوْلُ أَرَضِيْنَ فَقَالُوْا نُؤَاجِرُهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ أَبٰى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کی زمین ہو چاہیے کہ اس میں کھیتی کرے یا اپنے بھائی مسلمان کو عاریت دے کہ وہ کھیتی کرے اور اگر عاریت سے انکار کرے تو اپنی زمین رہنے دے۔

فائدہ: یہ حدیث مزارعت میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ لفظ ہے کہ چاہیے کہ اپنے مسلمان بھائی کو عاریت دے۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ جَآءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ الْهِجْرَةَ شَأْنُهَا شَدِيْدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتُعْطِيْ صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تَمْنَحُ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَحْلُبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَّرَآءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَّتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا.

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی حضرت ﷺ کے پاس آیا تو آپ سے ہجرت کا حال پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وائے مجال تو البتہ ہجرت کا امر تو نہایت سخت ہے سو کیا تیرے پاس اونٹ ہیں اس نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ان کی زکوۃ دیا کرتا ہے اس نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا تو ان کو دودھ پینے کے لیے عاریت بھی دیتا ہے اس نے کہا ہاں۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانی پلانے کے دن ان کا دودھ دوہتا ہے یعنی محتاجوں کو دیتا ہے اس نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح کیا کر اپنے گاؤں میں جو شہری سے پڑے ہیں سو بے شک اللہ تیرے عمل سے کچھ نہ گھٹائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ہجرت میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ بھلا تو ان کو دودھ پینے کے لیے عاریت بھی دیتا ہے اس نے کہا ہاں۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ دودھ والا جانور کو دودھ پینے کے لیے عاریت دینے کی بڑی فضیلت ہے۔ (فتح)

٢٤٤٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَعْلَمُهُمْ بِذَاكَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلٰى أَرْضٍ تَهْتَزُّ زَرْعًا فَقَالَ لِمَنْ هٰذِهٖ فَقَالُوا اكْتَرَاهَا

۲۴۴۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک زمین کی طرف نکلی جو کھیتی کے سبب سے جنبش کرتی تھی یعنی بڑے زور میں تھی تو فرمایا کہ یہ زمین کس کی ہے لوگوں نے کہا کہ فلاں نے اس کو کرائے لیا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ اگر وہ کھیتی کرنے کے لیے کسی کو عاریتہ دیتا تو بہتر ہوتا اس کے لیے اس سے کہ لے اس پر اجرت معلوم یعنی

فُلَانٌ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ لَوْ مَنَحَهَا إِيَّاهُ كَانَ خَيْرًا لَّهُ مِنْ أَنْ يَّأْخُذَ عَلَيْهَا أَجْرًا مَّعْلُومًا.

کرایہ معین۔

فائدہ: یہ حدیث بھی مزارعت میں گذر چکی ہے اور اس سے مراد اس جگہ وہ چیز ہے کہ جو حضرت ﷺ کے قول سے دلالت کرتی ہے کہ اگر وہ اس کو عاریت دیتا تو وہ اس کے لیے بہتر ہوتا عاریت دینے چیز کی فضیلت پر۔(فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ أَخْدَمْتُكَ هٰذِهِ الْجَارِيَةَ عَلٰى مَا يَتَعَارَفُ النَّاسُ فَهُوَ جَائِزٌ وَّقَالَ بَعْضُ النَّاسِ هٰذِهٖ عَارِيَّةٌ وَّإِنْ قَالَ كَسَوْتُكَ هٰذَا الثَّوْبَ فَهُوَ هِبَةٌ.

جب کوئی کہے کہ میں نے یہ لونڈی تیری خادم ٹھہرائی بنا بر عرف اور رواج لوگوں کے تو یہ جائز ہے یعنی اس کے حکم کا حوالہ عرف پر کرنا۔ یعنی اور بعض لوگوں نے کہا کہ یہ عاریت ہے یعنی ہبہ نہیں اور اگر کہے کہ میں نے تجھ کو یہ کپڑا پہنایا تو یہ ہبہ ہے۔

٢٤٤١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيْمُ بِسَارَةَ فَأَعْطَوْهَا آجَرَ فَرَجَعَتْ فَقَالَتْ أَشَعَرْتَ أَنَّ اللّٰهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَأَخْدَمَ وَلِيْدَةً. وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْدَمَهَا هَاجَرَ.

۲۴۴۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سارہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہجرت کی تو انہوں نے اس کو خدمت کے لیے آجر دی وہ پھر آئی اور کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ اللہ نے کافر کو نا امید پھیرا اور خدمت کے لیے لونڈی دی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں آئے گی۔ ابن بطال نے کہا کہ نہیں میں جانتا اختلاف کہ جو شخص کہ کہے کہ میں نے یہ لونڈی تیری خادم بنائی اور اس نے خاص اس کی خدمت ہبہ کی اس لیے کہ خادم ٹھہرانا نہیں لازم پکڑتا گردن کے مالک کرنے کو جیسا کہ گھر میں بسانا نہیں چاہتا گھر کے مالک کرنے کو۔ اور استدلال کرنا بخاری رحمہ اللہ کا ساتھ قول حضرت ﷺ کے اس نے سارہ رضی اللہ عنہا کو خدمت کے لیے آجر دی ہبہ پر صحیح نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ صحیح ہوتا ہبہ اس قصے میں اس قول سے کہ اس کو آجر دو۔ اور نہیں اختلاف ہے علماء کا اس میں کہ اگر کہے کہ میں نے تجھ کو یہ کپڑا پہنایا یا ایک مدت معین تک تو اس کے لیے شرط اس کی ہے اور اگر مدت ذکر نہ کرے تو ہبہ ہے اور اللہ نے فرمایا کہ پس کفارہ اس کا کھانا دس مسکینوں کا ہے یا لباس ان کا اور نہیں مختلف ہے است کہ یہ طعام کا ملک کرنا ہے اور لباس کا اور ظاہر یہ ہے کہ نہیں مخالف ہے بخاری اس چیز کو کہ ذکر کیا ہے اس نے اس کو وقت مطلق کہنے کے اور سوائے

اس کے نہیں کے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ کوئی قرینہ پایا جائے کہ عرف پر دلالت کرے تو اس پر حمل کیا جائے گا اور نہیں تو وضع پر ہے دونوں جگہوں میں پس اگر جاری ہوئی درمیان کسی قوم کے عرف پیچ اتارنے اخدام کے بجائے ہبہ کے اور مطلق چھوڑے اس کو شخص اور اس کا مقصود مالک کرنے کا ہو تو جاری ہوتی ہے تملیک اور جو کہے کہ وہ ہر حال میں عاریت ہے تو وہ اس کے مخالف ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا حَمَلَ رَجُلًا عَلٰى فَرَسٍ فَهُوَ كَالْعُمْرٰى وَالصَّدَقَةِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَهُ أَنْ يَّرْجِعَ فِيهَا.

جب کسی کو اللہ کے راہ میں چڑھنے کے لیے گھوڑا دے تو وہ مانند عمریٰ اور صدقہ کی ہے یعنی اس میں رجوع کرنا درست نہیں۔ یعنی اور بعض لوگوں نے کہا کہ اس کو اس میں رجوع کرنا جائز ہے۔

٢٤٤٢۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يَسْأَلُ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَرَأَيْتُهُ يُبَاعُ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهٖ وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ.

۲۴۴۲۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو اللہ کے راہ میں ایک گھوڑا چڑھنے کو دیا سو میں نے اس کو دیکھا کہ بیچا جاتا ہے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں اس کو خرید لوں؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت مول لے اس کو اپنے صدقے کو پھیر نہ لے۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ اور ابن بطال نے کہا جو چیز کہ ہو گھوڑے پر چڑھانے سے تملیک محمول علیہ کے ساتھ قول اس کے کہ وہ تیرے لیے ہے تو یہ مانند صدقہ کی ہے پس جب اس کو قبض کر لے تو اس میں رجوع کرنا جائز نہیں اور جو چیز کہ ہو اس سے بند کرنا اللہ کی راہ میں تو مانند وقف کی ہے نہیں جائز ہے اس میں رجوع کرنا جمہور کے نزدیک۔ اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ بندہ کہنا باطل ہے ہر چیز میں اور ظاہر یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ کی مراد اشارہ کرنا ہے اس شخص پر رد کرنے کی طرف جو کہتا ہے کہ ہبہ میں رجوع کرنا جائز ہے اگرچہ بیگانے آدمی کے لیے ہو نہیں تو ہم پہلے تقریر کر چکے ہیں کہ گھوڑا سواری کے لیے دینا عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں تملیک تھی، اور جو کہتا ہے کہ وہ بندہ کہتا تھا اس کا قول بعید ہے اور اس کا بیان بسط کے ساتھ کتاب الوقف میں آئے گا۔ (فتح)

❀ …… ❀ …… ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الشَّهَادَاتِ

کتاب ہے شہادتوں کے بیان میں

فائدہ: شہادت خبر دینی ہے یقین سے ماخوذ ہے شہود سے یعنی حضور سے اس لیے کہ شاہد مشاہد ہے یعنی دیکھنے والا ہے اس چیز کے لیے کہ غائب ہے اس کے غیر سے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْبَيِّنَةِ عَلَى الْمُدَّعِيْ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا

باب ہے اس بیان میں کہ گواہی مدعی پر ہے۔ اس آیت کی وجہ سے کہ اے ایمان والو جس وقت معاملہ کرو تم ادہار کا کسی وعدے مقرر تک تو اس کو لکھو آخر آیت تک یعنی واللہ بکل شئی علیم تک یعنی اللہ نے فرمایا کہ اے ایمان والو قائم رہو انصاف پر گواہی دو اللہ کے لیے اگرچہ نقصان ہو اپنا یا ماں باپ کا یا قرابت والوں کا بماتعملون خبیر تک۔

بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا وَاَشْهِدُوْا اِذَا تَبَايَعْتُمْ وَ لَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ وَّاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌ بِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾.

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا﴾.

فائدہ: امام بخاری نے اس باب میں کوئی حدیث بیان نہیں کی یا تو اس لیے کہ آیات کے ساتھ کفایت کی یا اس لیے کہ اشارہ کیا اس حدیث کی طرف جو رہن میں گزر چکی ہے اور شک آخر کا باب اور وہ قسم ہے مدعی علیہ پر آئندہ آئے گا۔اور ابن منیر نے کہا کہ وجہ استدلال کی آیت کے ساتھ ترجمہ کے لیے یہ ہے کہ اگر مدعی کا قول قبول ہوتا تو نہ حاجت ہوتی گواہ کرنے اور نہ لکھنے حقوق کے پس اس کا امر دلالت کرتا ہے کہ اس کی حاجت ہے اور یہ شامل ہے اس کو کہ گواہ مدعی پر ہیں اور اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حکم کیا اس کو جس پر حق ہے لکھنے کا تو یہ تقاضہ کرے گی تصدیق اس کی اس چیز میں کہ اقرار کرے اس کے ساتھ اور جب مصدق ہوا تو گواہ اس پر ہے جو اس کے جھٹلانے کا دعویٰ کرے۔(فتح)

بَابُ إِذَا عَدَّلَ رَجُلٌ أَحَدًا فَقَالَ لَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا أَوْ قَالَ مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا.

جب ایک مرد دوسرے مرد کو تعدیل کرے پس کہے کہ میں نہیں جانتا مگر بھلائی یا بجائے اس کے ماضی کا صیغہ بولے تو تعدیل ہوتی ہے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ حکایت کی ہے طحاوی نے ابو یوسف سے کہ جب یہ کہے تو اس کی شہادت قبول کی جاتی ہے اور نہیں ذکر کیا خلاف کوفیوں سے بیچ اس کے اور ان کی دلیل افک کی حدیث ہے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ تزکیہ نہیں ہوتا یہاں تک کہ کہے رضا ساتھ قصر کے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہاں تک کہ کہے عدل اور ضرور ہے کہ تزکیہ کرنے والا اس کے حال باطن کو پہچانتا ہو اور حجت اس میں یہ ہے کہ نہیں لازم آتا اس کہنے سے کہ نہیں جانتے

ہم مگر بھلائی یہ کہ نہ ہو اس میں شر۔اور رہا حجت پکڑنا ان کا اسامہ کے قصے سے پس جواب دیا ہے مہلب نے اس کا اس طرح کہ یہ واقعہ ہوا تھا اس زمانے میں کہ اس کے لوگوں کا اللہ تعالیٰ نے تزکیہ کر دیا تھا اور ان میں حرج نہایت کم تھی پس کافی تھا ان کی تعدیل میں کہ کہا جاتا کہ نہیں جانتے ہم مگر بھلائی ہی۔اور رہا آج کا دن پس حرج لوگوں میں اکثر ہے پس ضرور ہے نص کرنی عدالت پر۔میں کہتا ہوں کہ بخاری نے حکم کے ساتھ تعیین نہیں کی قوی ہونے اختلاف کی وجہ سے۔(فتح)

۲۴۴۳۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَبَعْضُ حَدِيْثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَّأُسَامَةَ حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْتَأْمِرُهُمَا فِيْ فِرَاقِ أَهْلِهِ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَقَالَ أَهْلُكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَّقَالَتْ بَرِيْرَةُ إِنْ رَّأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّعْذِرُنَا فِيْ رَجُلٍ بَلَغَنِيْ أَذَاهُ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ مِنْ أَهْلِيْ إِلَّا خَيْرًا وَّلَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلًا مَّا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا.

۲۴۴۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب اہل افک نے ان کے حق میں کہا جو کچھ کہ کہا اور اتنے دن وحی نہ آئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور اسامہ رضی اللہ عنہما کو بلایا اس حال میں کہ مشورہ پوچھتے تھے ان سے اپنی بیوی کی جدائی میں سو اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کی بیوی ہے یعنی جو آپ کی بیوی ہو اس سے ایسے خفا ہونے کی گنجائش نہیں پس نہیں جانتے ہم اس سے مگر بہتر یا اور بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں جانتی میں اس پر کسی امر کو کہ عیب کروں میں اس کو مگر زیادہ تر اس سے کہ وہ لڑکی کم عمر ہے اپنے گھر والوں کے آٹے سے سو جاتی ہے یعنی آٹے سے غافل ہو جاتی ہے اس کو ڈھانکتی نہیں پس بکری آ کر اس کو کھا جاتی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ایسا مرد ہے کہ میرا عذر دریافت کرکے بدلہ لے اس مرد سے جس کی ایذا مجھ کو میری بیوی کے حق میں پہنچی سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ نہیں جانا میں نے اپنی بیوی کو مگر نیک اور البتہ لوگوں نے ذکر کیا ہے اس مرد کو جس کو نہیں جانا میں نے مگر نیک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر سورۂ نور میں آئے گی ابن منیر نے کہا کہ تعدیل تو جاری کرنا ہے شہادت کے لیے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے گواہی نہیں دی تھی اور نہ اس کو تعدیل کی حاجت تھی۔اس لیے کہ اس برات ہے اور وہ صرف اس کی

محتاج تھی کہ تہمت اس سے دور ہو یہاں تک کہ ہو دعویٰ اس پر ساتھ اس کے غیر مقبول اور نہ شبہ اس کا پس کافی ہے اس قدر میں یہ لفظ پس نہ ہوگی اس شخص کے لیے جو کفایت کرتا ہے تعدیل میں قول کے ساتھ کہ لَا اَعْلَمُ اِلَّا خَیْرًا اجت۔(فتح)

بَابُ شَهَادَةِ الْمُخْتَبِیْ وَأَجَازَهُ عَمْرُو بْنُ حُرَیْثٍ قَالَ وَكَذٰلِكَ یُفْعَلُ بِالْكَاذِبِ الْفَاجِرِ وَقَالَ الشَّعْبِیُّ وَابْنُ سِیْرِیْنَ وَعَطَاءٌ وَقَتَادَةُ السَّمْعُ شَهَادَةٌ وَكَانَ الْحَسَنُ یَقُوْلُ لَمْ یُشْهِدُوْنِیْ عَلٰی شَیْءٍ وَاِنِّیْ سَمِعْتُ كَذَا وَكَذَا.

باب ہے شہادت چھپنے والے کی کا یعنی جو گواہی اٹھانے کے وقت حاضر نہ ہو بلکہ پوشیدہ ہو کہ گواہی اٹھائے۔یعنی اور جائز رکھا ہے اس کو عمرو بن حریث نے یعنی گواہی اٹھانے کے وقت چھپنے کو اور کہا اس نے اسی طرح کیا جاتا ہے ساتھ جھوٹے گناہگار کے۔یعنی اور شعبی اور ابن سیرین اور عطا اور قتادہ نے کہا کہ سننا گواہی ہے۔یعنی اور حسن بصری کہتے تھے کہ اگر کوئی مرد کسی مرد سے کچھ سنے تو وہ قاضی کے پاس آئے اور کہے کہ انہوں نے مجھ کو گواہ نہیں کیا لیکن میں نے ایسا ایسا سنا۔

فائدہ: یہ اشارہ سبب کی طرف اس کے قبول کرنے میں یعنی جو قرض دار کہ خلوت میں قرض خواہ کو کہے کہ میں تنہائی میں تیرے قرض کا اقرار کرتا ہوں اور گواہوں کے روبرو نہیں کرتا تو جائز ہے کہ اس کی شہادت کو چھپ کر اٹھایا جائے پھر گواہی دے کر اس کا حق ثابت کیا جائے اور شریح سے روایت ہے کہ وہ چھپنے والے کی شہادت کو جائز نہیں کہتے تھے اور اسی طرح شعبی بھی اور یہی ہے ابو حنیفہ اور شافعی کا قول ہے قدیم میں اور جائز رکھا ہے اس کو جدید قول میں۔جب کہ دیکھے مشہود علیہ کو۔(فتح)

فائدہ: یعنی اگر کسی نے کسی کا اقرار سنا ہو تو اس کو جائز ہے کہ گواہی دے۔

فائدہ: یہ قول شعبی کا معارض ہے چھپنے والے کو اس کی شہادت کے ادا کرنے کی وجہ سے۔اور احتمال ہے کہ فرق کیا جائے ساتھ اس کے کہ چھپنے والے کی گواہی کو تو اس نے اس لیے رد کیا کہ اس میں دھوکا ہے۔اور نہیں لازم آتا اس سے رد کرنا اس کا شہادت سننے کے لیے بغیر قصد کے اور یہ قول مالک اور احمد اور اسحق کا ہے۔اور نیز مالک سے ہے کہ حرص گواہی کے اٹھانے پر قادح ہے اور جب پوشیدہ ہوتا کہ گواہی دے تو یہ حرص ہے۔(فتح)

فائدہ: اور یہ تفصیل حسن ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نہ چھپاؤ گواہی کو اور نہیں فرمایا شاہد بنانے کو۔پس جدا ہوگا حال نزدیک ادا کے۔پس اگر سنا ہو اس کو اور اس نے اس کو گواہ کیا ہو اور ادا کے وقت کہے کہ گواہ کیا اس نے مجھ کو تو اس کی شہادت قبول نہ ہوگی اور اگر کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے کہا ہے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔(فتح)

۲۴۴۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَالِمٌ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ انْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ يَؤُمَّانِ النَّخْلَ الَّتِي فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ حَتَّى إِذَا دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنَ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْرَمَةٌ أَوْ زَمْزَمَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ أَيْ صَافِ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَتَنَاهَى ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ.

۲۴۴۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابی بن کعب چلے اس حال میں کہ قصد کرتے تھے اس باغ کا جس میں ابن صیاد تھا یہاں تک کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں آئے اور کھجور کی شاخوں سے پناہ ڈھونڈنے لگے یعنی ان کی آڑ میں ہوئے اس حال میں کہ چاہتے تھے کہ ابن صیاد سے کچھ سنیں پہلے اس سے کہ ابن صیاد آپ کو دیکھے اور ابن صیاد اپنے بچھونے پر اپنے کپڑے میں لپٹا ہوا تھا کہ اس میں کچھ غن غن کرتا تھا اور اس کی ماں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس حال میں کہ آپ کھجوروں کی شاخوں سے پردہ کرتے تھے تو اس نے ابن صیاد سے کہا کہ اے صاف یہ محمد ہیں یعنی دیکھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو ابن صیاد غن غن سے باز رہا یعنی چپ رہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس کی ماں اس کو چھوڑتی تو اپنا حال ظاہر کرتا یعنی اس کا حال کچھ معلوم ہوتا کہ کیا کہتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الفتن میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ اس کا کلام سنیں اس سے پہلے کہ ابن صیاد آپ کو دیکھے اور پھر فرمایا کہ اگر اس کی ماں اس کو چھوڑتی تو اپنا حال ظاہر کرتا پس یہ چاہتا ہے اعتماد کرنے کو کلام کے سننے پر اگرچہ سامع کلام کرنے والے سے چھپا ہوا ہو جب کہ آواز پہچانے۔ (فتح)

۲۴۴۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَأَبَتَّ طَلَاقِي فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيرِ

۲۴۴۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ کی عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ میں رفاعہ کے نکاح میں تھی تو اس نے مجھ کو طلاق دی سو میری طلاق کو بتہ کیا یعنی تین طلاقیں دیں پھر میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کیا پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ساتھ اس کے مانند جھل کپڑے کی ہے یعنی نامرد ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو چاہتی ہے

إِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ فَقَالَ أَتُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِيْ إِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَأَبُوْ بَكْرٍ جَالِسٌ عِنْدَهُ وَخَالِدُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ بِالْبَابِ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَسْمَعُ إِلٰى هٰذِهِ مَا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ رفاعہ کے نکاح میں پھر پلٹ جائے یہ درست نہیں جب تک کہ تو اس دوسرے خاوند کا شہد نہ چکھے اور وہ تیر شہد نہ چکھے یعنی بدون صحبت کے اول خاوند سے نکاح درست نہیں۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ دروازے پر انتظار کرتے تھے کہ ان کو اجازت ہو تو خالد نے کہا کہ اے ابوبکر کیا تو نہیں سنتا کہ کیا یہ عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلند آواز سے کیا کہتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں آئے گی اور غرض اس سے انکار کرنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ہے رفاعہ کی عورت پر اس چیز کو کہ اس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کلام کرتی تھی باوجود اس کے کہ وہ اس سے پردے میں تھا باہر دروازے سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہ کیا پس اعتماد کرنا خالد رضی اللہ عنہ کا اس کی آواز پر یہاں تک کہ اس پر انکار کیا وہ حاصل ہے اس چیز کا کہ واقع ہوتی ہے شہادت سننے سے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا شَهِدَ شَاهِدٌ أَوْ شُهُوْدٌ بِشَيْءٍ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ مَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ يُحْكَمُ بِقَوْلِ مَنْ شَهِدَ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ هٰذَا كَمَا أَخْبَرَ بِلَالٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِي الْكَعْبَةِ وَقَالَ الْفَضْلُ لَمْ يُصَلِّ فَأَخَذَ النَّاسُ بِشَهَادَةِ بِلَالٍ كَذٰلِكَ إِنْ شَهِدَ شَاهِدَانِ أَنَّ لِفُلَانٍ عَلٰى فُلَانٍ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَشَهِدَ اٰخَرَانِ بِأَلْفٍ وَخَمْسِ مِائَةٍ يُقْضٰى بِالزِّيَادَةِ.

جب گواہی دے ایک گواہ یا کئی گواہ اور لوگ کہیں کہ اس کو ہم نہیں جانتے تو حکم کیا جائے ساتھ قول اس شخص کے کہ اس نے گواہی دی۔ یعنی اور حمیدی نے کہا کہ یہ حکم مثل اس چیز کی ہے کہ خبر دی بلال نے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر نماز پڑھی اور فضل نے کہا کہ نہیں پڑھی تو لوگوں نے بلال رضی اللہ عنہ کی شہادت کو لیا۔ یعنی اسی طرح اگر دو گواہ گواہی دیں کہ مقرر فلاں کے لیے فلاں پر ہزار درہم ہیں اور دوسرے دو گواہ گواہی دیں کہ پندرہ سو تو حکم کیا جائے گا ساتھ زیادتی کے یعنی پندرہ سو کے ساتھ حکم کیا جائے گا۔

فائدہ: یعنی مثبت مقدم ہے نافی پر یعنی جس نے گواہی دی اس کے ساتھ حکم کیا جائے گا اور جس نے کہا کہ میں نہیں اس کے قول کا اعتبار نہ کیا جائے گا اور اس پر سب اہل علم کا اتفاق ہے مگر نہایت کم لوگوں کا خاص کر جب کہ نہ تعرض کرے مگر اپنے علم کی نفی کی وجہ سے یعنی کہے کہ مجھ کو معلوم نہیں اور اشارہ کیا اس کی طرف ساتھ اپنے قول کے کہ اسی طرح ہے جب کہ دو آدمی گواہی دیں اور اعتراض کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ دونوں شہادتیں ہزار پر متفق ہیں اور تنہا

ہوئی ہے ان میں سے ایک سے ایک ساتھ پانچوں کے اور جواب یہ ہے کہ سکوت دوسرے کا پانچ سو سے اس کی نفی کے حکم میں ہے۔ (فتح)

٢٤٤٦۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِأَبِيْ إِهَابِ بْنِ عَزِيْزٍ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ قَدْ أَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِيْ تَزَوَّجَ فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ مَا أَعْلَمُ أَنَّكِ أَرْضَعْتِنِيْ وَلَا أَخْبَرْتِنِيْ فَأَرْسَلَ إِلٰى آلِ أَبِيْ إِهَابٍ يَسْأَلُهُمْ فَقَالُوْا مَا عَلِمْنَا أَرْضَعَتْ صَاحِبَتَنَا فَرَكِبَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ فَفَارَقَهَا وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ.

٢٤٤٦۔ عقبہ سے روایت ہے اس نے ابی اہاب کے بیٹے سے نکاح کیا پھر اس پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے تم دونوں خاوند و بیوی کو دودھ پلایا ہے۔ تو عقبہ نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ تو نے مجھ کو دودھ پلایا ہے اور نہ تو نے مجھ کو پہلے خبر دی تو عقبہ نے کسی کو ابی اہاب کے لوگوں کے پاس بھیجا اور ان سے پوچھا کہ اس عورت نے اس لڑکے کو دودھ پلایا ہے تو لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ اس نے ہمارے لڑکے کو دودھ پلایا ہو تو عقبہ سوار ہو کے مدینے میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اس مسئلے کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ یہ کہا گیا ہے کہ وہ تیری رضاعی بہن ہے سو عقبہ نے اس کو چھوڑ دیا اور اس عورت نے نکاح کیا۔

فائدہ: یہ حدیث آئندہ آئے گی اور غرض اس سے یہ ہے کہ اس نے رضاعت ثابت کی اور عقبہ نے اس کی نفی کی تو حضرت ﷺ نے عورت کے قول کا اعتبار کیا پس حکم کیا ساتھ اپنی عورت کے جدا کرنے کا یا بطور وجوب کے اس کے نزدیک جو اس کا قائل ہے یا بطور استحباب کے ورع کے سبب سے۔ (فتح)

بَابُ الشُّهَدَآءِ الْعُدُوْلِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَأَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾ وَ ﴿مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ﴾.

باب ہے بیان میں گواہی عادل کے اور اس آیت کے بیان میں کہ گواہ کرو دو صاحب عدالت کہ اپنے سے اور فرمایا کہ ان لوگوں میں سے جن کو تم پسند رکھتے ہو گواہوں سے۔

فائدہ: اور عادل پسند نزدیک جمہور کے یہ کہ مسلمان ہو مکلّف ہو آزاد ہو، کبیرہ کا مرتکب نہ ہو اور صغیرہ پر اصرار کرنے والا نہ ہو۔ زیادہ کیا ہے امام شافعی نے کہ صاحب مروت ہو اور اس کی گواہی کے قبول ہونے میں یہ شرط ہے کہ مشہود علیہ کا دشمن نہ ہو اور نہ اس میں متہم ہو نفع کھینچنے کے ساتھ اور نہ دفع کرنے ضرر کے اور نہ مشہود لہ کی اصل ہو اور نہ فرع اس کی یعنی مثل دادے اور پوتے کی اور اس کی تفصیل میں اختلاف ہے۔ (فتح)

۲٤٤٧۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُتْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ إِنَّ أُنَاسًا كَانُوْا يُؤْخَذُوْنَ بِالْوَحْيِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ وَإِنَّمَا نَأْخُذُكُمُ الْآنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا خَيْرًا أَمِنَّاهُ وَقَرَّبْنَاهُ وَلَيْسَ إِلَيْنَا مِنْ سَرِيْرَتِهِ شَيْءٌ، اللّٰهُ يُحَاسِبُهُ فِيْ سَرِيْرَتِهِ وَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا سُوْءًا لَمْ نَأْمَنْهُ وَلَمْ نُصَدِّقْهُ وَإِنْ قَالَ إِنَّ سَرِيْرَتَهُ حَسَنَةٌ.

۲۴۴۷۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ وحی سے پکڑے جاتے تھے یعنی ان کے پوشیدہ کام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے معلوم ہو جاتے تھے اور بے شک وحی بند ہوئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اب تو ہم تم کو اس چیز سے پکڑتے ہیں جو ہم کو تمہارے عملوں سے ظاہر ہو سو جو ہمارے لیے نیکی ظاہر کرے اس کو ہم امین ٹھہرائیں گے اور اس کو ہم مقرب کریں گے یعنی اس کی تعظیم کریں گے اور ہم کو اس کے پوشیدہ حال سے کچھ غرض نہیں اللہ اس کے باطن کا خود حساب کرے گا اور جو ہمارے لیے بدی ظاہر کرے اس کو ہم امین نہیں ٹھہرائیں گے اور نہ اس کو سچا جانیں گے اگرچہ کہے کہ اس کا باطن نیک ہے۔

فائدہ: یہ خبر دینا عمر رضی اللہ عنہ کا ہے اس چیز سے کہ لوگ تھے اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور اس سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد واقع ہوا اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ عادل وہ ہے کہ اس سے کچھ شک نہ پایا جائے یہ قول احمد اور اسحق کا ہے لیکن یہ معروف لوگوں کے حق میں ہے اس کے حق میں جس کا حال بالکل معلوم نہیں۔ (فتح)

بَابُ تَعْدِيْلِ كَمْ يَجُوْزُ. کتنے آدمیوں کی تعدیل جائز ہے؟۔

فائدہ: یعنی کیا شرط ہے تعدیل کے قبول ہونے میں عدد معین۔ (فتح)

۲٤٤٨۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ بِأُخْرٰى فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا أَوْ قَالَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَقَالَ وَجَبَتْ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ لِهٰذَا وَجَبَتْ وَلِهٰذَا وَجَبَتْ قَالَ شَهَادَةُ الْقَوْمِ الْمُؤْمِنُوْنَ

۲۴۴۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ ایک جنازہ لے کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے تو لوگوں نے اس کے لیے نیک تعریف کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واجب ہوئی یعنی بہشت۔ پھر اور جنازہ لے کر نکلے تو لوگوں نے اس کو بدعا سے یاد کیا یا اس کے سوائے کچھ اور کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واجب ہوئی یعنی دوزخ۔ تو کسی نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا ہے کہ اس کے لیے بہشت واجب ہوئی اور اس کے لیے دوزخ واجب ہوئی یعنی کیا آپ

شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ.

نے وحی سے معلوم کیا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گواہی لوگوں کی مقبول ہے مسلمان گواہ ہیں اللہ کی زمین میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز میں گذر چکی ہے۔

۲۴۴۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ أَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ وَقَدْ وَقَعَ بِهَا مَرَضٌ وَّهُمْ يَمُوْتُوْنَ مَوْتًا ذَرِيْعًا فَجَلَسْتُ إِلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ فَأُثْنِيَ خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ بِأُخْرٰى فَأُثْنِيَ خَيْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثَةِ فَأُثْنِيَ شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قُلْنَا وَثَلَاثَةٌ قَالَ وَثَلَاثَةٌ قُلْتُ وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ.

۲۴۴۹۔ ابو اسود سے روایت ہے کہ میں مدینے میں آیا اور حالانکہ اس میں بیماری پڑی تھی اور لوگ بہت جلدی مرتے تھے سو میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا اور ایک جنازہ گذرا تو اس کو نیکی سے یاد کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واجب ہوئی پھر دوسرا جنازہ گذرا تو لوگوں نے اس کو بھی نیکی سے یاد کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واجب ہوئی پھر تیسرا جنازہ گذرا تو اس کو بدی سے یاد کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واجب ہوئی۔ میں نے کہا کہ کیا واجب ہوئی اے امیر المومنین؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کہا جیسا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان کی چار مسلمان نیکی کی گواہی دیں تو اللہ اس کو بہشت میں داخل کرے گا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر ہم نے کہا کہ اور تین آدمی کی گواہی بھی بہشت میں لے جاتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی کی گواہی بھی بہشت میں لے جاتی ہے پھر ہم نے کہا کہ دو کی گواہی بھی بہشت میں لے جاتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو کی گواہی بھی بہشت میں لے جاتی ہے۔ پھر ہم نے آپ سے ایک کی گواہی کا حال نہیں پوچھا۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے کہ ایک کی تعدیل کافی ہے۔ اور اس میں غموض ہے اور شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کے اس قول میں کہ پھر ہم نے آپ سے ایک کا حکم نہیں پوچھا۔ اشارہ بعید ہے اس طرح کہ وہ اس میں ایک کے قول پر بھی اعتماد کرتے تھے لیکن انہوں نے اس کا حکم اس مقام میں نہیں پوچھا۔ اور آئندہ بخاری نے تصریح کی ہے اس کے ساتھ کہ ایک کا تزکیہ بھی کافی ہے اور شاید تصریح کی اس نے اس جگہ اس لیے کہ اس میں احتمال ہے۔ (فتح)

بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الْأَنْسَابِ وَالرَّضَاعِ الْمُسْتَفِيْضِ وَالْمَوْتِ الْقَدِيْمِ وَقَالَ

باب ہے بیان میں گواہی کے نسبوں پر اور رضاع یعنی دودھ پینے مشہور پر اور موت پرانی پر یعنی جس کو بہت

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضَعَتْنِيْ وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ وَالتَّثَبُّتِ فِيْهِ.

مدت گذر چکی ہو یعنی فلاں شخص کب مرا تھا فلانے سے پہلے یا پیچھے۔ اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دودھ پلایا مجھ کو اور ابوسلمہ کو ثوبیہ ابولہب کی لونڈی نے۔ اور بیان میں ثابت ہونے کے رضاع کے باب میں۔

فائدہ: یہ باب معقود ہے شہادت کے بیان کے استفاضہ کے لیے۔ اور ذکر کیا اس سے نسب کو اور قدیم موت کو۔ رہا نسب پس سمجھی جاتی ہے رضاعت کی حدیثوں سے کہ وہ اس کو لازم ہے اور اس میں اجماع نقل کیا گیا۔ لیکن رہی رضاعت پس سمجھا جاتا ہے اس کا ثبوت استفاضہ کے ساتھ باب کی حدیثوں سے اس لیے کہ وہ جاہلیت میں تھے اور تھا مستفیض اس شخص کے نزدیک کہ واقع ہوا اس کے لیے۔ اور لیکن موت قدیم پس سمجھا جاتا ہے اس کا حکم الحاق کے ساتھ یہ بات ابن منیر نے کہی ہے۔ اور احتراز کیا قدیم کے ساتھ حادث سے اور مراد قدیم کے ساتھ وہ ہے کہ اس پر دراز زمانہ گذرے اور حد مقرر کی ہے اس کی بعض مالکیہ نے پچاس برس کے ساتھ۔ اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس برس ہے۔ اور اختلاف ہے ضابطہ میں اس چیز کے کہ قبول کی جاتی اس میں شہادت استفاضہ کے ساتھ یعنی شہرت کے ساتھ پس ٹھیک ہے شافعیہ کے نزدیک نسب میں قطعا اور ولادت میں اور موت میں اور عتق میں اور ولا میں اور وقف میں اور ولایت میں اور نکاح میں اور اس کے توابع میں اور تعدیل کے اور جرح کے اور وصیت کے اور اشر اور سفیہ کے اور ملک کے راجح قول پر ان تمام میں یعنی ان امور کا لوگوں میں مشہور ہونا یہی ہے شہادت ان کے ثبوت پر اور لوگوں میں مشہور ہونے سے یہ امور ثابت ہو جاتے ہیں اور بعض متاخرین شافعی کے اوپر بیس جگہ کو پہنچے ہیں۔ اور ابو حنیفہ کی روایت ہے کہ جائز ہے نسب میں اور موت میں اور نکاح میں اور دخول میں اور اس کے قاضی ہونے میں اور زیادہ کیا ابو یوسف نے ولا کو اور زیادہ کیا ہے محمد نے وقف کو اور صاحب ہدایہ نے کہا کہ ہم بطور استحسان کے اس کو جائز رکھتے ہیں نہیں تو اصل یہ ہے کہ شہادت میں دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کے قبول ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس نے اس کو ایک جماعت سے کہ امن ہو اتفاق کرنے ان کے سے جھوٹ پر۔ اور بعض کہتے ہیں اقل درجہ چار آدمی ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ کافی ہے دو عادلوں سے اور بعض کہتے ہیں کہ کافی ہے ایک عادل دے جب کہ دل کو اس کی طرف صحیح اطمینان ہو۔ (فتح)

فائدہ: یہ قول بقیہ ترجمہ کا ہے اور شاید یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ دیکھو یعنی سوچو کہ کون ہے بھائی تمہارا رضاعت سے۔ (فتح)

٢٤٥٠۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ

۲۴۵۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ افلح نے میرے پاس آنے کی اجازت چاہی تو میں نے اس کو اجازت نہ دی تو اس

الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ فَلَمْ آذَنْ لَهُ فَقَالَ أَتَحْتَجِبِيْنَ مِنِّيْ وَأَنَا عَمُّكِ فَقُلْتُ وَكَيْفَ ذٰلِكَ قَالَ أَرْضَعَتْكِ امْرَأَةُ أَخِيْ بِلَبَنِ أَخِيْ فَقَالَتْ سَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقَ أَفْلَحُ ائْذَنِيْ لَهُ.

نے کہا کہ کیا تو مجھ سے پردہ کرتی ہے؟ اور حالانکہ میں تیرا چچا ہوں سو میں نے کہا کہ تو میرا چچا کس طرح ہے؟ تو اس نے کہا کہ دودھ پلایا تجھ کو میرے بھائی کی بی بی نے میرے بھائی کے دودھ سے یعنی جو اس کو اس کی صحبت کرنے کے سبب سے پیدا ہوا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ افلح سچا ہے اس کو اپنے پاس آنے کی اجازت دے۔

٢٤٥١۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بِنْتِ حَمْزَةَ لَا تَحِلُّ لِيْ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ هِيَ بِنْتُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ.

۲۴۵۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے حق میں فرمایا کہ وہ مجھ کو حلال نہیں حرام ہوتی ہے بہ نسبت دودھ پینے کے وہ چیز کہ حرام ہوتی ہے جننے سے۔ وہ بیٹی بھائی میرے کی ہے رضاعت سے۔

٢٤٥٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِيْ بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِيْ بَيْتِكَ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ

۲۴۵۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ان کے پاس تھے اور یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرد کی آواز سنی جو حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا تھا سو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ یہ مرد آپ کے گھر آنے کی اجازت چاہتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اس کو فلاں گمان کرتا ہوں اشارہ کیا طرف چچا حفصہ رضی اللہ عنہا کی رضاعت سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر فلانا زندہ ہوتا اشارہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے طرف اپنے چچا کی رضاعت سے تو میرے پاس آتا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک دودھ پینا حرام کرتا ہے اس چیز کو کہ حرام ہوتی ہے ولادت کے سبب سے۔

عَلَيَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.

۲۴۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَآءِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِيْ رَجُلٌ قَالَ يَا عَائِشَةُ مَنْ هٰذَا قُلْتُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَ يَا عَائِشَةُ انْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُنَّ فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ. تَابَعَهُ ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ.

۲۴۵۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میرے نزدیک ایک مرد تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کون ہے میں نے کہا کہ میرا رضاعی بھائی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھو کہ کون ہے بھائی تمہارا رضاعت سے ۔پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رضاعت تو صرف بھوک سے ہے یعنی دودھ پینا شرع میں وہ معتبر ہے کہ قائم مقام طعام کے ہو اور بھوک دور کرے۔

بَابُ شَهَادَةِ الْقَاذِفِ وَالسَّارِقِ وَالزَّانِيْ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَّأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا﴾ وَجَلَدَ عُمَرُ أَبَا بَكْرَةَ وَشِبْلَ بْنَ مَعْبَدٍ وَنَافِعًا بِقَذْفِ الْمُغِيْرَةِ ثُمَّ اسْتَتَابَهُمْ وَقَالَ مَنْ تَابَ قُبِلَتْ شَهَادَتُهٗ وَأَجَازَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُتْبَةَ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَسَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَطَاوُسٌ وَّمُجَاهِدٌ وَّالشَّعْبِيُّ وَعِكْرِمَةُ وَالزُّهْرِيُّ وَمُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ وَشُرَيْحٌ وَّمُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ وَقَالَ أَبُو الزِّنَادِ الْأَمْرُ عِنْدَنَا بِالْمَدِيْنَةِ إِذَا رَجَعَ الْقَاذِفُ عَنْ قَوْلِهٖ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ قُبِلَتْ شَهَادَتُهٗ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَقَتَادَةُ إِذَا أَكْذَبَ نَفْسَهٗ جُلِدَ

باب ہے بیان میں گواہی اس شخص کے جو کسی کو زنا کی تہمت دے اور گواہی چور اور زانی کی یعنی کیا توبہ کے بعد ان کی گواہی قبول ہے یا نہیں۔اور بیان میں اس آیت کے کہ نہ قبول کرو گواہی ان کی کبھی اور وہی لوگ ہیں فاسق مگر جنہوں نے توبہ کی ۔یعنی اور کوڑے مارے عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابا بکرہ کو اور شبل کو اور نافع کو ساتھ قذف مغیرہ کے یعنی انہوں نے اس کو زنا کی تہمت دی تھی پھر ان سے توبہ چاہی اور کہا کہ جو توبہ کرے اس کی گواہی قبول ہوگی۔یعنی جائز رکھا ہے قاذف کی گواہی کو بعد توبہ کے ان دس اماموں نے یعنی اور ابو الزناد نے کہا کہ مدینے میں ہمارے نزدیک حکم یہ تھا کہ جب حرام کاری کی تہمت دینے والا اپنے قول سے پھرے اور اپنے رب سے مغفرت مانگے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی یعنی اور شعبی اور قتادہ نے کہا کہ جب قاذف اپنے آپ کو

وَقُبِلَتْ شَهَادَتُهٗ وَقَالَ الثَّوْرِيُّ إِذَا جُلِدَ الْعَبْدُ ثُمَّ أُعْتِقَ جَازَتْ شَهَادَتُهٗ وَإِنِ اسْتُقْضِيَ الْمَحْدُوْدُ فَقَضَايَاهُ جَائِزَةٌ وَّقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا تَجُوْزُ شَهَادَةُ الْقَاذِفِ وَإِنْ تَابَ ثُمَّ قَالَ لَا يَجُوْزُ نِكَاحٌ بِغَيْرِ شَاهِدَيْنِ فَإِنْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ مَحْدُوْدَيْنِ جَازَ وَإِنْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ عَبْدَيْنِ لَمْ يَجُزْ وَأَجَازَ شَهَادَةَ الْمَحْدُوْدِ وَالْعَبْدِ وَالْأَمَةِ لِرُؤْيَةِ هِلَالِ رَمَضَانَ وَكَيْفَ تُعْرَفُ تَوْبَتُهٗ وَقَدْ نَفَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّانِيَ سَنَةً وَّ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ وَصَاحِبَيْهِ حَتّٰى مَضٰى خَمْسُوْنَ لَيْلَةً.

جھٹلائے تو مارا جائے اور اس کی گواہی قبول کی جائے یعنی ثوری نے کہا کہ جب غلام کو حد ماری جائے پھر آزاد کیا جائے تو اس کی گواہی جائز ہے ۔یعنی اور مگر محدود فی القذف قاضی بنایا جائے تو اس کے حکم جائز ہیں یعنی جاری ہوتے ہیں۔ یعنی اور بعض لوگوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے گواہی قاذف کی اگرچہ توبہ کرے پھر کہا کہ نہیں جائز ہے نکاح بغیر گواہوں کے پس اگر نکاح کرے ساتھ گواہی دو حد مارے ہوؤں کے تو جائز ہے اور اگر دو غلاموں کی گواہی سے نکاح کرے تو جائز نہیں اور اس نے جائز رکھی ہے گواہی غلام کی اور حد مارے گئے کی اور لونڈی کی رمضان کے چاند کے دیکھنے کی وجہ سے ۔یعنی اور کس طرح پہچانی جائے توبہ قاذف کی۔یعنی اور تحقیق نفی کی ہے حضرت ﷺ نے حرام کار کو ایک سال۔یعنی منع فرمایا حضرت ﷺ نے کلام کرنے سے ساتھ کعب بن مالک کے اور اس کے دونوں ساتھیوں سے یہاں تک کہ پچاس دن گذر گئے ۔

فائدہ: یہ استثناء عمدہ دلیل ہے اس کی جو اس کی شہادت کو جائز کہتا ہے جب کہ توبہ کرے ۔اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ جو توبہ کرے اس کی گواہی اللہ کی کتاب میں قبول کی جاتی ہے اور یہی قول ہے جمہور کا کہ قاذف کی گواہی توبہ کے بعد مقبول ہے اور دور ہوتا ہے ان سے فسق کا نام برابر ہے کہ حد قائم کرنے کے بعد ہو یا پہلے ۔اور تاویل کی انہوں نے ابدا کی مراد یہ ہے کہ جب تک کہ اپنے قذف پر اصرار کرنے والا ہو اس لیے کہ ابد ہر چیز کا اس پر ہے کہ لائق ہے اس کے ساتھ جیسے کہ اگر کہا جائے کہ کافر کی گواہی کبھی قبول نہیں تو مراد یہ ہے کہ جب تک وہ کافر رہے اور مبالغہ کیا ہے شعبی نے پس کہا کہ قاذف حد کے قائم کرنے سے پہلے توبہ کرے تو حد اس سے ساقط ہو جاتی ہے ۔اور حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ استثناء متعلق ہے خاص فسق کے ساتھ پس جب توبہ کرے تو ساقط ہو جاتا ہے اس سے فسق کا نام اور لیکن شہادت اس کی کبھی مقبول نہیں اور یہی قول ہے بعض تابعین کا ۔اور اس میں ایک مذہب اور ہے کہ حد کے بعد قبول کی جائے اور نہ پہلے ۔اور حنفیہ سے روایت ہے کہ نہ رد کی جائے شہادت

اس کی یہاں تک کہ حد مارا جائے یعنی پھر حد مارنے کے بعد اس کی گواہی قبول نہ کی جائے اور تعاقب کیا ہے اس کا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ساتھ کہ حد کفارہ ہے اپنے اہل کے لیے سو حد کے بعد بہتر ہے پہلے سے پس کس طرح رد کی جائے گی گواہی اس کی حالت خیریت میں اور قبول کی جائے بد حالت میں ۔ (فتح)

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں یعنی اعتراض کرتے ہیں کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو بکرہ کے اس قصہ کو کس طرح مثل کیا اور اس کے ساتھ کس طرح حجت پکڑی ہے باوجود اس کے کہ حجت پکڑی ہے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کئی مقامات پر۔ تو اسماعیلی نے جواب دیا ہے اس طرح کہ گواہی اور روایت میں فرق ہے اور یہ کہ گواہی میں زیادہ ثبوت مطلوب ہے کہ روایت میں مطلوب نہیں حریت اور عدد وغیرہ کی طرح۔ اور استنباط کیا ہے اس سے مہلب نے کہ قاذف کا اپنے نفس کو جھٹلانا نہیں شرط ہے اس کی توبہ کے قبول ہونے میں اس لیے کہ ابو بکرہ نے اپنے نفس کو نہ جھٹلایا تھا اس کے باوجود مسلمانوں نے اس کی روایت قبول کی ہے اور اس پر عمل کیا ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں فرمایا کہ آخری تین اماموں سے قبول کی تصریح نہیں آئی ۔ اور شریح سے روایت ہے کہ وہ قاذف کی گواہی کو قبول نہیں کرتے تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ بعض لوگوں نے کہا الخ تو یہ منقول ہے حنفیہ سے اور انہوں نے حجت پکڑی ہے محدود کی گواہی کے رد کرنے میں کئی حدیثوں کے ساتھ ۔ حفاظ نے کہا کہ ان میں سے کوئی چیز صحیح نہیں اور ان میں سے مشہور ترین یہ حدیث ہے کہ نہیں ہے جائز گواہی خائن کی اور نہ ہی حد لگائے گئے کی اسلام میں ۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی اور کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ۔ ابو زرعہ نے کہا کہ منکر ہے ۔ اور ابراہیم سے روایت کہ قاذف کی گواہی قبول نہ کی جائے ۔ اور ثوری نے کہا کہ ہم بھی اسی پر ہیں ۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے مگر وہ منقطع ہے ۔ اور یہ جو کہا کہ پھر انہوں نے کہا الخ تو یہ بھی حنفیہ سے منقول ہے اور ان کا عذر یہ ہے کہ غرض نکاح کا مشہور ہونا ہے اور یہ عدل وغیرہ کا حاصل ہے گواہی کے اٹھانے کے نزدیک ۔ اور رہا نزدیک ادا کرنے کے پس نہ قبول کی جائے مگر عدل کی ۔ اور یہ جو کہا کہ اس نے جائز رکھی ہے گواہی غلام کی الخ تو یہ بھی حنفیہ سے منقول ہے اور ان کا عذر یہ ہے کہ وہ جاری ہے مجری خبر کے نہ کہ گواہی کے۔

فائدہ: یہ بخاری کا کلام ہے اور تتمہ ہے ترجمے کا اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے کہ اس میں اختلاف ہے اور اکثر سلف سے یہ ہے کہ اپنے نفس سے جھٹلائے اور یہی شافعی کا قول ہے اور اس کی تصریح پہلے گذر چکی ہے شافعی وغیرہ سے ۔ اور مالک سے روایت ہے کہ جب نیکی زیادہ کرے تو اس کو کافی اور نہیں موقوف ہے یہ اپنے نفس کی تکذیب پر اس لیے کہ جائز ہے کہ نفس الامر میں سچا ہو اور اس کی طرف میلان کیا ہے بخاری نے ۔

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں آئندہ آئیں گی اور وجہ دلالت یہ ہے کہ نہیں ہے منقول کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو توبہ کے

بعد تکلیف دی ہو قدر زائد کے ساتھ نفی اور ہجران پر۔ (فتح)

۲۴۵۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ فَأُتِيَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَقُطِعَتْ يَدُهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا وَتَزَوَّجَتْ وَكَانَتْ تَأْتِي بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۴۵۴۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے جنگ میں ایک عورت نے چوری کی تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو اس کی توبہ اچھی ہوئی پھر اس نے نکاح کیا اور اس کے بعد میرے پاس آیا کرتی تھی تو میں اس کی حاجت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچاتی تھی۔

فائدہ: اور مراد اس سے عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہے کہ اس کی توبہ اچھی ہوئی۔ اور شاید اس نے ارادہ کیا ہے قاذف کے الحاق کا چور کے ساتھ اس کے نزدیک فارق نہ ہونے کی وجہ سے۔ اور بخاری نے اشارہ کیا ہے کہ یہ اشخاص اور احوال کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہے۔ پس شرط کیا جاتا ہے کہ گذرنا مدت کا کہ اس میں توبہ کے صحیح ہونے کا گمان کیا جائے اس میں۔ اور اندازہ کیا ہے اس کا علی رضی اللہ عنہ نے ایک سال کے ساتھ اور اس کی توجیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ چار فصلوں کو نفس میں تاثیر ہے پس جب گذر جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا باطن اچھا ہو گیا ہے۔ اور اسی لیے اعتبار کیا گیا ہے حرام کار کے نکالنے کی مدت میں اور مختار یہ ہے کہ یہ اکثر اوقات میں ہے اور نہیں تو عمر رضی اللہ عنہ کے قول میں کہ توبہ کرے تو تیری شہادت کو قبول کروں گا اس میں جمہور کے لیے دلالت ہے۔ ابن منیر نے کہا کہ شرط ہونا توبہ قاذف کا جب کہ اپنے نزدیک حق پر ہو نہایت اشکال میں ہے بخلاف اس کے جب کہ ہو جھوٹا اپنے نفس میں شرط ہونا اس کا ظاہر ہے اور ممکن ہے یہ کہ کہا جائے کہ حرام کاری کو دیکھنے والے کو حکم کیا گیا ہے کہ وہ اس کے حال کو ظاہر نہ کرے مگر جب کہ کمال نصاب کا اس کے ساتھ متحقق ہو یعنی چار گواہ۔ اور جب اس کو اس سے پہلے کھولے تو گناہگار ہو گا پس توبہ کرے گناہ کے ظاہر کرنے نہ سچ سے اپنے علم میں۔ اور شاید عمر رضی اللہ عنہ کو اس پر اطلاع نہیں ہوئی پس حکم کیا اس کو توبہ کرنے کا۔ (فتح)

۲۴۵۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ

۲۴۵۵۔ زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں کہ جو زنا کرے اور بیاہا ہوا ہو ساتھ مارنے سو کوڑے کے اور ایک سال تک نکال دینے کے۔

اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ فِيْمَنْ زَنٰى وَلَمْ يُحْصَنْ بِجَلْدِ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبِ عَامٍ.

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ یہ مدت اقصی اس چیز کی ہے کہ وارد ہوئی ہے گناہگار کی پاکی طلب کرنے میں۔

تنبیہ: جمع کیا ہے بخاری نے ترجمہ میں چور اور قاذف کو اشارہ کرنے کے لیے کہ نہیں ہے فرق توبہ کے قبول کرنے میں ان دونوں سے۔ نہیں تو پس نقل کیا ہے طحاوی نے اجماع کو چور کی گواہی کے قبول کرنے میں جب کہ توبہ کر لے۔ ہاں اوزاعی کا مذہب یہ ہے کہ محدود فی الخمر کی گواہی قبول نہیں اگرچہ توبہ کرے اور اس نے تمام شہروں کے فقہاء کی مخالفت کی ہے۔ (فتح)

بَابُ لَا يَشْهَدُ عَلٰى شَهَادَةِ جَوْرٍ إِذَا أُشْهِدَ

نہ گواہ ہو ظلم کی شہادت پر جب کہ گواہ پکڑا جائے۔

فائدہ: بخاری نے اس باب میں نعمان کی حدیث ذکر کی ہے کہ اس کے باپ نے اس کو غلام ہبہ کیا اور اس کی شرح ہبہ میں گذر چکی ہے۔ اور یہ جو بخاری نے ترجمہ میں کہا کہ جب کہ گواہ پکڑا جائے تو اس سے پکڑا جاتا ہے کہ وہ ظلم پر گواہ نہ ہو جب کہ نہ گواہ پکڑا جائے بطریق اولی۔ (فتح)

٢٤٥٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَأَلَتْ أُمِّيْ أَبِيْ بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ لِيْ مِنْ مَّالِهِ ثُمَّ بَدَا لَهُ فَوَهَبَهَا لِيْ فَقَالَتْ لَا أَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بِيَدِيْ وَأَنَا غُلَامٌ فَأَتٰى بِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُمَّهُ بِنْتَ رَوَاحَةَ سَأَلَتْنِيْ بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ لِهٰذَا قَالَ أَلَكَ وَلَدٌ سِوَاهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأُرَاهُ قَالَ لَا تُشْهِدْنِيْ عَلٰى جَوْرٍ. وَقَالَ أَبُوْ حَرِيْزٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ لَا أَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ.

٢٤٥٦۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری ماں نے میرے باپ سے میرے لیے اس کے مال سے بخشش چاہی یعنی اور کچھ مدت اس نے اس میں تاخیر کی پھر اس کو مناسب معلوم ہوا تو اس نے وہ چیز مجھ کو بخشی تو میری ماں نے کہا کہ میں راضی نہیں ہوتی یہاں تک کہ تو حضرت ﷺ کو گواہ کرے تو میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں لڑکا تھا اور مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس لایا تو کہا کہ اس کی ماں رواحہ کی بیٹی نے مجھ سے اس کے لیے کچھ بخشش چاہی تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس کے سوائے تیری اور اولاد بھی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو ناحق پر گواہ نہ کر اور ایک روایت میں ہے کہ میں ناحق پر گواہ نہیں ہوتا۔

۲۴۵۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ زَهْدَمَ بْنَ مُضَرِّبٍ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ لَا أَدْرِيْ أَذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَ يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَ يَنْذِرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ.

۲۴۵۷۔ابن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں یعنی اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں اوران کے شاگرد اور صحبت یافتہ ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو تابعین سے ملے ہوئے ہیں عمران نے کہا میں نہیں جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے کے بعد دو زمانے ذکر کیے یا تین ۔حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بعد وہ لوگ آئیں گے کہ خیانت کریں گے کوئی ان کے پاس امانت نہ رکھے گا اور گواہی دیں گے اور گواہ نہ پکڑے جائیں گے اور نذر مانیں گے اور پوری نہ کریں گے اور ظاہر ہوگا ان میں موٹاپا یعنی بندہ شکم ہو جائیں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب فضائل الصحابہ میں آئے گی اور اس کی غرض یہاں وہ چیز ہے کہ گواہوں کے ساتھ متعلق ہے۔اور یہ جو کہا کہ ان کو کوئی امانت سپرد نہ کرے گا تو اس کا معنی یہ ہے کہ لوگ ان کا اعتبار نہ کریں گے اور ان کو امین نہ جانیں گے اس لیے کہ ان کی خیانت ظاہر ہوگی لوگوں کو ان پر کچھ اعتبار نہیں رہے گا اور یہ جو کہا کہ گواہی دیں گے بدون گواہی مانگے احتمال ہے کہ مراد گواہی کا اٹھانا بغیر اٹھوانے کے یا گواہی دینی ہے بغیر مانگے اور دوسرا احتمال اقرب ہے اور تعارض ہے اس کے ساتھ جو مسلم نے زیاد بن خالد سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں بہتر گواہ کی خبر نہ دوں؟ وہ ہے کہ بغیر مانگے گواہی دے اور اختلاف کیا ہے علماء نے ان دونوں کی ترجیح میں ابن عبد البر نے کہا کہ زید بن خالد کی حدیث کو ترجیح ہے کہ کیونکہ وہ اہل مدینہ کی روایت سے ہے اور اس کے غیر نے عمران کی حدیث کو ترجیح دی ہے اس لیے کہ بخاری اور مسلم نے اس پر اتفاق کیا ہے اور زید کی حدیث صرف مسلم نے روایت کی ہے اور اس کے علاوہ اور لوگوں نے ان میں کئی طرح سے تطبیق دی اور کئی جواب دیئے ہیں ایک یہ کہ زید کی حدیث سے مراد وہ شخص ہے کہ ہو اس کے نزدیک گواہی ایک آدمی کی حق کے ساتھ اور گواہی والا یہ نہیں جانتا کہ یہ میرا گواہ ہے تو وہ گواہ اس کے پاس آئے اور اس کو خبر دے کہ میں تیرا گواہ ہوں یا مالک کو معلوم تھا کہ یہ میرا گواہ ہے لیکن وہ مر گیا اور وارث چھوڑے تو وہ گواہ ان کو آ کر خبر دے کہ میں تمہارا گواہ ہوں اور یہ بہت عمدہ جواب ہے اور یہی جواب دیا ہے یحییٰ بن سعید امام مالک کے استاد اور مالک وغیرہ نے اور دوسرا یہ کہ مراد اس سے گواہی حسبہ ہے اور حسبہ وہ گواہی ہے کہ نہ متعلق ہو آدمیوں کے حقوق کے ساتھ جو محض ان کے ساتھ خاص ہیں

اورداخل ہوتا ہے حسبہ میں اس چیز سے کہ متعلق ہے اللہ کے حق کے ساتھ یا اس میں اس سے کوئی شبہ ہو عتاق ہے اور وقف اور وصیت عامہ اور عدت اور طلاق اور حدود اور اسی کی مانند۔ اور اس کا حاصل یہ ہے کہ ابن مسعود کی حدیث سے مراد آدمیوں کے حقوق کی گواہی ہے۔ تیسرا یہ کہ وہ محمول ہے مبالغہ پر ادا کے قبول کرنے کے بارے میں یعنی اس کے لیے نہایت مستعد ہونا۔ پس اس کی استعداد کی شدت کے لیے ہوگا اور اس کے لیے مانند اس شخص کی کہ بغیر مانگے گواہی دے یعنی گواہی ادا کرنے میں نہایت جلدی کرے بغیر توقف کے اور یہ جواب اس پر مبنی ہے کہ اصل گواہی کے ادا کرنے میں حاکم کے نزدیک یہ ہے کہ نہ ہو مگر طلب کے بعد صاحب حق سے پس خاص ہوگی اس کی مذمت اس کی جو بن مانگے گواہی دے اس کے ساتھ جو مذکور ہوا اس شخص سے کہ خبر گواہی کے ساتھ اپنے نزدیک جس کو اس کا مالک نہ جانتا ہو گواہی حسبہ مراد ہے۔ اور بعض کا یہ مذہب ہے کہ بغیر مانگے گواہی دینی درست ہے بنا بر ظاہری عموم زید کی حدیث کے اور انہوں نے عمران رضی اللہ عنہ کی حدیث کی کئی تاویلیں کیں ہیں ایک یہ کہ وہ محمول ہے جھوٹی گواہی پر یعنی اس کے اٹھانے کے وقت وہاں موجود تھا۔ حکایت کی ہے ترمذی نے یہ تاویل بعض اہل علم سے۔ اور دوم یہ کہ مراد اس سے قسم میں گواہی ہے یعنی کہنا کہ میں اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں یعنی قسم کھاتا ہوں کہ نہیں تھا مگر اس طرح یعنی گواہی سے مراد قسم ہے۔ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برا جانا یہ جواب طحاوی کا ہے۔ سوم مراد اس سے لوگوں کے غیبی کاموں پر گواہی دینا ہے جیسے ایک قوم کے لیے گواہی دے کہ وہ جنت میں ہیں اور ایک قوم کے لیے گواہی دے کہ وہ دوزخ میں ہیں بغیر دلیل کے جیسا کہ اہل اہواء کرتے ہیں حکایت کی ہے یہ خطابی نے۔ چہارم یہ کہ اس سے مراد وہ ہے کہ گواہی کے لیے کھڑا ہو اور وہ اہل گواہی سے نہ ہو۔ پنجم یہ کہ اس سے مراد گواہی میں جلدی کرنا ہے بغیر مانگے اور اس کا مالک اس کو جانتا ہو۔ اور یہ جو کہا کہ بغیر مانگے گواہی دیتے ہیں تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ جو سنے کسی مرد سے کہ کہتا ہو کہ فلاں کے لیے مجھ پر اتنا قرض ہے تو نہیں جائز ہے اس کو کہ گواہی دے اس پر اس کے ساتھ اوپر برخلاف اس شخص کے جو کسی مرد کو دیکھے کہ وہ اس کو قتل کرتا یا اس کا مال چھینتا ہے پس تحقیق اس کو جائز ہے کہ اس کی گواہی دے اگرچہ نہ گواہ پکڑے اس کو قصور کرنے والا۔ اور موٹاپے سے مراد یہ ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں فراخی کو محبوب رکھیں گے اور وہ موٹا ہونے کا سبب ہے۔ اور ابن تین نے کہا کہ موٹاپے کو پسند کریں گے کہ اس کا بدن خوب موٹا ہو نہ کہ جو پیدائشی موٹا ہو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ان میں مال کی کثرت ظاہر ہوگی۔ (فتح)

٢٤٥٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ

۲۴۵۸۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگوں سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں یعنی اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں

قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ یَجِیْءُ أَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ یَمِیْنَهٗ وَیَمِیْنُهٗ شَهَادَتَهٗ. قَالَ إِبْرَاهِیْمُ وَكَانُوْا یَضْرِبُوْنَنَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ.

پھر ان تینوں زمانوں کے بعد وہ لوگ آئیں گے جنکی گواہی قسم سے سبقت کرے گی اور قسم گواہی پر سبقت کرے گی یعنی لوگ بے دیانتی کے سبب سے ناحق بے فائدہ قسمیں کھائیں گے اور بے حاجت گواہی دیں گے اور ابراھیم نے کہا کہ تھے سلف مارتے ہم کو گواہی پر اور عہد پر۔

فائدہ: یعنی یہ کہنے پر کہ میں اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں اور مجھ پر اللہ کا عہد ہے کہ البتہ اس طرح تھا اور مارتے اس لیے تھے کہ کہیں اس کی عادت نہ بن جائے۔اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہم چھوٹے تھے۔اور احتمال یہ ہے کہ نہی مراد ہو گواہی کے لین دین سے اس لیے کہ اس میں حرج ہے خاص کر اس کے ادا کرنے کے وقت اس لیے کہ آدمی سے بھول چوک ہو جاتی ہے۔خاص طور پر اس لیے کہ اس وقت لکھتے نہ تھے۔اور احتمال ہے کہ نہی سے مراد عہد سے وصیت میں داخل ہونا ہو اس لیے کہ اس میں بڑے فساد ہیں۔(فتح)

بَابُ مَا قِیْلَ فِیْ شَهَادَةِ الزُّوْرِ لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ﴾ وَكِتْمَانِ الشَّهَادَةِ لِقَوْلِهٖ ﴿وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ یَّكْتُمْهَا فَإِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ﴾. ﴿تَلْوُوْا﴾ أَلْسِنَتَكُمْ بِالشَّهَادَةِ.

بیان ہے اس چیز کا کہ کہی گئی ہے جھوٹی گواہی میں۔اس آیت کی وجہ سے یعنی جو لوگ کہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ نہ چھپاؤ گواہی کو اور جو اس کو چھپائے تو اس کا دل گناہ گار ہے اور اللہ ساتھ اس چیز کے تم کرتے ہو جاننے والا ہے۔یعنی اور مراد ساتھ تلووا کے کہ قرآن میں واقع ہوا یہ ہے کہ پھیرو تم اپنی زبانوں کو گواہی کے ساتھ۔

فائدہ: یعنی اس کی تغلیظ اور عذاب کا بیان۔

فائدہ: بخاری نے اشارہ کیا ہے کہ آیت کا سیاق جھوٹی گواہی کے لین دین میں ہے۔اور بعض کہتے ہیں کہ اس جگہ زور سے مراد شرک ہے۔اور سب قولوں میں سے ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ اس سے مراد اس کی مدح ہے جو نہ حاضر ہو کسی چیز کو جھوٹ سے۔(فتح)

فائدہ: اور اس سے مراد یہ قول ہے کہ اس کا دل گناہگار ہے۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس سے مراد تحریف کرنا ہے۔اور شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے کتمان شہادت کے خلاف جھوٹی شہادت کو جوڑنے سے کہ جھوٹی گواہی اس لیے حرام ہے کہ وہ سبب ہے حق کے باطل کرنے کے لیے۔پس چھپانا شہادت کا بھی سبب ہے حق کے باطل کرنے کا۔اور اشارہ کیا ہے اس حدیث کی طرف کہ

قیامت کی نشانیوں میں سے جھوٹی گواہی کا ظاہر ہونا اور سچی گواہی کو چھپانا ہے اور روایت کی ہے یہ حدیث احمد نے۔ (فتح)

٢٤٥٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ وَهْبَ بْنَ جَرِيْرٍ وَعَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ إِبْرَاهِيْمَ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَبَائِرِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ. تَابَعَهُ غُنْدَرٌ وَّأَبُوْ عَامِرٍ وَبَهْزٌ وَّعَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ شُعْبَةَ.

۲۴۵۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ کبیرہ گناہ کون سا ہے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا یعنی کسی کو اس کا ساجھی ٹھہرانا اور ماں باپ کو رنج دینا اور ناحق خون کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔

٢٤٦٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلَاثًا قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ. وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ.

۲۴۶۰۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا نہ خبر دوں میں تم کو ساتھ ان گناہوں کے جو کبیرہ گناہوں میں بہت بڑے ہیں یہ آپ نے تین بار فرمایا اصحاب نے فرمایا کہ کیوں نہیں یا حضرت بتلائیے؟ فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا ماں باپ کو رنج دینا اور نافرمانی کرنا حضرت ﷺ تکیہ لیے بیٹھے تھے پھر اٹھ بیٹھے سو فرمایا کہ خبردار رہو اور جھوٹی بات پھر حضرت ﷺ ہمیشہ اس کو مکرر کہتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ کاش کہ حضرت ﷺ چپ ہوتے۔

فائدہ: شرک سے مراد مطلق کفر ہے۔ اور تحقیق اس کے ساتھ ذکر کی اس کے غلبے کے لیے ہے وجود میں خاص کر عرب کے ملک میں پس ذکر کیا اس کو تنبیہ کے لیے اس کے غیر پر۔ اور جو کہا کہ تکیہ لیے ہوئے تھے پھر اٹھ بیٹھے تو یہ مشعر ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کا بہت اہتمام کیا اور فائدہ دیتی ہے یہ تاکید اس کی تحریم کو اور بڑے ہونے اس کے قبح کو۔ اور اہتمام کا سبب یہ ہے کہ لوگ اس کو آسان جانتے ہیں اور اس میں اکثر سستی کرتے ہیں اور نیز اس کے باعث بہت ہیں پس اس لیے کہ اس کے اہتمام کی زیادہ ضرورت ہوئی۔ اور اس حدیث میں تقسیم گناہوں کی کبیرہ اور اکبر کی طرف

ہے اور اس سے صغیرہ گناہوں کا ثبوت پکڑا جاتا ہے۔اس لیے کہ بہ نسبت اس کے کبیرہ اس سے اکبر ہے اور صغیروں کے ثبوت میں اختلاف مشہور ہے اور جو کہتا ہے کہ گناہوں میں صغیرہ کوئی نہیں تو اس کا تمسک یہ ہے کہ اللہ کے حکم اور نہی کی مخالفت بڑی ہے۔پس مخالفت بہ نسبت اللہ کے جلال کے کبیرہ ہے لیکن جو صغیرہ ثابت کرتا ہے اس کے لیے جائز ہے کہ وہ کہے کہ وہ صغیرہ ہے بہ نسبت اس کی جو اس سے بڑا ہے جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر باب کی حدیث۔اور تحقیق سمجھا گیا ہے فرق صغیرہ اور کبیرہ کے درمیان مدارک شرع سے۔اور نماز کے ابتداء میں گذر چکی ہے وہ چیز کہ دور کرتی ہے گناہوں کو جب تک کہ کبیرہ نہ ہوں، پس ثابت ہوا کہ بعض گناہ عبادتوں سے دور ہوجاتے ہیں اور بعض دور نہیں ہوتے اور یہ عین مدعی ہے۔پھر صغائر اور کبائر کے مراتب مختلف ہیں باعتبار ان کے معنی میں تفاوت کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جھوٹی گواہی دینا حرام ہے اور اس کے معنی میں ہے جو چیز کہ جھوٹی ہو۔(فتح)

بَابُ شَهَادَةِ الْأَعْمٰى وَأَمْرِهٖ وَنِكَاحِهٖ وَإِنْكَاحِهٖ وَمُبَايَعَتِهٖ وَقَبُوْلِهٖ فِي التَّأْذِيْنِ وَغَيْرِهٖ وَمَا يُعْرَفُ بِالْأَصْوَاتِ وَأَجَازَ شَهَادَتَهٗ قَاسِمٌ وَّالْحَسَنُ وَابْنُ سِيْرِيْنَ وَالزُّهْرِيُّ وَعَطَاءٌ وَّقَالَ الشَّعْبِيُّ تَجُوْزُ شَهَادَتُهٗ إِذَا كَانَ عَاقِلًا وَّقَالَ الْحَكَمُ رُبَّ شَيْءٍ تَجُوْزُ فِيْهِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ أَرَأَيْتَ ابْنَ عَبَّاسٍ لَوْ شَهِدَ عَلٰى شَهَادَةٍ أَكُنْتَ تَرُدُّهٗ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَبْعَثُ رَجُلًا إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ أَفْطَرَ وَيَسْأَلُ عَنِ الْفَجْرِ فَإِذَا قِيْلَ لَهٗ طَلَعَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ اسْتَأْذَنْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَعَرَفَتْ صَوْتِيْ قَالَتْ سُلَيْمَانُ ادْخُلْ فَإِنَّكَ مَمْلُوْكٌ مَا بَقِيَ عَلَيْكَ شَيْءٌ وَّأَجَازَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ شَهَادَةَ امْرَأَةٍ مُنْتَقِبَةٍ.

باب ہے بیان میں گواہی اندھے کی اور اس کے کاروبار کے اور نکاح کر دینے کے اور بیع شرا اور قبول کرنے قول اس کے کو اذان وغیرہ میں مانند امامت وغیرہ کی اور وہ چیز کہ پہچانی جاتی ہے ساتھ آواز کے۔یعنی اور جائز رکھا ہے اندھے کی گواہی کو ان چاروں اماموں نے۔یعنی اور شعبی نے کہا کہ جائز ہے گواہی اندھے کی جب کہ ہو عاقل یعنی سمجھدار ہو باریک باتوں کو سمجھ سکتا ہو۔یعنی اور حکم نے کہا کہ بہت چیزیں ہیں کہ ان میں اندھے کی گواہی درست ہے یعنی اور زہری نے کہا کہ کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھتا ہے کہ اگر کسی چیز پر گواہی دے تو کیا تو اس کی گواہی کو رد کرے گا؟ یعنی اور تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما بھیجتے کسی شخص کو جب غائب ہوتا سورج خبر دیتا ان کو تو افطار کرتے روزے کو اور پوچھتے فجر کے وقت سے سو جب کہا جاتا کہ صبح صادق نے طلوع ہوئی ہے تو دو رکعتیں پڑھتے۔یعنی اور سلیمان بن یسار نے کہا کہ میں نے اندر آنے کے لیے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت چاہی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے میری آواز پہچانی تو فرمایا کہ اے سلیمان اندر آ پس

تحقیق تو غلام ہے جب تک کہ باقی ہے تجھ پر کچھ بدل کتاب سے ۔یعنی اور جائز رکھی ہے سمرہ رضی اللہ عنہ نے گواہی نقاب والی عورت کی ۔

فائدہ: بخاری نے اندھے کی گواہی کے جائز رکھنے کی طرف میلان کیا ہے پس اشارہ کیا ہے استدلال کی طرف اس کے لیے اس چیز کے ساتھ کہ جو اس کے نکاح سے جواز ذکر کیا ۔اور بیع شرا اس کی سے اور قبول کرنے اس کے قول کے اذان وغیرہ میں اور یہ قول مالک اور لیث کا ہے برابر ہے کہ جانے اس کو پہلے اندھے ہونے کے یا اس کے بعد۔اور جمہور نے تفصیل کی پس جائز رکھا ہے انہوں نے اس چیز کو کہ اٹھایا ہوا ہو اس کو پہلے اندھا ہونے سے نہ کہ اس کے بعد اور اسی طرح وہ چیز کہ اس میں بجائے دیکھنے والے کے ہو مانند اس کی کہ گواہی دے اس کو کوئی شخص کسی چیز کے ساتھ اور متعلق ہو وہ اس کے ساتھ یہاں تک کے اس کے ساتھ گواہی دے اس پر ۔اور حکم سے روایت ہے کہ تھوڑی چیز میں جائز ہے اور بہت میں جائز نہیں ۔اور ابو حنیفہ اور محمد نے کہا کہ اس کی کسی وقت بھی درست نہیں مگر اس چیز میں کہ اس کا طریق استفاضہ ہو یعنی شہرت کی وجہ سے معلوم ہوا اور نہیں تمام اس چیز میں کہ استدلال کیا ہے اس کے ساتھ بخاری نے منفصل مذہب کے دفع کے لیے ۔اس لیے کہ نہیں ہے کوئی مانع حمل کرنے مطلق کے سے مقید پر ۔(فتح)

فائدہ: عاقل کے ساتھ مراد جنون سے احتراز نہیں اس لیے کہ اس سے احتراز ضرور ہے برابر ہے کہ اندھا ہو یا بینا ۔(فتح)

فائدہ: شاید اس نے توسط کیا ہے دونوں مذہبوں جواز اور منع کے درمیان ۔(فتح)

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما آخر عمر میں اندھے ہو گئے تھے ۔

فائدہ: اور اس کے تعلق کی وجہ اس کے ساتھ یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خبر پر اعتماد کرتے باوجود اس کے کہ اس کا بدن نہ دیکھتے تھے فقط اس کی آواز سنتے تھے ۔ابن منیر نے کہا کہ شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے ساتھ کہ اندھے کی گواہی جائز ہے تعریف پر جب پہچانے کہ یہ فلاں ہے ۔پس جب پہچانے تو گواہی دے کہا اور گواہی تعریف کی مختلف فیہ ہے مالک وغیرہ کے نزدیک ۔اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نہ کفایت کرتے تھے سورج کے دیکھنے کے ساتھ اس لیے کہ اس کو پہاڑ اور بادل چھپاتے ہیں اور کفایت کرتے ہیں غالب ہونے کے ساتھ اندھیرے میں اس کنارے میں کہ مشرق کی طرف سے ہے ۔(فتح)

فائدہ: اس کی شرح کتاب العتق میں گذر چکی ہے اور اس میں دلیل ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھتی تھیں کہ غلام سے پردہ واجب نہیں ۔برابر ہے کہ اپنی ملک میں ہو یا غیر کی ملک میں ۔اس لیے کہ سلیمان میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کا مکاتب تھا ۔اور جو کہتا ہے کہ احتمال ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مکاتب ہو تو وہ صحیح احادیث کے معارض ہے ۔محض احتمال کے اور وہ مردود ہے ۔اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کے لیے

عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت چاہی اور یہ احتمال نہایت بعید ہے۔ (فتح)

فائدہ: اس اثر کے وارد کرنے سے اس بات کی تائید مقصود ہے کہ آواز پر اعتماد کرنا شرع میں آیا ہے پس اندھے کی گواہی بھی جائز ہوگی کہ وہ بھی آواز سے پہچان سکتا ہے۔ (ت)

٢٤٦١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا آيَةً أَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا. وَزَادَ عَبَّادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ تَهَجَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ فَسَمِعَ صَوْتَ عَبَّادٍ يُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَصَوْتُ عَبَّادٍ هٰذَا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمْ عَبَّادًا.

۲۴۶۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو سنا کہ مسجد میں قرآن پڑھتا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس کو رحمت کرے کہ البتہ تحقیق یاد دلائی اس نے مجھ کو فلانی فلانی آیت کہ میں نے ان کو فلانی فلانی سورت سے گرایا تھا یعنی میں ان کو بھول گیا تھا اور زیادہ کیا ہے عبادہ بن عبداللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت ﷺ نے میرے گھر میں تہجد کی نماز پڑھی تو آپ نے عباد کی آواز سنی کہ مسجد میں نماز پڑھتا تھا تو فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا یہ عباد کی آواز ہے میں نے کہا ہاں۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی رحم کر عباد پر۔

فائدہ: اور اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کی آواز پر اعتماد کیا اس کے بدن کے دیکھنے کے بغیر۔ (فتح)

٢٤٦٢۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ أَوْ قَالَ حَتّٰى تَسْمَعُوْا أَذَانَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ وَكَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ رَجُلًا أَعْمٰى لَا يُؤَذِّنُ حَتّٰى يَقُوْلَ لَهُ النَّاسُ أَصْبَحْتَ.

۲۴۶۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ بلال رات کو اذان دیتا ہے سو تم کھایا پیا کرو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دے یا یوں فرمایا کہ یہاں تک کہ تم ابن ام مکتوم کی اذان سنو۔ اور ابن ام مکتوم اندھا مرد تھا نہ اذان دیتا تھا یہاں تک کہ لوگ اس کو کہتے کہ تو نے صبح کی۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الاذان میں گذر چکی ہے اور اس سے غرض اندھے کی آواز پر اعتماد کرنا ہے۔

٢٤٦٣۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ مِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةٌ فَقَالَ لِيْ أَبِيْ مَخْرَمَةُ انْطَلِقْ بِنَا إِلَيْهِ عَسٰى أَنْ يُعْطِيَنَا مِنْهَا شَيْئًا فَقَامَ أَبِيْ عَلَى الْبَابِ فَتَكَلَّمَ فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ قَبَآءٌ وَهُوَ يُرِيْهِ مَحَاسِنَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ.

۲۴۶۳۔مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبائیں آئیں تو میرے پاس مخرمہ نے کہا کہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چل نزدیک ہے کہ ہم کو ان سے کچھ دیں ۔سو میرا باپ دروازے پر کھڑا ہوا اور کلام کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آواز پہچانی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ایک قبا تھی اور آپ اس کی خوبیاں اس کو دکھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے یہ قبا تیرے لیے چھپا رکھی تھی۔

فائدہ: اور اس سے غرض یہ قول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آواز پہچانی اس لیے کہ اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آواز پر اعتماد کیا اس سے پہلے کہ اس کا بدن دیکھیں اور اس کی شرح لباس میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور جو اندھے کی گواہی کو جائز نہیں رکھتا اس نے حجت پکڑی ہے کہ نہیں جائز ہے گواہی یہ مگر یقین کے ساتھ اور اندھا نہیں یقین کرتا آواز پر اس لیے کہ جائز ہے کہ اس کی آواز غیر کی آواز کے مشابہ ہو۔اور جائز رکھنے والوں نے جواب دیا ہے کہ محل قبول کا ان کے نزدیک اس وقت ہے جب کہ ثابت ہو آواز اور قرینہ پایا جائے جو دلالت کرنے والا ہے اس کے لیے ۔اور لیکن جب شبہ ہو تو اس وقت کوئی قائل نہیں ۔اور اس قبیل سے اندھے کے نکاح کا جواز ہے اپنی بیوی سے اور حالانکہ وہ اس کو نہیں پہچانتا مگر اس کی آواز سے ۔لیکن اس کی آواز کا سننا اس پر مقرر ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے لیے علم واقع ہوتا ہے کہ یہ وہی ہے نہیں تو جب اس کے نزدیک قوی احتمال ہو کہ وہ اس کا غیر ہے تو نہیں جائز ہے اس کو اقدام کرنا اس پر۔اور اسماعیلی نے کہا کہ نہیں باب کی حدیثوں میں دلالت جواز مطلق پر اس لیے کہ اندھے کا نکاح اپنے نفس سے متعلق ہے اس لیے کہ وہ اس کی بیوی اور لونڈی میں ہے اور غیر اس کو اس میں داخل نہیں اور لیکن قصہ عباد اور مخرمہ کا پس ایک چیز میں ہے کہ ان کے ساتھ متعلق ہے ان کے غیر کے کیونکہ غیر کے متعلق نہیں ۔اور لیکن اذان دینی پس حدیث کے آخر میں کہا ہے کہ وہ نہ اذان دیتا تھا یہاں تک کہ اس کو کہا جاتا کہ تو نے صبح کی پس اعتماد جماعت مذکورہ پر ہے جو اس وقت کہ خبر دیتی تھی اور جو زہری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا پس وہ قبول ہے اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوتی اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے فقیہ تر اس سے کہ گواہی دیں اس چیز میں

کہ نہیں ہے جائز اس میں گواہی۔ اس لیے کہ اگر وہ اپنے باپ یا بیٹے یا غلام کے لیے گواہی دے تو اس کی گواہی قبول نہ ہوگی اور اللہ اس کو اس سے پناہ دے۔ (فتح)

بَابُ شَهَادَةِ النِّسَآءِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ﴾.

باب ہے بیان میں گواہی عورتوں کے اور بیان اس آیت کا کہ پس اگر دو مرد ہوں تو گواہی کے لیے ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے علماء کا اس آیت کے ظاہر پر قائل ہونے کے پس کہتے ہیں کہ جائز ہے عورتوں کی گواہی مردوں کے ساتھ، اور خاص کیا ہے اس کو جمہور نے قرض اور اموال کے ساتھ یعنی قرضوں اور مالوں میں عورتوں کی گواہی مردوں کے ساتھ جائز ہے۔ اور کہتے ہیں کہ نہیں جائز ہے ان کی گواہی حدود اور قصاص میں اور ان کا اختلاف ہے ان کا نکاح اور طلاق میں اور نسب اور اولاد میں اور جمہور کہتے ہیں کہ جائز نہیں اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ جائز ہے اور ان کی گواہی کے قبول ہونے پر سب کا اتفاق ہے اس چیز میں کہ جس پر مرد خبر نہیں رکھتے حیض اور جنابت آواز کرنے بچے کے اور عورتوں کے عیوب میں اور رضاع میں اختلاف ہے کما سیاتی۔ لیکن رہا اتفاق ان کا ان کے گواہی کے جائز ہونے میں اموال میں آیت مذکورہ کی وجہ سے ہے اور ان کا اتفاق ان کے منع ہونے پر حدود اور قصاص میں اس آیت کی وجہ سے کہ فَاِنْ لَّمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ۔ اور رہا ان کا اتفاق نکاح میں سو جس نے اس کو اموال کے ساتھ ملایا ہے اس نے جائز رکھی ہے اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے حق مہروں اور نفقات سے اور مانند اس کی اور جس نے اس کو حدود کے ساتھ ملایا ہے تو اس کے لیے ہے کہ وہ حلال جانتا ہے شرمگاہوں کے لیے اور ان کے حرام ہونے کے لیے اس کے ساتھ اور یہی مختار ہے اور اس کی تائید کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ گواہ کرو صاحب عادل کو اپنے سے۔ پھر ان کا نام حدیں رکھا اور فرمایا تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ۔ اور عورتیں حدود میں نہ قبول کی جائیں اور کس طرح گواہ بنیں اور عورتیں اس چیز میں جس میں ان کو تصرف نہیں ہے گرہ دینے سے اور کھولنے۔ اور یہ تفصیل باب کے منافی نہیں اس لیے کہ وہ معقود ان کی گواہی کے لیے فی الجملہ یعنی کسی وقت میں۔ اور اختلاف کیا ہے انہوں نے اس چیز میں کہ نہیں خبر ہوتی اس میں مردوں کو کہ کیا اس میں ایک عورت کی گواہی بھی کافی ہے یا نہیں تو جمہور کے نزدیک تو ضروری ہے کہ چار عورتیں ہوں اور مالک اور ابن لیلیٰ سے روایت ہے کہ دو عورتوں کی گواہی بھی کافی ہے اور شعبی سے ہے کہ اس میں ایک عورت کی گواہی بھی جائز ہے اور یہی قول حنفیہ کا ہے۔ پھر بخاری نے ذکر کی ابو سعید رضی اللہ عنہ کی اور وہ پوری حیض میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے حضرت ﷺ کا یہ قول ہے کہ عورت کی گواہی مرد کی گواہی سے آدھی ہے یا نہیں۔ مہلب نے کہا کہ اس سے استنباط کیا جاتا ہے کہ گواہوں میں کمی بیشی کرنا ان کی عقل اور ضبط کے اعتبار سے۔ دانا کی گواہی مقدم کی جائے سادھا آدمی کی گواہی پر۔ اور آیت میں ہے کہ جب گواہ گواہی

بھول جائے اور اس کا رفیق اس کو یاد دلائے تا کہ وہ اس کو یاد کرے تو جائز ہے اس کے لیے کہ گواہی دے۔ (فتح)

٢٤٦٤ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدٌ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا.

۲۴۶۴۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کی گواہی مرد کے آدھ ہے نہیں تو عورتوں نے کہا کیوں نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس ان کی کم عقل کے سبب سے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ عورت کی گواہی جائز ہے۔

بَابُ شَهَادَةِ الْإِمَآءِ وَالْعَبِيْدِ وَقَالَ أَنَسٌ شَهَادَةُ الْعَبْدِ جَائِزَةٌ إِذَا كَانَ عَدْلًا وَّأَجَازَهُ شُرَيْحٌ وَّزُرَارَةُ بْنُ أَوْفٰى وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ شَهَادَتُهُ جَائِزَةٌ إِلَّا الْعَبْدَ لِسَيِّدِهِ وَأَجَازَهُ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيْمُ فِي الشَّيْءِ التَّافِهِ وَقَالَ شُرَيْحٌ كُلُّكُمْ بَنُوْ عَبِيْدٍ وَإِمَآءٍ.

باب ہے بیان میں گواہی لونڈیوں اور غلاموں کے یعنی اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ غلام کی جائز ہے جب عادل ہو یعنی اور جائز رکھا ہے اس کو شریح اور زرارہ نے یعنی اور ابن سیرین نے کہا کہ غلام کی گواہی قبول ہے مگر غلام کی گواہی اپنے مالک کے لیے جائز نہیں یعنی اور جائز رکھا ہے اس کو حسن اور ابراہیم نے تھوڑی چیز میں۔ یعنی اور شریح نے کہا کہ تم سب غلاموں اور لونڈیوں کے بیٹے ہو یعنی سب اللہ کے بندے ہو تمہارے درمیان فرق نہیں۔

فائدہ: یہ غلامی کی حالت میں ہے۔ اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ان کی گواہی مطلق قبول نہیں اور ایک جماعت نے کہا کہ مطلق قبول ہے اور تحقیق نقل کیا بخاری نے بعض اس کو۔ اور یہ قول احمد اور اسحق اور ابو ثور کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ تھوڑی چیز میں قبول کی جائے یہ قول شعبی اور شریح اور نخعی اور حسن کا ہے۔ (فتح)

فائدہ: شریح کے پاس ایک غلام نے گواہی دی تو کسی نے کہا کہ یہ غلام ہے تو اس نے جواب دیا کہ ہم سب غلام ہیں۔ (فتح)

٢٤٦٥ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ

۲۴۶۵۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ اس نے ام یحیٰی اہاب کی بیٹی سے نکاح کیا پھر ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں تو تم دونوں خاوند و بیوی کو دودھ پلایا ہے۔ میں نے اس کی یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ أَوْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ أُمَّ يَحْيٰى بِنْتَ أَبِيْ إِهَابٍ قَالَ فَجَآئَتْ أَمَةٌ سَوْدَآءُ فَقَالَتْ قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْرَضَ عَنِّيْ قَالَ فَتَنَحَّيْتُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ قَالَ وَكَيْفَ وَقَدْ زَعَمَتْ أَنْ قَدْ أَرْضَعَتْكُمَا فَنَهَاهُ عَنْهَا.

مجھ سے منہ پھیرا سو میں ایک طرف ہوا یعنی منہ کی طرف سے آیا اور میں نے آپ سے کہا کہ وہ جھوٹی ہے، تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ وہ کہتی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ حضرت ﷺ نے عقبہ کو اس عورت سے منع فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آئے گی اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے عقبہ کو اس عورت سے جدا ہونے کے ساتھ حکم کیا ساتھ قول لونڈی مذکورہ کے۔ سو اگر اس کی گواہی مقبول نہ ہوتی تو اسکے ساتھ عمل نہ کرتے اور نیز حجت پکڑی ہے علماء نے ساتھ اس آیت کے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ جن کو تم پسند رکھتے ہو گواہوں سے۔ کہتے ہیں کہ پس اگر غلام پسند ہو تو وہ بھی اس میں داخل ہے اور جواب دیا گیا ہے آیت سے اس کے ساتھ کہ اللہ نے اس کے آخر میں فرمایا ہے نہ انکار کریں گواہ جب کہ بلائے جائیں اور انکار تو صرف آزادوں سے حاصل ہوتا ہے غلام کے مشغول ہونے کے لیے مالک کے حق کے ساتھ اور اس استدلال میں نظر ہے اور اسماعیل نے باب کی حدیث سے جواب دیا ہے کہ اس کے ایک طریق میں آیا ہے مولاۃ کا لفظ اس آزاد پر بولا جاتا ہے جس پر ولا ہو۔ پس اس میں اس پر دلالت نہیں کہ وہ غلام تھے اور تعاقب کیا گیا ہے کہ ساتھ اسکے کہ باب کی حدیث میں صریح آچکا ہے کہ وہ لونڈی تھی متعین ہوا کہ وہ آزاد نہ تھی اور ابن دقیق نے کہا کہ ہم نے باب کی حدیث کو ظاہر کر لیا ہے پس ضروری ہے قائل ہونا لونڈی کی گواہی کے ساتھ اور امام احمد نے بھی اسی کے ساتھ جزم کیا ہے کہ وہ لونڈی تھی۔ (فتح)

بَابُ شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ.

دودھ پلانے والی عورت کی گواہی کا بیان۔

٢٤٦٦۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَآئَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنِّيْ قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَكَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ دَعْهَا عَنْكَ أَوْ نَحْوَهٗ.

۲۴۶۶۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تو ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے تم دونوں خاوند و بیوی کو دودھ پلایا ہے۔ سو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ کہا گیا ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے اس کو اپنے پاس سے چھوڑ دے یا مانند اس کی فرمایا۔

فائدہ: اور حجت پکڑی ہے اس حدیث کے ساتھ اس شخص نے جو تنہا دودھ پلانے والی عورت کی گواہی کو قبول

کرتا ہے علی بن سعد نے کہا کہ میں نے احمد سے سنا کہ وہ ایک عورت کی گواہی کے بارے میں سوال کیے گئے رضاعت سے۔ امام احمد نے کہا کہ جائز ہے عقبہ کی حدیث کی وجہ سے اور یہی ہے قول اوزاعی کا اور نقل کیا گیا عثمان اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور زہری اور حسن اور اسحٰق سے۔ اور ابن شہاب سے روایت ہے کہ تفریق کی عثمان رضی اللہ عنہ نے کئی لوگوں کے درمیان کہ انہوں نے آپس میں نکاح کیا کالی عورت کے قول کے ساتھ کہ اس نے ان کو دودھ پلایا ہے ابن شہاب نے کہا کہ لوگ آج کے دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قول کو لیتے ہیں۔ اور اختیار کیا ہے اس کو ابوعبیدہ نے مگر اس نے کہا اگر گواہی دے دودھ پلانے والی تنہا تو واجب ہے خاوند پر عورت سے جدا ہونا اور نہیں واجب ہوتا اس پر حکم اس کے ساتھ اور اگر اس کے ساتھ کوئی اور عورت گواہی دے تو واجب ہوتا اس کے ساتھ حکم۔ اور نیز حجت پکڑی گئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کو اپنی بیوی سے جدا ہونا لازم نہیں کیا بلکہ اس کو فرمایا کہ اپنے پاس سے چھوڑ دے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ وہ کہتی ہے اور اشارہ کیا کہ یہ نہی تنزیہی ہے۔ اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہیں کافی ہے اس میں گواہی دودھ پلانے والی کی اس لیے کہ گواہی ہے خود اپنے ہی فعل پر۔ اور ابوعبیدہ نے عمر اور مغیرہ بن شعبہ اور علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ وہ باز رہی جدائی کرنے سے خاوند بیوی کے درمیان۔ اس کے ساتھ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جدائی کی جائے ان کے درمیان اگر لائے گواہ نہیں تو مرد اور عورت کا راستہ چھوڑ دیا جائے گا مگر یہ کہ وہ مرد عورت سے بچے۔ اور اگر یہ دروازہ کھولا جائے تو نہ چاہے گی کوئی عورت کہ خاوند بیوی کے درمیان جدائی کرے مگر کرے گی۔ اور شعبی نے کہا کہ قبول کی جائے گی اس کی گواہی تین عورتوں کے ساتھ بشرطیکہ نہ تعرض کرے عورت اجرت طلب کرنے کے ساتھ۔ اور بعض کہتے ہیں کہ مطلق قبول نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ قبول کی جائے محرم ہونے کے ثبوت میں سوائے ثبوت اجرت کے اس کے دودھ پلانے کی وجہ سے۔ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ قبول کی جائے دوسری عورت کے ساتھ اور ابوحنیفہ سے روایت ہے کہ دودھ پلانے کے باب میں عورتوں کی گواہی قبول نہ کی جائے جب کہ ان کے ساتھ کوئی مرد نہ ہو۔ اور اصطخری شافعی نے اس کا عکس کیا ہے اور جو صرف دودھ پلانے والی عورت کی گواہی قبول نہیں کرتا وہ جواب دیتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فنهاه سے مراد نہی تنزیہی ہے۔ اور امر دعھا میں اشارہ اس کے لیے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے منہ پھیرنا مفتی کا تا کہ خبردار ہو مسئلہ پوچھنے والا اس پر کہ حکم مسئلہ مسئول عنہا میں باز رہنا ہے اس سے اور یہ کہ جائز ہے مکرر سوال کرنا اس کے لیے جو مراد کو نہ سمجھے اور سوال کرنا سبب سے کہ چاہتا ہے نکاح کے دور ہونے کو۔ (فتح)

بَابُ تَعْدِيلِ النِّسَآءِ بَعْضِهِنَّ بَعْضًا.

بعض عورتوں کا بعض کو تعدیل کرنا۔

٢٤٦٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَأَفْهَمَنِي بَعْضَهُ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ

۲۴۶۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب اہل افک نے اپنے ان پر طوفان باندھا اور اللہ نے ان کی پاکی بیان کی کہ

بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّأَهَا اللهُ مِنْهُ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِنْ حَدِيْثِهَا وَبَعْضُهُمْ أَوْعٰي مِنْ بَعْضٍ وَأَثْبَتُ لَهُ اقْتِصَاصًا وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمُ الْحَدِيْثَ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ عَنْ عَائِشَةَ وَبَعْضُ حَدِيْثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا زَعَمُوْا أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّخْرُجَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهٖ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهٗ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِيْ غَزَاةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِيْ فَخَرَجْتُ مَعَهٗ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَأَنَا أُحْمَلُ فِيْ هَوْدَجٍ وَأُنْزَلُ فِيْهِ فَسِرْنَا حَتّٰى إِذَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهٖ تِلْكَ وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيْلِ فَقُمْتُ حِيْنَ آذَنُوْا بِالرَّحِيْلِ فَمَشَيْتُ حَتّٰى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِيْ أَقْبَلْتُ إِلَى الرَّحْلِ فَلَمَسْتُ صَدْرِيْ فَإِذَا عِقْدٌ لِّيْ مِنْ جَزْعِ أَظْفَارٍ قَدِ انْقَطَعَ فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِيْ

حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب سفر کو نکلنے کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے اور جس کے نام پر قرعہ نکلتا اس کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے سو حضرت ﷺ نے ایک جہاد کا ارادہ کیا اور ہمارے درمیان قرعہ ڈالا اور قرعہ میں میرا نام نکلا تو میں حضرت ﷺ کے ساتھ نکلی اس کے بعد کہ ہم کو پردے کا حکم ہوا تھا سو میں ایک کجاوے میں اٹھائی جاتی تھی اور اتاری جاتی تھی سو ہم چلے یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ اپنے اس جنگ سے فارغ ہو کر پھرے اور ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو حضرت ﷺ نے رات کو کوچ کا حکم دیا سو جب انہوں نے کوچ کی خبر دی تو میں اٹھ کر جائے ضرورت کے لیے لشکر سے باہر گئی اور جب میں جائے ضرورت سے فراغت کر کے اپنے کجاوے کے پاس آئی اور اپنے سینے کو ہاتھ لگایا تو میں نے اچانک دیکھا کہ میرا گلے کا ہار جو جزع ظفار (ایک قسم کا مہرہ ہوتا ہے سفید اور سیاہ) سے تھا ٹوٹ پڑا تو میں اپنا ہار تلاش کرنے کو پلٹ گئی اور مجھ کو وہاں تلاش کرنے میں دیر لگ گئی سو جو لوگ کجاوہ کسنے پر مقرر تھے وہ آئے اور میرے کجاوے کو اٹھا کر میرے اونٹ پر کسا جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی اور وہ گمان کرتے تھے کہ میں کجاوے میں ہوں اور عورتیں اس وقت دبلی ہلکی تھیں بھاری نہ تھیں ان کے بدن پر گوشت نہ تھا فقط تھوڑا سا کھانا کھاتی تھیں تو انہوں نے اٹھایا اٹھانے کے وقت کجاوے کے بوجھ سے انکار نہ کیا یعنی ان کو میرا ہونا یا نہ ہونا معلوم نہ ہوا سو اس کو کس کر اونٹ کو اٹھایا اور روانہ ہوئے اور میں لڑکی کم عمر تھی سو میں نے ہار پایا بعد اس کے کہ لشکر کوچ کر گیا سو میں لشکر کی جگہ میں آئی اور وہاں کوئی نہ تھا سو میں اپنے اترنے کی جگہ میں آئی اور میں نے گمان کیا

فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ فَأَقْبَلَ الَّذِيْنَ يَرْحَلُوْنَ لِي فَاحْتَمَلُوْا هَوْدَجِيْ فَرَحَلُوْهُ عَلَى بَعِيْرِي الَّذِيْ كُنْتُ أَرْكَبُ وَهُمْ يَحْسِبُوْنَ أَنِّيْ فِيْهِ وَكَانَ النِّسَآءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يَثْقُلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ وَإِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ حِيْنَ رَفَعُوْهُ ثِقَلَ الْهَوْدَجِ فَاحْتَمَلُوْهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيْثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوْا فَوَجَدْتُ عِقْدِيْ بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنْزِلَهُمْ وَلَيْسَ فِيْهِ أَحَدٌ فَأَمَمْتُ مَنْزِلِي الَّذِيْ كُنْتُ بِهِ فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُوْنَنِيْ فَيَرْجِعُوْنَ إِلَيَّ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ غَلَبَتْنِيْ عَيْنَايَ فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَّرَآءِ الْجَيْشِ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِيْ فَرَاٰى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَأَتَانِيْ وَكَانَ يَرَانِيْ قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهٖ حِيْنَ أَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ فَوَطِئَ يَدَهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُوْدُ بِيَ الرَّاحِلَةَ حَتّٰى أَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوْا مُعَرِّسِيْنَ فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِيْ تَوَلَّى الْإِفْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاشْتَكَيْتُ بِهَا شَهْرًا وَّالنَّاسُ يُفِيْضُوْنَ مِنْ قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكِ وَيَرِيْبُنِيْ فِيْ وَجَعِيْ أَنِّيْ لَا أَرٰى مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

کہ عنقریب ہے کہ البتہ وہ مجھ کو نہ پائیں گے تو پھیر لینے کو پلٹ آئیں گے سو جس حالت میں کہ میں بیٹھی تھی کہ مجھ کو نیند غالب آئی تو میں سو گئی اور صفوان بن معطل حضرت ﷺ کے حکم سے لشکر سے پیچھے رہا کرتے تھے یعنی تا کہ تھکے ماندے کو ساتھ لائے تو اس نے میری جگہ کے پاس صبح کی تو اس نے ایک سوتے آدمی کا بدن دیکھا تو وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھ کو پردہ سے پہلے دیکھا تھا اس نے تعجب سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو میں جاگ پڑی اس نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اس کے دونوں ہاتھ پر پاؤں رکھا یعنی تا کہ میں آسانی سے سوار ہو جاؤں سو وہ سواری کو کھینچتا ہوا چلا تھا سو ہم لشکر میں پہنچے بعد اس کے کہ وہ سخت گرمی میں اترے تھے یعنی دوپہر کو ہلاک ہوا جو ہلاک ہوا یعنی تہمت کرنے والوں نے مجھ پر تہمت باندھی اور متولی یعنی بانی مبانی اس تہمت و طوفان کا عبداللہ بن ابی تھا کہ منافقوں کا سردار تھا اور میں مدینے میں آ کر ایک مہینہ بیمار رہی اور لوگ تہمت کرنے والوں کی بات کا چرچا کرتے رہے اور مجھ کو اس طوفان کی کچھ بھی خبر نہ تھی اور مجھ کو اپنی بیماری میں یہ بات شک میں ڈالتی تھی کہ جیسے میں آگے اپنی بیماری میں حضرت ﷺ سے مہربانی دیکھتی تھی اس بار ایسی مہربانی نہیں دیکھتی صرف اتنا تھا کہ حضرت ﷺ گھر میں آ کر سلام کرتے تھے پھر کہتے تھے کہ اس عورت کا کیا حال ہے مجھ کو اس طوفان سے کچھ معلوم نہ تھا یہاں تک کہ مجھ کو بیماری سے کچھ افاقہ ہوا سو میں ام مسطح کے ساتھ مناصع کو نکلی جو ہمارے پاخانے کی جگہ تھی نہ نکلتی تھی ہم مگر رات کو پہلے اس سے کہ گھروں میں پاخانے بنائے جائیں اس وقت گھروں میں پاخانے نہ تھے اور ہمارا دستور پہلے عرب کا دستور تھا میدان میں

وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِیْ كُنْتُ أَرٰی مِنْهُ حِیْنَ أَمْرَضُ إِنَّمَا یَدْخُلُ فَیُسَلِّمُ ثُمَّ یَقُوْلُ كَیْفَ تِیْكُمْ لَا أَشْعُرُ بِشَیْءٍ مِنْ ذٰلِكَ حَتّٰی نَقِهْتُ فَخَرَجْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ مُتَبَرَّزُنَا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَیْلًا إِلٰی لَیْلٍ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِیْبًا مِّنْ بُیُوْتِنَا وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأُوَلِ فِی الْبَرِّیَّةِ أَوْ فِی التَّنَزُّهِ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ بِنْتُ أَبِیْ رُهْمٍ نَمْشِیْ فَعَثَرَتْ فِیْ مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتِ أَتَسُبِّیْنَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَتْ یَا هَنْتَاهْ أَلَمْ تَسْمَعِیْ مَا قَالُوْا فَأَخْبَرَتْنِیْ بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلٰی مَرَضِیْ فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلٰی بَیْتِیْ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ فَقَالَ كَیْفَ تِیْكُمْ فَقُلْتُ ائْذَنْ لِّیْ إِلٰی أَبَوَیَّ قَالَتْ وَأَنَا حِیْنَئِذٍ أُرِیْدُ أَنْ أَسْتَیْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا فَأَذِنَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَیْتُ أَبَوَیَّ فَقُلْتُ لِأُمِّیْ مَا یَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ فَقَالَتْ یَا بُنَیَّةُ هَوِّنِیْ عَلٰی نَفْسِكِ الشَّأْنَ فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِیْئَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ یُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا أَكْثَرْنَ عَلَیْهَا فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَقَدْ یَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِهٰذَا قَالَتْ فَبِتُّ تِلْكَ اللَّیْلَةَ حَتّٰی أَصْبَحْتُ لَا یَرْقَأُ لِیْ دَمْعٌ

سو میں اور ام مسطح چلتی ہوئی آگے بڑھی تو ام مسطح اپنی چادر میں گر پڑی اور کہا کہ ہلاک ہوا مسطح یعنی اس نے اپنے بیٹے مسطح کو بددعا دی۔ شاید گرنا اس کا غصہ سے تھا جو اس کو مسطح کی طرف سے حاصل ہوا تھا تو میں نے کہا کہ کیا تو ایسے مرد کو برا کہتی ہے کہ وہ بدری ہے یعنی اور اللہ نے بدریوں کے گناہ معاف کر دیئے ہیں تو ام مسطح نے کہا کہ اے بھولی کیا تو نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا۔ تو اس نے مجھ کو طوفان باندھنے والوں کے قول سے خبر دی تو مجھ کو بیماری پر بیماری زیادہ ہوئی سو جب میں اپنے گھر کی طرف پھری تو حضرت ﷺ میرے پاس آئے اور سلام کر کے کہا کہ اس عورت کا کیا حال ہے؟ تو میں نے کہا کہ مجھ کو اجازت ہو کہ میں اپنے ماں باپ کے گھر جاؤں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ ان کے پاس سے اس خبر کو تحقیق کروں تو حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت دی تو میں اپنے ماں باپ کے پاس آئی اور میں نے اپنی ماں سے کہا کہ یہ کیا بات ہے جس کا لوگ چرچا کرتے ہیں تو اس نے کہا کہ اے بیٹی اپنی جان پر اس غم کو آسان جان یعنی مت گھبرا پس قسم ہے اللہ کی البتہ کم ہے ہونا عورت خوبصورت کا کبھی نزدیک کسی مرد کے کہ اس کو دوست رکھتا ہو اس کے لیے سوکنیں ہوں مگر کہ اس کو بہت عیب لگاتی ہیں۔ تو میں نے کہا کہ سبحان اللہ لوگ یہ گفتگو کرتے ہیں سو میں نے وہ تمام رات صبح تک کاٹی اس حال میں کہ نہ مجھ کو تمام رات نیند آئی نہ میرے آنسو بند ہوئے پھر میں نے صبح کی تو حضرت ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلایا جب کہ وحی نے دیر کی اور میرے چھوڑنے میں ان سے مشورہ پوچھا سو اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو اشارہ کیا ساتھ

وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ أَصْبَحْتُ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْتَشِيْرُهُمَا فِيْ فِرَاقِ أَهْلِهٖ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلَيْهِ بِالَّذِيْ يَعْلَمُ فِيْ نَفْسِهٖ مِنَ الْوُدِّ لَهُمْ فَقَالَ أُسَامَةُ أَهْلُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا نَعْلَمُ وَاللّٰهِ إِلَّا خَيْرًا وَّأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَآءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ وَّسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيْرَةَ فَقَالَ يَا بَرِيْرَةُ هَلْ رَأَيْتِ فِيْهَا شَيْئًا يَّرِيْبُكِ فَقَالَتْ بَرِيْرَةُ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ رَّأَيْتُ مِنْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهٗ عَلَيْهَا قَطُّ أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنِ الْعَجِيْنِ فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهٗ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَّوْمِهٖ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيِّ ابْنِ سَلُوْلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّعْذُرُنِيْ مِنْ رَّجُلٍ بَلَغَنِيْ أَذَاهُ فِيْ أَهْلِيْ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِيْ إِلَّا خَيْرًا وَّقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلًا مَّا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَّمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلٰى أَهْلِيْ إِلَّا مَعِيْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَا وَاللّٰهِ أَعْذُرُكَ مِنْهُ إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْنَا عُنُقَهٗ وَإِنْ كَانَ مِنْ

اس چیز کے جو اپنے جی میں تھا کہ حضرت ﷺ کو اپنی بیویوں سے محبت ہے سو اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کی بیوی ہے اور قسم ہے اللہ کی مجھ کو تو سوائے پاکی اور بہتری کے کچھ معلوم نہیں اور رہے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب انہوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اللہ نے آپ پر کچھ تنگی نہیں کی ان کے سوا اور بہت عورتیں موجود ہیں لیکن بریرہ رضی اللہ عنہا سے پوچھیے وہ آپ کو سچ سچ بتلائے گی۔ حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا کہ اے بریرہ کیا تو نے عائشہ میں ایسی بات دیکھی ہے جس سے تجھ کو اس کی پاک دامنی میں شک پڑے تو بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت ﷺ قسم ہے اس اللہ کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا ہے میں نے کبھی اس میں کوئی بات عیب دار نہیں پائی زیادہ اس سے کہ وہ کم عمر لڑکی ہے آٹے سے سو جاتی ہے اور بکری آ کر اس کو کھا جاتی ہے تو حضرت ﷺ اس دن کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی سے عذر طلب کر کے بدلہ لینا چاہا سو فرمایا کہ کون ایسا مرد ہے جو میرا عذر دریافت کر کے بدلہ لے اس مرد سے جس کی ایذا مجھ کو میری گھر والی بی بی کے حق میں پہنچی ہے سو قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اپنی بی بی کو مگر نیک اور البتہ لوگوں نے ذکر کیا ہے اس مرد کو جس کو نہیں جانا میں نے مگر نیک تو وہ میری بیوی کے پاس کبھی نہ جاتا تھا بغیر میرے ساتھ کے تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو اس نے کہا یا حضرت ﷺ قسم ہے اللہ کی میں اس سے آپ کا بدلہ لوں گا اگر اوس کے قبیلے سے ہوگا تو ہم اس کی گردن ماریں گے اور اگر ہمارے بھائی خزرجیوں سے ہوگا تو آپ ہم کو حکم کریں ہم اس میں آپ کا حکم بجا لائیں گے سو کھڑا ہوا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور وہ خزرج کا سردار تھا اور اس سے پہلے نیک مرد

إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا فِيهِ أَمْرَكَ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَّلٰكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ فَقَالَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِيْنَ فَثَارَ الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتّٰى هَمُّوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَلَ فَخَفَّضَهُمْ حَتّٰى سَكَتُوْا وَسَكَتَ وَبَكَيْتُ يَوْمِيْ لَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ وَّلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ فَأَصْبَحَ عِنْدِيْ أَبَوَايَ وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا حَتّٰى أَظُنُّ أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِيْ قَالَتْ فَبَيْنَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِيْ وَأَنَا أَبْكِيْ إِذِ اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِيْ مَعِيْ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِيْ مِنْ يَوْمِ قِيْلَ فِيَّ مَا قِيْلَ قَبْلَهَا وَقَدْ مَكَثَ شَهْرًا لَّا يُوْحٰى إِلَيْهِ فِيْ شَأْنِيْ شَيْءٌ قَالَتْ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِيْ عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِيْ إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهٖ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ

تھا لیکن قوم کی حمیت اور پچ اس کو باعث ہوئی تو اس نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تو جھوٹا ہے البتہ قسم ہے اللہ کی تو اس کو نہ مارے گا اور نہ اس پر قادر ہوگا تو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑا ہوا تو اس نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تو جھوٹا ہے قسم ہے اللہ کی البتہ ہم اس کو قتل کریں گے بے شک تو منافق ہے منافقوں کی طرف سے جھگڑتا ہے اور ان کی حمایت کرتا ہے یہاں تک کہ دونوں قبیلے اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک دوسرے کا قصد کیا عنقریب تھا کہ کشت وخون ہو جائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے سو منبر سے اترے اور ان کو چپ کرایا یہاں تک کہ چپ ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی چپ ہوئے اور میں تمام دن روتی رہی نہ میرے آنسو بند ہوئے اور نہ مجھ کو نیند آئی اور میرے ماں باپ نے میرے پاس صبح کی اور حالانکہ میں رات دن روتی رہی یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ رونا میرے جگر کو پھاڑ ڈالے گا سو جس حالت میں کہ وہ دونوں میرے پاس بیٹھے اور میں روتی تھی کہ ناگہاں ایک انصاری عورت نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو میں نے اس کو اجازت دی تو وہ بھی بیٹھ کر میرے ساتھ رونے لگی سو جس حالت میں کہ ہم اسی طرح تھے کہ ناگہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندر آئے اور بیٹھے اور جب سے مجھ کو تہمت لگی اس دن سے پہلے میرے پاس نہ بیٹھے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مہینہ میرے حق میں کچھ وحی نہ ہوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد پڑھا یعنی اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ عائشہ مجھ کو تیری ایسی ایسی بات پہنچی ہے سو اگر تو گناہ سے پاک ہے تو عنقریب اللہ تیری پاکی بیان کرے گا اور اگر تو گناہ سے آلودہ ہوئی ہو تو اللہ سو مغفرت مانگ اور اس کی طرف توبہ کر اس لیے کہ بندہ جب

عَلَيْهِ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ قَلَصَ دَمْعِيْ حَتّٰى مَا اُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً وَّقُلْتُ لِاَبِيْ اَجِبْ عَنِّيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِاُمِّيْ اَجِيْبِيْ عَنِّيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا قَالَ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَاَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ لَا اَقْرَاُ كَثِيْرًا مِّنَ الْقُرْآنِ فَقُلْتُ اِنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّكُمْ سَمِعْتُمْ مَّا يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ وَوَقَرَ فِيْ اَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ اِنِّيْ بَرِيْئَةٌ وَّاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنِّيْ لَبَرِيْئَةٌ لَا تُصَدِّقُوْنِيْ بِذٰلِكَ وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِاَمْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّيْ بَرِيْئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّيْ وَاللّٰهِ مَا اَجِدُ لِيْ وَلَكُمْ مَثَلًا اِلَّا اَبَا يُوْسُفَ اِذْ قَالَ ﴿ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَّاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴾ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ عَلٰى فِرَاشِيْ وَاَنَا اَرْجُوْ اَنْ يُّبَرِّئَنِيَ اللّٰهُ وَلٰكِنْ وَّاللّٰهِ مَا ظَنَنْتُ اَنْ يُّنْزِلَ فِيْ شَاْنِيْ وَحْيًا وَّلَاَنَا اَحْقَرُ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ اَنْ يُّتَكَلَّمَ بِالْقُرْآنِ فِيْ اَمْرِيْ وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ اَرْجُوْ اَنْ يَّرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللّٰهُ فَوَاللّٰهِ مَا رَامَ مَجْلِسَهٗ وَلَا خَرَجَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَيْتِ

اپنے گناہ کا اقرار پھر توبہ کرے تو اللہ اس کا گناہ معاف کرتا ہے اور اس کی توبہ قبول کرتا ہے تو پھر جب حضرت ﷺ اپنی بات تمام کر چکے تو میرے آنسو بالکل بند ہو گئے یہاں تک کہ میں نے ایک قطرہ نہ پایا تو میں نے اپنے باپ سے کہا کہ تو میری طرف سے حضرت ﷺ کو جواب دے تو اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ سے کیا کہوں۔ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ تو حضرت ﷺ کو میری طرف سے جواب دے تو اس نے بھی یہی کہا کہ میں نہیں جانتی کہ حضرت ﷺ کو کیا کہوں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں کم عمر لڑکی تھی بہت قرآن نہیں پڑھا تھا سو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ مجھ کو معلوم ہے کہ آپ نے سنی ہے وہ بات جس کا یہ لوگ چرچا کرتے ہیں اور آپ کے دل میں جم گئی اور آپ نے اس کو سچ جانا ہے سو اگر میں یوں کہوں کہ میں اس عیب سے پاک ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں بے شک پاک ہوں تو آپ مجھ کو سچا نہ جانیں گے اور اگر میں ناکردہ گناہ کا اقرار کروں اور اللہ جانتا ہے کہ میں پاک ہوں تو آپ مجھ کو سچا جانیں گے قسم ہے اللہ کی میں اپنے اور تمہارے درمیان یوسف علیہ السلام کے باپ کے سوا کوئی مثل نہیں پاتی جب کہ اس نے کہا کہ اب صبر ہی بن آئے اور اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اس بات پر جو بتلاتے ہو پھر میں بچھونے پر پڑی یعنی میں نے آدمیوں کی طرف سے منہ پھیر لیا اور مجھ کو امید تھی کہ اللہ میری پاکی بیان کرے گا لیکن مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ میرے حق میں وحی اترے گی اور میں اپنے آپ کو حقیر گمان کرتی تھی اس میں کہ میرے حق میں قرآن سے کلام کی جائے یعنی قرآن میرے حق میں اترے لیکن مجھ کو یہ امید تھی کہ حضرت ﷺ کو میری

حَتّٰى أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَآءِ حَتّٰى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ فِيْ يَوْمٍ شَاتٍ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ لِيْ يَا عَائِشَةُ احْمَدِي اللّٰهَ فَقَدْ بَرَّأَكِ اللّٰهُ فَقَالَتْ لِيْ أُمِّيْ قُوْمِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَا أَقُوْمُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللّٰهَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ﴾ الْآيَاتِ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِيْ بَرَآئَتِيْ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهٖ مِنْهُ وَاللّٰهِ لَا أُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ مَا قَالَ لِعَائِشَةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوْا إِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ بَلٰى وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأُحِبُّ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِيْ فَرَجَعَ إِلٰى مِسْطَحٍ الَّذِيْ كَانَ يُجْرِيْ عَلَيْهِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِيْ فَقَالَ يَا زَيْنَبُ مَا عَلِمْتِ مَا رَأَيْتِ فَقَالَتْ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَحْمِيْ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ وَهِيَ الَّتِيْ كَانَتْ تُسَامِيْنِيْ فَعَصَمَهَا

برات خواب میں دکھلا دے گا سو قسم ہے اللہ کی کہ حضرت ﷺ اپنی مجلس سے نہ اٹھے تھے اور نہ کوئی گھر والوں سے باہر نکلا تھا یہاں تک کہ اللہ نے حضرت ﷺ پر وحی اتاری جیسے معمول تھا یہاں تک کہ آپ کے چہرے سے موتیوں کی طرح پسینہ ٹپکتا تھا جھاڑے کے دن میں پھر جب حضرت ﷺ سے وحی موقوف ہوئی اور حالانکہ آپ ہنستے تھے سو پہلے پہل جو آپ نے بات کہی وہ یہ تھی کہ مجھ سے کہا کہ اے عائشہ اللہ کی حمد اور شکر کر پس تحقیق اللہ نے تیری پاکی بیان کی تو میری ماں نے مجھ کو کہا کہ اے عائشہ اٹھ کر حضرت ﷺ کی تعظیم کر تو میں نے کہا کہ قسم ہے کہ میں نہ اٹھوں گی اور نہ آپ کی تعریف کروں گی اور اللہ کے سوا کسی کی تعریف نہ کروں گی جس نے میری پاکی بیان کی پھر اللہ نے یہ آیتیں سورۂ نور میں اتاریں کہ جو لوگ لائے ہیں طوفان تم میں سے ایک جماعت ہے آخر تک میں یہ آیتیں اتاریں تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اور تھا خرچ کرتا مسطح پر قرابت کی وجہ سے اس سے قسم ہے اللہ کی میں مسطح پر کبھی خرچ نہ کروں گا بعد اس کے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائی تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہ قسم کھائیں بڑائی والے تم میں سے اور کشائش والے یہ کہ دیں ناطے والوں کو غفور الرحیم تک ۔تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیوں نہیں میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھ کو بخشے ۔ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پھر جاری کیا جو پہلے اس پر جاری کرتا تھا اور حضرت ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے میرا حال پوچھا تھا کہ اے زینب تجھ کو کیا معلوم ہے اور تو نے کیا دیکھا ہے تو زینب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت! پھر جب اللہ نے میری پاکی میں نے نہ اپنے کان سے کچھ سنا ہے اور نہ آنکھ سے دیکھا ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہی تھی جو

اللّٰهُ بِالْوَرَعِ قَالَ وَحَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ مِثْلَهُ قَالَ وَحَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ قَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ مِثْلَهُ.

حسن اور جمال وغیرہ میں مجھ سے برابری کرتی تھی سو اللہ نے اس کو پرہیزگاری سے نگاہ رکھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ نور میں آئے گی اور غرض اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا سے عائشہ رضی اللہ عنہا کا حال پوچھا اور اس نے آپ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاک دامن ہونے کا جواب دیا اور حضرت ﷺ نے اس کے قول پر اعتماد کیا یہاں تک کہ خطبہ فرمایا اور عبداللہ بن ابی سے بدلہ چاہا اور اسی طرح حضرت ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے عائشہ رضی اللہ عنہا کا حال پوچھا اور اس نے بھی ان کے پاک دامن ہونے کے ساتھ جواب دیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے زینب رضی اللہ عنہا کے حق میں کہا کہ وہی تھی جو حسن و جمال میں میری برابری کرتی تھی تو اللہ نے اس کو بچایا۔ پس ان سب کے مجموع میں مراد ترجمہ کی ہے۔ ابن بطال نے کہا کہ اس میں حجت ہے ابوحنیفہ کے لیے کہ عورتوں کی تعدیل جائز ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف کا۔ اور محمد جمہور کے موافق ہے اور طحاوی نے کہا کہ تزکیہ خبر ہے اور گواہی نہیں۔ پس قبول کرنے سے کوئی مانع نہیں۔ اور ترجمہ میں اشارہ ہے ثالث کے قول کی طرف اور وہ یہ ہے کہ قبول کیا جائے ان کا تزکیہ بعض کے لیے اور نہ مردوں کے لیے اس لیے جو منع کرتا ہے وہ اس کا سبب یہ بیان کرتا ہے کہ عورت ناقص ہے معرفت وجودہ تزکیہ سے خاص کر مردوں کے حق میں۔ اور ابن بطال نے کہا کہ اگر کہا جائے کہ قبول کیا جاتا ہے تزکیہ ان کا نیک بات کے ساتھ اور نہیں لازم آتا اس سے قبول کرنا تزکیہ ان کا گواہی میں کہ مال کو لینے کو واجب کرے۔ اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے ان کا قبول کرنا مردوں کے ساتھ اس چیز میں کہ ان کی شہادت اس میں جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا زَكّٰى رَجُلٌ رَجُلًا كَفَاهُ

وَقَالَ أَبُوْ جَمِيْلَةَ وَجَدْتُ مَنْبُوْذًا فَلَمَّا رَآنِيْ عُمَرُ قَالَ عَسَى الْغُوَيْرُ أَبْؤُسًا كَأَنَّهُ يَتَّهِمُنِيْ قَالَ عَرِيْفِيْ إِنَّهُ رَجُلٌ صَالِحٌ قَالَ كَذَاكَ اذْهَبْ وَعَلَيْنَا نَفَقَتُهُ.

جب ایک مرد دوسرے مرد کا تزکیہ کرے تو اس کو کفایت کرتا ہے۔ یعنی اور ابو جمیلہ نے کہا کہ میں نے ایک پڑا لڑکا پایا تو جب مجھ کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو کہا کہ عنقریب ہے کہ غار سبب بدی کا ہو گویا کہ مجھ کو تہمت دیتا تھا میرے چوہدری نے کہا کہ یہ نیک مرد ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جا اور اس کا خرچ ہم پر ہے۔

فائدہ: شہادت کے شروع میں یہ باب باندھا ہے تَعْدِيْلُ كَمْ يَجُوْزُ پس توقف کیا اس جگہ اور یقین کیا اس جگہ

کافی ہونے کے ساتھ ایک گواہ کے اور میں نے اس کی ترجیح پہلے بیان کردی ہے اور سلف نے اختلاف کیا ہے تزکیہ کے عدد کے شرط ہونے میں ۔پس مرجح شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک شرط ہونا دو مرد کا ہے یعنی تزکیہ کے لیے دو کا ہونا شرط ہے جیسے کہ گواہی میں ہے۔اور یہی قول ہے محمد بن حسن کا اور اختیار کیا ہے اس کو طحاوی نے اور استثنیٰ کیا ہے چھپا رفیق حاکم کا اس لیے کہ وہ اس کا نائب ہے تو اس کا قول بجائے حکم کے اور جائز کہا ہے اکثر نے قبول جرح اور تعدیل کو ایک سے اس لیے کہ وہ بجائے حکم کے ہے اور حکم میں عدد کا ہونا شرط نہیں اور ابو عبیدہ نے کہا کہ تین مردوں سے کم کا تزکیہ قبول نہیں اور اس کی حجت یہ حدیث ہے کہ نہیں ہے حلال سوال کرنا یہاں تک کہ تین آدمی عقلمند اس کی گواہی دیں اور جب یہ حاجت کے حق میں ہے تو اس کا غیر بطریق اولیٰ ہے ۔اور یہ سب اختلاف شہادت میں ہے اور رہی روایت کرنی پس قبول کیا جاتا ہے اس میں قول ایک آدمی کا بھی صحیح قول پر اس لیے کہ اگر وہ غیر سے ناقل ہے تو وہ جملہ اختیار سے ہے اور اس میں عدد شرط نہیں اور اپنے نفس کی طرف سے ہے تو بجائے حاکم کے ہے اور حاکم بھی متعدد نہیں ہوتا۔(فتح)

فائدہ: غویر تصغیر ہے غار کی اور ابوس کے معنی شر کے ہیں ۔اور اصمعی نے کہا کہ اصل اس کی یہ ہے کہ کچھ لوگ غار میں داخل ہوئے کہ اس میں رات کاٹیں تو وہ غار ان پر گر پڑی اور وہ سب اس میں دب کر مر گئے اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں دشمن بیٹھا تھا اس نے ان کو مار ڈالا ۔اور کلبی نے کہا کہ غویر ایک مشہور جگہ ہے اس میں پانی ہے وہاں ڈاکو رہتے تھے اور راہزنی کرتے تھے اور جو وہاں گذرتے وہ آپس میں حفاظت کی وصیت کرتے تھے اور ابن عربی نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ مثال اس مرد کے لیے اس لیے بیان کی کہ تعریض کرتے تھے شاید دراصل یہ اس کا اپنا بیٹا ہے اور ارادہ کرتا ہے کہ آپ سے اس کی نسبت کی نفی کرے سبب کے لیے اسباب سے اور باوجود اس کے اس کی مراد یہ تھی کہ وہ اس کی پرورش کرے اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جاوہ آزاد ہے اس کا ولا تیرے لیے اور اس کا خرچ ہم پر ہے ابن بطال نے کہا کہ اس قصے میں ہے کہ اگر قاضی اپنے وزیروں کی مجلس میں کسی کا حال پوچھے تو وہ ایک کے قول سے کفایت کرے جیسا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن جب مشہود لہ کو تکلیف دی جائے کہ اپنے گواہوں کی تعدیل کرے تو دو سے کم کی تعدیل قبول نہ کی جائے ۔میں کہتا ہوں کہ غایت یہ ہے کہ اس نے قصے کو اپنے بعض محتملات پر محمول کیا ہے اور تکلیف کا قصہ دلیل خارجی کا محتاج ہے یعنی یہ مطلق درست ہے مشہود لہ کو تعدیل کی تکلیف دینے کی کوئی دلیل نہیں ۔اور یہ کہ جائز ہے اٹھانا گرے لڑکے کا اگرچہ گواہ نہ کرے اور یہ کہ نفقہ اس کا جب نہ پہچانا جائے بیت المال پر ہے یہ کہ اس کا ولا اس کے اٹھانے والے کے لیے اور اس میں اختلاف ہے اور بعض نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ ولك ولاء ہ کے معنی یہ ہیں کہ اس سبب سے کہ اس نے اٹھایا ضائع نہ ہونے دیا گویا کہ اس نے اس کو موت سے آزاد کیا اس سے کہ اس کا غیر اس کو اٹھا کر اس کا مالک ہو جائے ۔اور اس حدیث میں ثابت ہونا عمر

فاروق رضی اللہ عنہ کے احکام میں اور یہ کہ جب حاکم کسی کے امر میں توقف کرے تو یہ اس کے حق میں قادح نہیں ۔اور رجوع کرنا حاکم کا اپنے امینوں کے قول کی طرف اور یہ حاجت کے وقت مرد کے سامنے اس کی تعریف کرنی مکروہ نہیں بلکہ مکروہ تو صرف مبالغہ کرنا ہے تعریف میں اور اسی نکتہ کے لیے یہ باب باندھا ہے بخاری نے پیچھے اس کے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معنی میں ہے پس کہا مَایُکْرَہُ مِنَ الْاِطْنَابِ فِی اللَّوْحِ یعنی تعریف میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے اور اس کے دلیل پکڑنے کی وجہ حدیث ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کے تزکیہ کا اعتبار کیا جب کہ قصد کرے اس کو اس لیے کہ نہ عیب لگایا اس پر مگر اسراف اور غلو کو تعریف میں۔ اور ابن منیر نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ یہ قدر تزکیہ کے قبول کرنے میں کافی ہے ۔اور رہا اعتبار نصاب کا پس اس سے حدیث ساکت ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ بخاری اپنے قاعدے پر جاری ہوا کہ اگر نصاب شرط ہوتی تو ذکر کی جاتی اس لیے کہ بیان وقت حاجت سے موخر نہیں ہوتا۔(فتح)

٢٤٦٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَثْنٰى رَجُلٌ عَلٰى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ مِرَارًا ثُمَّ قَالَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا أَخَاهُ لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فُلَانًا وَّاللّٰهُ حَسِيْبُهُ وَلَا أُزَكِّيْ عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا أَحْسِبُهُ كَذَا وَكَذَا إِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذٰلِكَ مِنْهُ.

۲۴۶۸۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد نے دوسرے مرد کے سامنے تعریف کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہائے تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹی یہ آپ نے کئی بار فرمایا۔ پھر فرمایا کہ جو کوئی اپنے بھائی مسلمان کی ضرور تعریف کرنا چاہے تو یوں کہے کہ میں فلانے کو گمان کرتا ہوں اور اللہ ہی اس کو خوب جانتا ہے میں اللہ کے سامنے کسی کو بے عیب نہیں کہہ سکتا مجھ کو یہ گمان ہے کہ فلاں شخص ایسا ہے اور ایسا اگر اس بات کو سچ مچ جانتا ہو تو کہے۔

فائدہ: اس حدیث کی مناسبت باب سے ابھی گذر چکی ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْإِطْنَابِ فِي الْمَدْحِ وَلْيَقُلْ مَا يَعْلَمُ.

تعریف میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے اور جو سچ مچ جانتا ہو سو کہے۔

٢٤٦٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ

۲۴۶۹۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو کہ سنا کہ دوسرے مرد کی تعریف کرتا تھا اور تعریف میں مبالغہ کرتا تھا یعنی بے حد تعریف کرتا تھا تو فرمایا کہ تو نے

عَنْهُ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُثْنِي عَلٰى رَجُلٍ وَيُطْرِيْهِ فِي مَدْحِهِ فَقَالَ أَهْلَكْتُمْ أَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ.

مرد کی پیٹھ کاٹی۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے لیکن آخری خبر ترجمہ کی اس حدیث میں نہیں یعنی جو سچ سچ جانتا ہو سو کہے۔ اور شاید اس کا مذہب یہ ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث ایک ہے اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ مضمون موجود ہے جیسا کہ ابھی گذرا۔ (فتح)

بَابُ بُلُوْغِ الصِّبْيَانِ وَشَهَادَتِهِمْ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوْا﴾ وَقَالَ مُغِيْرَةُ احْتَلَمْتُ وَأَنَا ابْنُ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَبُلُوْغُ النِّسَآءِ فِي الْحَيْضِ لِقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَاللَّائِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ إِلٰى قَوْلِهِ أَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾. وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ أَدْرَكْتُ جَارَةً لَّنَا جَدَّةً بِنْتَ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ سَنَةً.

لڑکوں کے بالغ ہونے اور ان کی گواہی کا بیان۔ اور اس آیت کا بیان کہ جب تم میں سے بلوغت کو پہنچیں تو چاہیے کہ اجازت مانگیں آخر آیت تک۔ یعنی اور بیان ہے پہنچنے عورتوں کا حیض میں کہ ان کی بلوغت کی حد ہے اس آیت کی دلیل کی وجہ سے کہ جو عورتیں ناامید ہوئیں ہیں حیض سے تمہاری عورتوں میں سے اور اگر تم کو شبہ رہ گیا تو ان کی عدت ہے تین مہینے اور ایسے ہی جن کو حیض نہیں آیا اور جن کے پیٹ میں بچہ ہے ان کی عدت یہ کہ جن لیں پیٹ کا بچہ۔ یعنی اور حسن بن صالح نے کہا کہ میں نے اپنی ایک ہمسائی کو پایا کہ وہ دادی تھی اور اس کی عمر اکیس برس کی تھی۔

فائدہ: یعنی ان کے بالغ ہونے کی کیا حد ہے اور بالغ ہونے سے پہلے ان کی گواہی کا کیا حکم ہے۔ پس رہی ان کے بالغ ہونے کی حد پس اس کو ہم آئندہ بیان کریں گے۔ اور رہی گواہی لڑکوں کی پس رد کیا ہے اس کو جمہور نے اور اعتبار کیا ہے اس کو مالک نے ان کے زخموں کے بیچ بشرطیکہ ضبط کیا جائے ان کے اول قول کو اس سے پہلے کہ جدا جدا ہوں اور قبول کیا ہے جمہور نے ان کی خبروں کو جب کہ جوڑا جائے اس کی طرف قرینہ۔ اور اعتراض کیا گیا ہے اس طرح سے کہ ترجمہ میں گواہی کا ذکر ہے اور باب کی حدیثوں میں اس کی تصریح نہیں اور اس کا جواب یہ کہ وہ ماخوذ ہے اتفاق سے اس پر کہ جس کے بالغ ہونے کا حکم کیا جائے اس کی گواہی قبول کی جائے جب کہ موصوف ہو قبول کی شرط کے ساتھ اور راہ دکھاتی ہے اس کی طرف قول عمر بن عبدالعزیز کہ وہ حد ہے چھوٹے اور بڑے کے درمیان۔ (فتح)

فائدہ: اس آیت میں حکم کا معلق کرنا ہے بلوغت کو پہنچنے کو اور تحقیق اجماع کیا ہے علماء احتلام مردوں اور عورتوں میں

لازم ہوتے ہیں اس کے ساتھ عبادتیں اور حدود اور تمام احکام اور وہ انزال منی کرنے والے کا ہے یعنی منی کو دکر نکلے برابر ہے جماع سے ہو یا کسی اور چیز سے اور برابر ہے کہ بیداری میں ہو یا خواب میں۔ اور اجماع ہے اس پر کہ نہیں اثر ہے جماع کا خواب میں مگر منی کے نکلنے کے ساتھ۔ (فتح)

فائدہ: یہ بقیہ ترجمہ کا ہے اور وجہ نکالنے کی آیت سے ترجمہ کے لیے معلق کرنا حکم کا ہے عدت میں اقرار کے ساتھ حیض کے حاصل ہونے پر اور رہا اس سے آگے پیچھے سات مہینوں کے ہے پس معلوم ہوا کہ حیض کا وجود نقل کرتا ہے حکم کو اور اجماع ہے سب علماء کا اس پر کہ حیض بلوغت ہے عورتوں کے حق میں۔ (فتح)

فائدہ: یعنی نو برس کی عمر میں اس کو حیض ہوا اور دس برس کی عمر میں اس نے لڑکی جنی اور اسی طرح اس کی لڑکی کو بھی نو برس کی عمر میں حیض ہوا اور دس برس کی عمر میں اس نے بچہ جنا۔ امام شافعی نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے کہ اس نے ایک عورت دیکھی کہ دادی تھی اور اس کی عمر اکیس سال کی تھی۔ اور اختلاف کیا ہے علماء نے ادنیٰ اور عقلمند کے میں کہ اس میں عورت کو حیض آتا ہے اور مرد کو احتلام ہوتا ہے۔ کیا اس کی نشانیاں منحصر ہیں یا نہیں اور اس عمر میں جب تجاوز کرے اس کو لڑکا اور اس کو احتلام نہ ہو اور عورت اور اس کو حیض ہو تو حکم کیا جائے اس وقت بالغ ہونے کا۔ پس اعتبار کیا ہے مالک اور لیث اور احمد اور اسحق نے نکلنا بالوں کا لیکن نہیں قائم کرتے اس کے ساتھ حد کو شبہ کی وجہ سے۔ اور اعتبار کیا ہے اس کو شافعی نے کافر میں اور مختلف ہے قول اس کا مسلمان میں اور ابوحنیفہ نے کہا کہ بالغ ہونے کی عمر اٹھارہ یا انیس سال ہے لڑکے کے لیے اور سترہ سال ہے لڑکی کے لیے۔ اور شافعی اور احمد اور ابن وہب اور جمہور نے کہا کہ اس کی حد دونوں میں پورے پندرہ برس ہیں جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے۔ (فتح)

٢٤٧٠ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْنِيْ ثُمَّ عَرَضَنِيْ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَجَازَنِيْ قَالَ نَافِعٌ فَقَدِمْتُ عَلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَهُوَ خَلِيْفَةٌ فَحَدَّثْتُهُ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا لَحَدٌّ بَيْنَ الصَّغِيْرِ

۲۴۷۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں جنگ احد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہوا اور میں چودہ برس کا لڑکا تھا تو مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی یعنی جنگ میں جانے کی پھر میں جنگ خندق کے دن آپ کے روبرو ہوا اور میں پندرہ سال کا لڑکا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اجازت دی یعنی جہاد میں جانے کی نافع نے کہا سو میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس گیا اور وہ خلیفہ تھا تو میں نے اس سے یہ حدیث بیان کی اس نے کہا کہ البتہ یہ پندرہ برس حد ہے درمیان چھوٹے اور بڑے کے اور اپنے عاملوں کی طرف لکھا کہ مقرر کریں حصہ اس شخص کے لیے جو پندرہ برس کو پہنچے یعنی ان کے لیے لشکر کے دفتر میں

وَالْكَبِيْرِ وَكَتَبَ إِلٰى عُمَّالِهٖ أَنْ يَّفْرِضُوْا لِمَنْ بَلَغَ خَمْسَ عَشْرَةَ.

رزق مقرر کیا جائے ۔اور تھی تفریق کی جاتے درمیان لڑنے والوں کے اوران کے غیروں کے عطا میں ۔اور وہ رزق ہے جو بیت المال میں جمع کیا جاتا ہے اور اس کے مستحقوں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

فائدہ: :اور استدلال کیا گیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قصے سے کہ جو پندرہ برس مکمل کرلے اس پر بالغوں کے تمام احکام جاری کیے جائیں اگر چہ اس کو احتلام نہ ہو پس کس طرح ہے عبادات کے ساتھ اور قائم کرتے حدوں کے اور مستحق ہوتا ہے حصے کا غنیمت سے اور قتل کیا جائے اگر حربی ہو اور اس سے قید توڑی جائے اگر اس کی ہوشیاری کی امید ہو اور سوائے اس کے احکام سے اور تحقیق عمل کیا ہے اس کے ساتھ عمر بن عبد العزیز نے اور اس کو برقرار رکھا اس پر اس کے راوی نافع نے اور جواب دیا ہے طحاوی اور ابن قصار وغیرہ نے جو اس حدیث پر عمل نہیں کرتے تصریح آ چکی ہے کہ اجازت مذکورہ جہاد میں تھی اور یہ متعلق قوت اور طاقت کے ساتھ ۔اور بعض مالکیہ یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اور اس کے لیے عموم نہیں اور احتمال ہے کہ وہ اس عمر کے نزدیک محتلم ہوا تھا پس اس لیے کہ اس کو اجازت دی اور بعض نے کہا کہ اس کو ضعیف ہونے کی وجہ سے پھیرا تھا نہ کہ کم عمر ہونے کی وجہ سے ۔اور اجازت قوت کی وجہ سے دی تھی نہ کہ بالغ ہونے کی وجہ سے ۔اور اس کو وہ چیز رد کرتی ہے جو ابن حبان اور ابو عوانہ وغیرہ نے اس حدیث میں روایت کی اس لفظ کے ساتھ کہ میں جنگ خندق کے دن حضرت ﷺ کے سامنے کیا گیا تو حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت نہ دی اور نہ مجھ کو دیکھا کہ میں بالغ ہوں ۔اور اس حدیث میں ہے کہ جو لوگ جنگ کے لیے امام کے ساتھ نکلنا چاہتے ہوں امام ان کو لڑائی واقع ہونے سے پہلے اپنے سامنے بلا کر دیکھ لے سو جس کو لڑائی کے قابل پائے اس کو ساتھ لے اور جو قابل نہ ہو اس کو پھیر دے اور حضرت ﷺ نے جنگ بدر وغیرہ میں اسی طرح کیا تھا۔اور مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک نہی موقوف ہے اجازت لڑکی کے بالغ ہونے پر بلکہ امام کو جائز ہے کہ اجازت دے لڑکوں سے جس میں قوت اور جوانمردی ہو۔پس بہت سے لڑکے بلوغت کے قریب قوی تر ہوتے ہیں بالغ کی نسبت۔اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ان پر حجت ہے۔

۲۴۷۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى

۲۴۷۱۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن نہانا واجب ہے ہر احتلام کرنے والے پر۔

كُلِّ مُحْتَلِمٍ.

فائدہ: اور اس میں اشارہ ہے کہ بلوغت حاصل ہوتی ہے منی نکلنے کے ساتھ اسی لیے کہ وہی احتلام سے مراد ہے۔اور سمجھا جاتا ہے مقصود ترجمہ کا قیاس کرنے کے ساتھ باقی احکام پر باعتبار متعلق ہونے وجوب کے احتلام کے ساتھ۔(فتح)

بَابُ سُؤَالِ الْحَاكِمِ الْمُدَّعِيَ هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ قَبْلَ الْيَمِيْنِ.

سوال کرنا حاکم کا مدعی کے لیے کہ کیا تیرے گواہ ہیں پہلے قسم دینے کے مدعی علیہ کے۔

٢٤٧٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ أَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ. قَالَ فَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فِيَّ وَاللّٰهِ كَانَ ذٰلِكَ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِيْ فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَكَ بَيِّنَةٌ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَقَالَ لِلْيَهُوْدِيِّ احْلِفْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذًا يَحْلِفَ وَيَذْهَبَ بِمَالِيْ قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ.

٢٤٧٢۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قسم کھائے کسی بات پر اور وہ اس میں جھوٹا ہوتا کہ چھین لے ساتھ اس کے مال کسی مسلمان کا تو وہ اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا اور اشعث بن قیس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ میرے حق میں فرمایا کہ میرے اور ایک مرد کے درمیان زمین مشترک تھی تو اس نے مجھ سے انکار کیا تو میں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرے لیے گواہ ہے میں نے کہا نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد کو کہا کہ قسم کھا میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب وہ قسم کھائے گا اور میرا مال لے جائے گا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں ان لوگوں کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں آخر آیت تک۔

فائدہ: اور ترجمہ میں قبل الیمین سے مراد مدعی علیہ کی قسم ہے اور یہی مطابق ہے ترجمہ کے لیے۔اور اس کا مدعی پر حمل کرنا صحیح نہیں ہے اس طرح سے کہ طلب کرے اس سے حاکم قسم استظہار کی اس طرح سے کہ گواہی دی ہے گواہ نے اس کے لیے حق کے ساتھ یعنی جو میرے گواہ نے میرے لیے گواہی دی وہ حق ہے جھوٹ نہیں۔اس لیے کہ اشعث کی حدیث میں اس کا تعرض نہیں بلکہ اس میں وہ چیز ہے کہ تمسک کیا جاتا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ استظہار کی قسم واجب

نہیں ۔اور اس حدیث کی شرح ایمان اور نذور میں آئے گی ۔اور اس حدیث میں اس شخص کے لیے حجت ہے جو کہتا ہے کہ مدعا علیہ پر قسم نہ پیش کی جائے جب کہ مدعی اقرار کرے کہ میرا گواہ ہے ۔(فتح)

بَابُ الْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ فِي الْأَمْوَالِ وَالْحُدُوْدِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِيْنُهُ وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ كَلَّمَنِيْ أَبُو الزِّنَادِ فِيْ شَهَادَةِ الشَّاهِدِ وَيَمِيْنِ الْمُدَّعِيْ فَقُلْتُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَإِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى﴾ قُلْتُ إِذَا كَانَ يُكْتَفٰى بِشَهَادَةِ شَاهِدٍ وَيَمِيْنِ الْمُدَّعِيْ فَمَا تَحْتَاجُ أَنْ تُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى مَا كَانَ يَصْنَعُ بِذِكْرِ هٰذِهِ الْأُخْرٰى.

قسم مدعا علیہ پر ہے اموال میں اور حدود میں ۔یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا یعنی مدعی کو تیرے دو گواہ چاہییے یا اس کی قسم چاہیے ۔یعنی ابن شبرمہ سے روایت ہے کہ ابو زناد نے مجھ سے ایک گواہ اور قسم مدعی کے بارے میں کلام کیا تو میں نے کہا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ شاہد کرو دو شاہد اپنے مردوں سے پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد دو عورتیں جن کو پسند رکھتے ہیں شاہدوں سے کہ بھول جائے ایک عورت تا یاد دلائے اس کو دوسری ابن شبرمہ کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ جب ایک گواہ کی گواہی اور مدعی کی قسم کافی ہے تو کیا حاجت ہے یہ کہ یاد دلائے ایک دوسرے کو تو کیا کیا جاتا تھا ساتھ ذکر اس دوسرے کے یعنی اس کا کیا فائدہ تھا۔

فائدہ: یعنی مدعی پر قسم نہیں اور یہ دو چیزوں کو مستلزم ہے ایک یہ کہ قسم استظہار کی واجب نہیں ۔دوم یہ کہ حکم کرنا صحیح نہیں ہے ایک گواہ کے ساتھ اور قسم مدعی کی اور شہادت لینی بخاری کی ابن شبرمہ کے قصے کی طرف اشارہ کرتی ہے اس چیز کی طرف کہ اس کی مراد دوسری چیز ہے یعنی ایک گواہ اور قسم مدعی کے ساتھ حکم کرنا صحیح ہے ۔اور یہ کہا کہ اموال میں اور حدود میں تو اس میں کوفیوں کے رد کی طرف اشارہ ہے اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ مدعا علیہ قسم صرف اموال میں ہے حدود میں نہیں ۔اور شافعی اور جمہور کا مذہب ہے کہ قسم عام ہے یعنی اموال میں بھی مدعا علیہ قسم کھائے اور حدود میں بھی کھائے اور نکاح میں بھی اور جو ان کی مانند ہے ۔اور مستثنیٰ کیا ہے مالک نے نکاح کو طلاق اور عتاق کو اور فدیہ کو تو اس نے کہا کہ ان میں سے کسی چیز میں قسم نہیں یہاں تک کہ مدعی گواہ کو قائم کرے اگرچہ ایک گواہ ہی کیوں نہ ہو۔(فتح)

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے مطلق چھوڑا قسم کو مدعا علیہ کی جانب میں ،اور اس کو کسی چیز کے ساتھ مقید نہیں کیا ہے دوسرے کے سوا۔

فائدہ: ابوزناد کا یہ مذہب تھا کہ ایک گواہ اور مدعی کی قسم سے حکم کرنا جائز ہے اور ابن شبرمہ کا مذہب اس کے خلاف تھا۔ سو اس پر حجت پکڑی ابوزناد نے اس حدیث کے ساتھ جو اس میں وارد ہوئی ہے اور ابن شبرمہ نے اس پر حجت پکڑی آیت کریمہ کے ساتھ، اور سوائے اس کے نہیں کہ تمام ہوتی ہے اس کی اس کے ساتھ حجت پکڑنی اصل مختلف فیہ پر دونوں فریقوں کے درمیان۔ اور وہ اصل یہ ہے اگر حدیث میں ایسا حکم وارد ہو جو قرآن میں نہ ہو تو کیا وہ نسخ ہے؟ اور سنت قرآن کو منسوخ نہیں کرتی یا کہ وہ نسخ نہیں بلکہ مستقل زیادتی ہے ایک مستقل حکم کے ساتھ جب کہ اس کی سند ثابت ہو تو اس کا قبول کرنا واجب ہے۔ پہلا مذہب کوفیوں کا ہے یعنی وہ قرآن کے لیے نسخ ہے، اور دوسرا مذہب حجاز والوں کا اس سے قطع نظر کہ اس سے ابن شبرمہ کی حجت قائم نہیں ہوتی اس لیے کہ وہ نفس کا معارضہ ہے رائے کے ساتھ اور اس کا اعتبار نہیں۔ اور تحقیق جواب دیا ہے اس سے اسماعیل نے یعنی ابن شبرمہ کی حجت دے پس کہا کہ ایک دوسرے کو یاد دلانے کی حاجت تو صرف اس وقت ہے جب کہ دونوں عورتیں گواہی دیں اور اگر دونوں گواہی نہ دیں تو مدعی کی قسم ان کے قائم مقام ہوگی سنت کے بیان کرنے کے ساتھ اور قسم اس شخص کی کہ وہ اس پر واجب ہے یعنی مدعا علیہ سے جب تنہا ہو تو البتہ گواہ کے قائم مقام ہوتی ہے اور ادا میں پس اسی طرح قائم ہوئی ہے اس جگہ قسم دو عورتوں کی جگہ اس کے ساتھ استحقاق میں اس حال میں کہ جوڑنے والی ہے ایک گواہ کو اور اگر لازم آئے قول کا ساقط کرنا ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے یعنی اس کو نہ مانا جائے اس لیے کہ اس لیے کہ قرآن میں نہیں تو لازم آئے گا ساقط کرنا قول کا ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے ساتھ یعنی اس کو نہ مانا جائے اس لیے کہ قرآن میں نہیں تو لازم آئے گا ساقط کرنا ایک گواہ کا اور دو عورتوں کا اس لیے کہ دونوں عورتیں سنت میں نہیں اس لیے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تیرے دو گواہ چاہییں یا اس کی قسم چاہیے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ نہیں ہے لازم ایک شے پر اس کی نفی کی تخصیص کرنے سے اس کے ماسوا سے اور لیکن مقتضی اس چیز کا کہ بحث کی ہے اس نے یہ ہے کہ نہ حکم کیا جائے قسم اور ایک گواہ کے ساتھ مگر دو گواہوں کے نہ ہونے کے وقت یا جو ان کے قائم مقام ہوں ایک مرد اور دو عورتوں سے۔ اور وہ ایک وجہ ہے شافعیہ کے لیے اور اس کو صحیح کہا ہے حنابلہ نے اور تائید کرتی ہے وہ چیز جو دارقطنی نے روایت کی ہے کہ حکم کیا ہے اللہ اور رسول نے حق میں دو گواہوں کے ساتھ پس اگر وہ گواہ لائے تو اپنا حق لے اور اگر ایک گواہ لائے تو اپنے گواہ کے ساتھ قسم کھائے۔ اور بعض حنفیوں نے جواب دیا ہے کہ قرآن پر زیادتی نسخ ہے اور خبر واحد متواتر کو منسوخ نہیں کرتی اور خبر واحد کی زیادتی قبول نہیں کی جاتی مگر جب کہ اس کی حدیث مشہور ہو۔ اور جواب دیا گیا ہے کہ نسخ اٹھانا حکم کا ہے اور اس جگہ کسی حکم کا اٹھانا نہیں اور نیز ضرور ہے کہ ناسخ اور منسوخ دونوں ایک محل میں پے درپے واقع ہوں اور یہ زیادۃ علی النص میں موجود نہیں اور غایت یہ ہے کہ نام رکھنا زیادۃ کا مانند تخصیص کی نسخ اصطلاح ہے پس نہیں لازم آتا اس سے نسخ کرنا قرآن کا سنت کے ساتھ لیکن قرآن کی سنت کے ساتھ تخصیص جائز

ہے اور اسی طرح اس پر زیادتی بھی جائز ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے واحل لکم ماوراء ذلکم اور حرام ہونے پر اجماع ہے پھوپھی کے نکاح کے حرام ہونے کے ساتھ اس کے بھائی کے بیٹے کے اور سند اجماع کی اس میں سنت ثابت ہے اور اسی طرح چور کا دوسری چوری میں پاؤں کاٹنا اور بھی اس کی مثالیں بہت ہیں۔ اور تحقیق پکڑی گئی ہیں وہ بعض حنفی رد کرنے حکم سے ایک گواہ اور قسم کے ساتھ اس کے ہونے کی وجہ سے قرآن پر زیادتی بہت حدیثوں کے ساتھ بہت احکام میں کہ وہ سب قرآن پر زیادتی ہیں جیسے کھجور کے نچوڑ سے وضو کرنا اور قہقہہ سے وضو کرنا اور قے سے اور مضمضہ اور ناک کے پانی ڈالنے میں غسل میں سوائے وضو کے اور قیدی عورت کے رحم کی پاکی چاہنی اور اس شخص کے قطع کے ترک کرنے جو چرائے وہ چیز کہ جلدی بگڑ جاتی ہے اور ایک عورت کی گواہی جننے میں اور نہیں قصاص مگر تلوار کے ساتھ اور نہیں ہے جمعہ مگر مصر جامع میں اور جنگ میں ہاتھ نہ کاٹیں جائیں اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا اور مچھلی طافی نہ کھائی جائے یعنی جو خود بخود پانی میں مرجائے اور حرام ہے چوپائیوں میں سے ہر کچلی والا درندہ اور یہ کہ قتل کیا جائے باپ کو اولاد کے بدلے اور قاتل قتیل کا وارث نہیں ہوتا اور اس کے علاوہ اور بھی مثالیں ہیں جو متضمن ہیں قرآن پر زیادتی کو۔ اور انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ حدیثیں مشہور ہیں پس واجب ہے ان پر عمل کرنا ان کے مشہور ہونے کی وجہ سے تو ان کو کہا جاتا ہے کہ حدیث حکم کرنے کے ایک گواہ کے ساتھ اور مدعی کی قسم کے ساتھ کئی مشہورہ طرق سے آئی ہے بلکہ بہت صحیح طرق سے ثابت ہو چکی ہے۔ چنانچہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور اصحاب سنن نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ترمذی وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور اس باب میں بیس صحابہ سے زیادہ روایت آچکی ہے اور اس کے علاوہ شہرت کے ثابت ہونے کی وجہ سے اور نسخ کا دعوی منسوخ ہے اس لیے کہ نسخ احتمال کے ساتھ ثابت نہیں ہوتا۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ حکم کرنا ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے ساتھ ظاہر قرآن کے مخالف نہیں اس لیے کہ قرآن نہیں منع کرتا یہ کہ جائز ہو اول اس چیز سے کہ نص کی ہو اس پر قرآن نے یعنی اور مخالف اس کے لیے مفہوم کا قائل نہیں چہ جائیکہ عدد کا مفہوم ہو۔ اور ابن عربی نے کہا کہ ظریف تر اس چیز کا پایا میں نے ان کے رد کے لیے حکم کے ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے ساتھ دو امر ہیں ایک یہ کہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ ایک گواہ ثبوت حق کے لیے کافی نہیں پس مدعا علیہ پر قسم واجب ہے پس یہ مراد ہے ساتھ حدیث کے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ اور قسم کے ساتھ۔ اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن عربی نے اس کے ساتھ کہ یہ نادانی لغت سے اس لیے کہ معیت چاہتی ہے کہ ہو دو چیزوں سے ایک جہت میں نہ کہ دو مخالف چیزوں میں اور دوسرا یہ کہ وہ ایک خاص صورت پر محمول ہے اور وہ یہ کہ مثلا ایک مرد نے دوسرے سے ایک غلام خریدا پھر مشتری نے دعوی کیا کہ اس کے ساتھ عیب ہے اور ایک گواہ قائم کیا اور بائع نے کہا کہ میں نے صحیح سالم بیچا تھا پس قسم کھائے مشتری کہ میں نے اس کو صحیح سالم نہیں خریدا اور غلام کو لوٹا دے۔ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ مانند اس چیز کے کہ گذر گئی اور اس لیے

کہ یہ صورت نہایت کم یاب ہے اور اس پر حدیث محمول نہیں ہوگی میں کہتا ہوں کہ بہت حدیثیں اس تاویل کو باطل کرتی ہیں۔(فتح)

۲۴۷۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْيَمِيْنِ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ يَّسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا لَّقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ إِلٰى عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾.

۲۴۷۳۔ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے میری طرف لکھا کہ حکم کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قسم کے مدعا علیہ پر۔

فائدہ: اور طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ گواہ مدعی پر ہیں اور قسم مدعا علیہ پر۔اور بخاری مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اگر بغیر گواہ کے صرف دعوی پر لوگوں کو دلایا جائے تو بے شک بعض لوگ لوگوں کے اموال اور خونوں کا ناحق دعوی کریں گے لیکن مدعا علیہ پر تو قسم ہے تو بیان کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت اس چیز میں کہ گواہ مدعی پر اور قسم مدعا علیہ پر اور علماء کہتے ہیں کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ مدعی کی جانب ضعیف ہے اس لیے کہ وہ ظاہر کے برخلاف کہتا ہے پس تکلیف دی گئی اس کو قوی حجت کے لانے کے ساتھ اور وہ گواہ ہے اس لیے کہ گواہ نہیں کھینچتا نفع کو اپنے نفس کے لیے اور نہ ہی ضرر کو دفع کرتا ہے پس قوی ہوگا اس کے ساتھ مدعی کا ضعف اور مدعا علیہ کی جانب قوی ہے اس لیے کہ اصل ذمہ کا فارغ ہونا ہے پس اس سے کفایت کی گئی قسم کے ساتھ اور وہ حجت ضعیف ہے اس لیے کہ قسم کھانے والا کھینچتا ہے اپنے نفس کے لیے نفع کو اور دفع کرتا ہے ضرر کو پس یہ نہایت حکمت ہے۔اور مدعی اور مدعا علیہ کی تعریف میں اختلاف ہے اور مشہور دو تعریفیں ہیں ایک یہ کہ مدعی وہ ہے کہ اس کا قول ظاہر کے مخالف ہو اور مدعا علیہ اس کے برخلاف ہو۔اور دوسری یہ کہ مدعی وہ کہ چپ رہے تو چھوڑا جائے اپنے سکوت کے ساتھ اور مدعا علیہ وہ ہے کہ چپ رہنے کی وجہ سے نہ چھوڑا جائے اور پہلی تعریف مشہور تر ہے اور ثانی اسلم ہے۔اور بعض کچھ اور تعریف کرتے ہیں۔اور اس قول سے استدلال کیا گیا ہے کہ قسم مدعا علیہ پر ہے جمہور کے لیے اس کے عموم پر محمول کرنے کی وجہ سے ہر ایک کے حق میں برابر ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ کے درمیان اختلاط ہو یا نہ ہو۔اور مالک سے روایت ہے کہ نہیں متوجہ ہوتی مگر اس شخص پر کہ اس کے اور مدعی کے درمیان اختلاط ہوتا کہ نہ خراب کریں بے وقوف لوگ پہلے لوگوں

کو قسم کے ساتھ ان کے کئی بار کھانے سے۔اور اصطخری کا یہ مذہب ہے کہ اگر حال کے قرینوں سے معلوم ہو کہ مدعی کا دعوی جھوٹ ہے تو اس کے دعوی کی طرف التفات نہ کیا جائے۔ (فتح)

٢٤٧٤۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ثُمَّ إِنَّ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَحَدَّثْنَاهُ بِمَا قَالَ فَقَالَ صَدَقَ لَفِيَّ أُنْزِلَتْ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُوْمَةٌ فِيْ شَيْءٍ فَاخْتَصَمْنَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِيْنُهُ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُ إِذًا يَحْلِفُ وَلَا يُبَالِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ ثُمَّ اقْتَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ.

٢٤٧٤۔عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو قسم کھائے کسی چیز پر کہ مستحق ہو ساتھ اس کے مال کا تو وہ اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔ پھر اللہ نے اس کی تصدیق کے لیے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا مال دنیا لیتے ہیں تو ان کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں عَذَابٌ اَلِیْمٌ تک۔ پھر اشعث بن قیس ہماری طرف نکلے اور کہا کہ ابو عبد الرحمٰن یعنی عبد اللہ بن مسعود تم سے کیا حدیث بیان کرتا ہے تو جو اس نے کہا تھا سو ہم نے اس سے بیان کیا تو اس نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود سچا ہے البتہ یہ آیت میرے حق میں اتری ہے کہ میرے اور ایک مرد کے درمیان ایک چیز میں جھگڑا تھا تو ہم حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے دو گواہ چاہیے یا اس کی قسم چاہیے تو میں نے آپ سے کہا کہ اب وہ قسم کھائے گا اور پرواہ نہیں کرے گا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو قسم کھائے کسی چیز پر کہ مستحق ہو ساتھ اس کے مال کو تو وہ اس میں جھوٹا ہو تو ملے گا اللہ سے اس حال میں کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا تو اللہ نے اس کی تصدیق اتاری پھر یہ آیت پڑھی۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے۔اور یہاں مراد یہ قول ہے کہ تیرے دو گواہ چاہیے یا اس کی قسم۔اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں تیرے لیے مگر یہ۔اور استدلال کیا گیا ہے اس حصر کے ساتھ حکم کے رد کرنے پر ایک گواہ اور قسم کے۔اور جواب دیا گیا ہے کہ حضرت ﷺ کی اپنے قول شاہداک سے مراد گواہ ہے۔ برابر ہے کہ دو مرد ہوں یا ایک مرد یا دو عورتیں ہوں یا ایک مرد اور قسم مدعی کی اور دو گواہوں کی صرف اس لیے ذکر کیا کہ وہ اکثر اور اغلب ہیں پس معنی یہ ہیں کہ تیرے دو گواہ چاہیے یا جو ان کے قائم مقام ہوں۔اور اگر لازم آئے اس سے ایک گواہ کا رد کرنا قسم کے ساتھ تو البتہ لازم آتا رد ایک گواہ اور دو عورتوں کا اس لیے کہ یہ بھی مذکور نہیں۔پس ظاہر ہوئی تاویل مذکور اور جگہ

پناہ کی طرف اس کی ثابت ہونا حدیث کا شاہد کے اعتبار کرنے کے ساتھ قسم کے ساتھ۔ پس معلوم ہوا کہ ظاہر لفظ شاہدین کا مراد نہیں بلکہ مراد وہ ہے یا جو اس کے قائم مقام ہو۔ (فتح)

بَابُ إِذَا ادَّعٰی أَوْ قَذَفَ فَلَهٗ أَنْ يَّلْتَمِسَ الْبَيِّنَةَ وَيَنْطَلِقَ لِطَلَبِ الْبَيِّنَةِ.

جب کوئی دعوی کرے یا کسی کو تہمت دے تو اس کو جائز ہے کہ گواہ تلاش کرے اور گواہ طلب کرنے کے لیے چلے

۲۴۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهٗ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِيْكِ ابْنِ سَحْمَآءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّنَةَ أَوْ حَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذَا رَأٰى أَحَدُنَا عَلٰى امْرَأَتِهٖ رَجُلًا يَّنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا حَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ فَذَكَرَ حَدِيْثَ اللِّعَانِ.

۲۴۷۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی عورت کو شریک سے زنا کی تہمت دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گواہ بلانا چاہیے یا کہ حد ماری جائے تیری پیٹھ میں تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی کسی کو زنا کرتے دیکھے تو بھلا اس وقت گواہ ڈھونڈتا پھرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ اس بات کو گواہوں سے ثابت کرو ورنہ تجھے حد ماری جائے گی پھر لعان کی حدیث ذکر کی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح اپنی جگہ میں آئے گی اور اس سے غرض قدرت دینی ہے تہمت دینے والے کو گواہوں کے قائم کرنے پر زنا مقذوف پر اپنی جان سے حد کو دور کرنے کے لیے اور اس پر یہ بات وارد نہیں ہوگی کہ حدیث زوجین میں یعنی خاوند اور بیوی کے حق میں وارد ہوئی ہے۔ اور خاوند کو حد سے نکلنے کا راستہ لعان ہے جب کہ عاجز ہو گواہوں سے بخلاف اجنبی کے کہ اس کا یہ حال نہیں ہے اس لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ حکم آیت لعان نازل ہونے سے پہلے تھا جب کہ خاوند اور اجنبی برابر تھے اور جب تہمت لگانے والے کے لیے یہ بات ثابت ہوئی تو ہر مدعی کے لیے باولی ثابت ہوگی۔ (فتح)

بَابُ الْيَمِيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

عصر کی نماز کے بعد قسم کھانے کا بیان۔

۲۴۷۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۴۷۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن سے اللہ قیامت کے دن نہ بولے گا اور نہ ان کو دیکھے گا اور نہ ان کو گناہ سے پاک کرے گا اور ان کے لیے عذاب دردناک ہے۔ ایک تو وہ شخص کہ بیابان میں

ثَلاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِطَرِيْقٍ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيْلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مَا يُرِيْدُ وَفٰى لَهُ وَإِلَّا لَمْ يَفِ لَهُ وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَقَدْ أُعْطِىَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَأَخَذَهَا.

حاجت سے زیادہ پانی پر ہو اور مسافر کو اس پانی سے روکے اور دوسرا مرد وہ ہے جس نے ایک امام سے بیعت کی اور اس نے بیعت نہیں کی مگر دنیا ہی کے لیے سو اگر امام نے اس کو دنیا سے کچھ دیا تو اس نے عہد پورا کیا اور اگر اس نے دنیا سے کچھ نہ دیا تو اس نے عہد پورا نہ کیا۔ اور تیسرا وہ مرد ہے جس نے کسی مرد کے ہاتھ ایک جنس بیچی عصر کے بعد تو اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ میں نے اس جنس کو اتنی اور اتنی قیمت سے لیا ہے تو اس نے اس کی قسم کا اعتبار کر کے اس کو اتنی قیمت سے لے لیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عصر کے بعد قسم کھانے کا گناہ بہت بڑا ہے۔ اور مہلب نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ خاص کیا ہے حضرت ﷺ نے اس وقت میں گناہ کے بڑے ہونے کو اس شخص کے لیے کہ جو اس میں جھوٹی قسم اٹھائے تو یہ اس لیے ہے کہ رات دن کے فرشتے اس وقت میں حاضر ہوتے ہیں اور حالانکہ اس کے حق میں یہ بات وارد نہیں جو عصر کے وقت میں وارد ہے اور ممکن ہے کہ ہوئے خاص اس کے ساتھ اس لیے کہ اس وقت عمل اٹھائے جاتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ يَحْلِفُ الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ حَيْثُمَا وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْيَمِيْنُ وَلَا يُصْرَفُ مِنْ مَّوْضِعٍ إِلٰى غَيْرِهٖ قَضٰى مَرْوَانُ بِالْيَمِيْنِ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَلَى الْمِنبَرِ فَقَالَ أَحْلِفُ لَهُ مَكَانِيْ فَجَعَلَ زَيْدٌ يَّحْلِفُ وَأَبٰى أَنْ يَّحْلِفَ عَلَى الْمِنبَرِ فَجَعَلَ مَرْوَانُ يَعْجَبُ مِنْهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ فَلَمْ يَخُصَّ مَكَانًا دُوْنَ مَكَانٍ.

قسم کھائے مدعا علیہ جس جگہ کہ اس پر قسم واجب ہو اور نہ پھیرا جائے ایک جگہ سے طرف دوسری جگہ کی یعنی حکم کیا مروان نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو منبر پر تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنی اس جگہ میں قسم کھاؤں گا سو زید رضی اللہ عنہ قسم کھانے لگا اور منبر پر قسم کھانے سے انکار کیا تو مروان اس سے تعجب کرنے لگا اور یعنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے دو گواہ چاہییں یا اس کی قسم چاہیے اور نہیں خاص کیا ایک مکان کو دوسرے مکان سے۔

فائدہ: یعنی واجب ہے کہ اس جگہ قسم کھائے اور یہی قول حنفیہ اور حنابلہ کا ہے۔ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہے تغلیظ یعنی ایسی جگہ قسم کھائے کہ جس جگہ گناہ بڑا ہو پس اگر مدینے میں ہو تو منبر کے نزدیک قسم کھائے اور مکے میں ہو تو رکن اور مقام کے درمیان اور ان کے علاوہ اور جگہوں میں جامع مسجد میں کھائے۔ اور سب کا اس پر اتفاق ہے

کہ یہ خونوں اور بہت مالوں میں ہے تھوڑی چیز میں نہیں اور تھوڑی اور بہت کی حد میں اختلاف ہے۔(فتح)

فائدہ: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ابن مطیع کے درمیان ایک گھر میں جھگڑا تھا تو وہ دونوں مروان کے پس جھگڑتے ہوئے آئے تب مروان نے یہ بات کہی۔ اور بخاری نے شاید حجت پکڑی ہے کہ زید رضی اللہ عنہ کا منبر کے پاس قسم نہ کھانا اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اس کو واجب نہیں سمجھتے تھے۔ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قول سے حجت پکڑنا اولیٰ ہے مروان کے قول سے حجت پکڑنے سے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت ہے کہ اس نے ایک شخص سے اپنی جگہ میں قسم لی تھی اور منبر کے پاس قسم کھانے کی اس کو تکلیف نہیں دی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی مروان کی طرح مروی ہے کہ منبر کے پاس قسم کھائی جائے۔(فتح)

فائدہ: یہ بخاری کی فقاہت میں سے ہے۔ اور اعتراض کیا گیا ہے بخاری پر کہ اس نے عصر کے بعد قسم اٹھانے کا باب باندھا ہے پس زیادتی کے ساتھ گناہ کا بڑا ہونا ثابت کیا اور اس جگہ مکان کے ساتھ تغلیظ کی نفی کی یعنی یہ نہیں کہ فلانی جگہ میں قسم کھانے کا بڑا گناہ ہے اور فلانی جگہ میں کم اور اگر صحیح ہے اس کا حجت پکڑنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول شَاهِدَاكَ اَوْيَمِيْنُهُ نے کسی مکان کو خاص نہیں کیا تو چاہیے کہ اس پر اس طرح حجت پکڑی جائے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کسی زمانے کو بھی خاص نہیں کیا پس اگر کہا جائے کہ عصر کے بعد جھوٹی قسم کھانے کا گناہ بڑا ہونا حدیث میں آچکا ہے تو کہا جائے گا کہ اسی طرح منبر کے پاس قسم کھانے کے گناہ کا بڑا ہونا بھی حدیث میں آچکا ہے چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ قسم کھائے گا کوئی میرے اس منبر کے نزدیک جھوٹی بات پر اگرچہ سبز مسواک ہو مگر وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے گا۔ یہ حدیث ابو داود اور نسائی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ اور اسی طرح نسائی نے ابو امامہ سے روایت کی ہے اور اس کے ساتھ جواب دیا جاتا ہے کہ نہیں لازم آتا ہے عصر کے بعد قسم کھانے کا باب باندھنے سے یہ کہ وہ قسم کے بڑے ہونے کو واجب کرے مکان کے ساتھ بلکہ اس کو جائز ہے کہ مسئلے کو الٹا کرے پس کہے کہ اگر کہ لازم آتا ہے تغلیظ کے ذکر کرنے کے ساتھ قسم کے مکان کے ساتھ یہ کہ وہ ہر قسم کھانے والے کے حق میں بڑی ہے تو واجب ہے اس پر کہ زمانے کے ساتھ بھی بڑی ہو اس کے بارے میں حدیث کے ثابت ہونے کی وجہ سے۔(فتح)

۲۴۷۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالًا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ.

۲۴۷۷۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قسم کھائے کسی بات پر تا کہ چھین لے ساتھ اس کے مال کسی مسلمان کا تو وہ اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ قسم کے لیے کوئی خاص مکان نہیں۔

بَابُ إِذَا تَسَارَعَ قَوْمٌ فِي الْيَمِينِ.

جب ایک قوم قسم میں جلدی کرے۔

فائدہ: یعنی جس جگہ سب پر واجب ہو تو پہلے کس سے قسم لی جائے۔ (فتح)

۲۴۷۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلٰى قَوْمٍ الْيَمِينَ فَأَسْرَعُوْا فَأَمَرَ أَنْ يُسْهَمَ بَيْنَهُمْ فِي الْيَمِينِ أَيُّهُمْ يَحْلِفُ.

۲۴۷۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم پر قسم پیش کی تو سب نے قسم کھانے میں جلدی کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ قرعہ ڈالا جائے درمیان ان کے قسم میں کہ اس میں سے کون قسم کھائے گا یعنی پہلے۔

فائدہ: اس کی صورت یہ ہے کہ دو آدمی ایک چیز میں جھگڑتے ہیں اور وہ چیز ان میں سے کسی کے ہاتھ میں نہیں بلکہ وہ کسی تیسرے کے ہاتھ میں ہے اور نہ دونوں میں سے کسی کے پاس گواہ ہے تو ان کے درمیان قرعہ ڈالا جائے سو جس کے نام کا قرعہ نکلے وہ قسم کھائے اور اس کا مستحق ہو اور یہ صورت ایک حدیث میں آ چکی ہے چنانچہ ابو داود وغیرہ نے روایت کی ہے۔ اور احتمال ہے کہ قوم مذکور سب مدعی علیہم ہوں اور مدعی نے ان پر ایک چیز کا دعوی کیا ہو جو ان کے پاس ہے اور وہ منکر ہو گئے ہوں اور مدعی کے پاس گواہ نہ ہو پس متوجہ ہوئی ہو ان پر قسم پس جلدی کی ہو انہوں نے قسم کھانے کے ساتھ۔ اور قسم نہیں معتبر ہے مگر قسم اٹھوانے والے کے ساتھ۔ پس قطع کیا ان کے درمیان نزاع کو قرعہ ڈالنے کے ساتھ سو جس کے نام کا قرعہ نکلے اس سے قسم اٹھاوائی جائے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر جھوٹی قسم کھا کے تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں۔

فائدہ: یعنی اس کے شان نزول کا بیان۔

۲۴۷۹۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ أَبُوْ إِسْمَاعِيْلَ السَّكْسَكِيُّ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ أَقَامَ رَجُلٌ سِلْعَتَهُ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا مَا لَمْ يُعْطِهَا فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ

۲۴۷۹۔ عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک اسباب کو کھڑا کیا یعنی بیچنے کے لیے تو اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ اس نے اس اسباب کے اتنے اور اتنے قیمت سے خریدا ہے اور حالانکہ اس نے اتنی قیمت سے نہ لیا تھا یا کہا تھا کہ مجھ کو اتنی اتنی قیمت ملتی تھی اور حالانکہ اتنی قیمت اس کو نہ ملتی تھی تو اس وقت یہ آیت اتری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے

يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾. وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ اَوْفٰي النَّاجِشُ آكِلُ رِبًا خَائِنٌ.

کر آخر تک اور ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ناجش بیاج کھانے والا خیانت کرنے والا ہے یعنی جو جنس کا زیادہ مول لگائے اور اس کو لینا مقصود نہ ہو بلکہ مقصود یہ ہے کہ اس کو دیکھ کر اجنبی پھنس جائے۔

٢٤٨٠۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبًا لِيَقْتَطِعَ مَالَ رَجُلٍ اَوْ قَالَ اَخِيْهِ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ فِي الْقُرْآنِ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا الْآيَةَ اِلٰى قَوْلِهِ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ فَلَقِيَنِي الْاَشْعَثُ فَقَالَ مَا حَدَّثَكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ الْيَوْمَ قُلْتُ كَذَا وَكَذَا قَالَ فِيَّ اُنْزِلَتْ.

۲۴۸۰۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قسم کھائے کسی چیز پر تا کہ چھین لے ساتھ اس کے مال کسی مسلمان کا یا یوں کہا کہ بھائی مسلمان کا تو وہ اللہ سے ملے گا اور وہ اس پر غضبناک ہوگا تو اللہ نے اس کی تصدیق قرآن میں اتاری ان الذین یشترون آخر تک تو اشعث مجھ کو ملا اور کہا کہ عبداللہ نے آج کے دن تجھ کو کیا حدیث بتلائی تھی تو میں نے کہا کہ ایسی ایسی تو اس نے کہا کہ یہ میرے حق میں اتری۔

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں اس کے شان نزول میں ہیں اور ان دونوں میں تعارض نہیں اس لیے کہ احتمال ہے کہ دونوں قصوں میں اتری ہو۔

بَابُ كَيْفَ يُسْتَحْلَفُ قَالَ تَعَالٰى ﴿يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ﴾ وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿ثُمَّ جَآؤُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا﴾. ﴿وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ﴾ وَ﴿يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ﴾. ﴿فَيُقْسِمَانِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَا اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا﴾ يُقَالُ بِاللّٰهِ وَتَاللّٰهِ وَ وَاللّٰهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

کس طرح قسم لی جائے یعنی جب کسی پر قسم لازم ہو تو حاکم اس کو کس طرح قسم دے۔ یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ پھر آئیں تیرے پاس قسمیں کھاتے اللہ کی کہ ہم کو غرض نہ تھی مگر بھلائی اور ملاپ اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ البتہ وہ تم میں سے ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں ساتھ اللہ کے تا کہ راضی کریں تم کو پس قسم کھائیں اللہ کی کہ البتہ ہماری گواہی ان کی گواہی سے پختہ ہے یعنی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد ہے کہ عصر کے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلٌ حَلَفَ بِاللّٰهِ كَاذِبًا بَعْدَ الْعَصْرِ وَلَا يُحْلَفُ بِغَيْرِ اللّٰهِ.

بعد اللہ کی جھوٹی قسم کھائے۔یعنی اور اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائی جائے۔

فائدہ: اور غرض اس کی ان تین آیتوں سے یہ ہے کہ نہیں واجب ہے تغلیظ قسم کی قول کے ساتھ یعنی صرف اتنا کہنا کافی ہے واللہ تاللہ باللہ۔ابن منذر نے کہا کہ علماء کو اس میں اختلاف ہے ایک جماعت کہتی ہے کہ قسم کھائے اللہ کے ساتھ یعنی کہے واللہ اور اس پر کچھ زیادہ نہ کرے اور مالک نے کہا کہ اس طرح قسم کھائے کہ وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یعنی قسم ہے اللہ کی کہ اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔اور اسی طرح کوفیوں اور شافعیوں نے کہا ہے اگر اس کو قاضی تہمت کرے تو قسم میں تشدید کرے پس اس میں یہ لفظ زیادہ کرے عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ الَّذِيْ يَعْلَمُ مِنَ السِّرِّ مَا يَعْلَمُ مِنَ الْعَلَانِيَةِ اور مانند اس کی۔ابن منذر نے کہا کہ اس میں ہے کہ جس کی قسم کھائے درست ہے اور اصل یہ ہے کہ جب وہ اللہ کی قسم کھائے تو اس پر صادق آتا ہے کہ اس نے قسم کھائی۔(فتح)

فائدہ: یہ بخاری کا کلام ہے بطور تکمیل ترجمہ کے اور یہ مستفادہ ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ جو قسم کھانا چاہے تو چاہیے کہ اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔

٢٤٨١۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَمِّهِ أَبِيْ سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُهُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَكَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكَاةَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا أَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا

۲۴۸۱۔طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اچانک وہ اسلام کے متعلق پوچھتا تھا کہ اسلام کیا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ نمازیں ہیں دن رات میں تو اس نے کہا کہ ان کے سوا کچھ اور بھی مجھ پر لازم ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑھے۔حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اور رمضان کے روزے تو اس نے کہا کہ اس کے سوا کیا اور بھی مجھ پر فرض ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں مگر یہ کہ تو نفل روزے رکھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے زکوۃ ذکر کی تو اس نے کہا کہ اس کے سوا کچھ اور بھی مجھ پر فرض ہے۔حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں مگر یہ کہ صدقہ نفل دے تو وہ مرد پیٹھ دے کر چلا اور کہتا تھا کہ قسم ہے اللہ کی نہ اس سے کچھ بڑھاؤں گا اور نہ گھٹاؤں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مراد کو پہنچا اگر سچا ہے۔

وَلَا أَنْقُصُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ.

فائدہ:اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گذر چکی ہے۔اور غرض اس سے یہ قول ہے اس مرد کا کہ قسم ہے اللہ کی نہ اس سے کچھ گھٹاؤں گا نہ بڑھاؤں گا۔پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اس طرح سے قسم کھائے کہ قسم ہے اللہ کی اور اس پر کچھ زیادہ نہ کرے۔(فتح)

٢٤٨٢۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ قَالَ ذَكَرَ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ.

٢٤٨٢۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قسم کھائے تو چاہیے کہ اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔

فائدہ:اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں آئے گی۔

بَابُ مَنْ أَقَامَ الْبَيِّنَةَ بَعْدَ الْيَمِيْنِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَلْحَنُ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ وَقَالَ طَاوُسٌ وَّإِبْرَاهِيْمُ وَشُرَيْحٌ الْبَيِّنَةُ الْعَادِلَةُ أَحَقُّ مِنَ الْيَمِيْنِ الْفَاجِرَةِ.

جو قائم کرے گواہ کو بعد قسم کے۔یعنی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید تم میں بعض آدمی ہوشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے۔یعنی اور طاؤس اور ابراہیم اور شریح نے کہا کہ گواہ عادل لائق تر ہیں ساتھ قبول کے قسم جھوٹی سے۔

فائدہ:یعنی قسم مدعا علیہ کی برابر ہے کہ مدعی مدعا علیہ کی قسم کے ساتھ راضی ہو یا نہ ہو۔اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ گواہ کی گواہی قبول کی جائے۔اور مالک نے مدونہ میں کہا ہے کہ اگر اس سے قسم لے اور اس کو گواہ معلوم نہ ہو پھر گواہ کو جانے تو گواہ قبول کیا جائے اور اس کے لیے حکم کیا جائے اس کے ساتھ اور اگر اس کو گواہ معلوم ہو اور جان بوجھ کر چھوڑ دے تو پھر اس کا حق باقی نہیں رہتا۔اور ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ اگر مدعی مدعا علیہ کی قسم کے ساتھ راضی ہوا ہو تو اس کے بعد گواہ نہ قبول کیا جائے اور اس نے اس کے ساتھ حجت پکڑی ہے کہ جب مدعا علیہ نے قسم کھائی تو وہ بری ہوا تو جب بری ہوا تو اس پر کوئی راہ نہیں۔اور تعاقب کیا گیا ہے کہ وہ صورت ظاہرہ میں بری ہوتا ہے نفس الامر میں بری نہیں ہوتا۔(فتح)

فائدہ:یہ ایک ٹکڑا ہے بڑی حدیث کا اور اس کی پوری شرح کتاب الاحکام میں آئے گی اور اس میں ابن ابی لیلیٰ کے رد کی طرف اشارہ ہے اور یہ کہ ظاہر کا حکم حق کو باطل نہیں کرتا اور نہ باطل کو حق نفس الامر میں۔(فتح)

٢٤٨٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَلْحَنُ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِحَقِّ أَخِيْهِ شَيْئًا بِقَوْلِهٖ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ فَلَا يَأْخُذْهَا.

۲۴۸۳۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جھگڑے کا فیصلہ کروانے کے لیے میرے پاس آتے ہو اور شاید کہ تم میں بعض آدمی ہوشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے سو جس شخص کو میں اس کے بھائی کے حق میں کوئی حکم کروں اس کے قول سے تو میں تو اس کو دوزخ کا ایک ٹکڑا دیتا ہوں تو نہ لے اس کو۔

فائدہ: اسماعیلی نے کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں مدعا علیہ کی قسم کے بعد گواہ کے قبول کرنے پر دلالت نہیں ہے۔ اور ابن منیر نے جواب دیا ہے کہ شہادت لینے کی جگہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے یہ ہے کہ نہیں ٹھہرایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی قسم کو مفید حلت کے اور نہ قطع کرنے حقدار کے حق کے یعنی وہ حقدار کے حق کو کاٹ نہیں سکتی بلکہ قسم کے بعد اس کو قبض کرنے سے منع کیا۔ اور اس کی دونوں حالتوں میں برابری کے حرام ہونے میں قسم کے بعد اور اس سے پہلے پس اس سے معلوم ہوا کہ حقدار کا حق بدستور باقی ہے جیسا کہ پہلے تھا سو جب اپنے حق میں گواہوں کے ساتھ کامیاب ہوا تو وہ قیام پر باقی ہے اس کے ساتھ ساقط نہیں ہوا جیسا کہ اس کا اصل حق ساقط نہیں ہوا ذمہ چھینے والے سے قسم کے ساتھ۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَمَرَ بِإِنْجَازِ الْوَعْدِ وَفَعَلَهُ الْحَسَنُ وَذَكَرَ إِسْمَاعِيْلَ ﴿إِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ﴾ وَقَضَى ابْنُ الْأَشْوَعِ بِالْوَعْدِ وَذَكَرَ ذٰلِكَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ وَقَالَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ صِهْرًا لَهٗ قَالَ وَعَدَنِيْ فَوَفٰى لِيْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَأَيْتُ إِسْحَاقَ بْنَ إِبْرَاهِيْمَ يَحْتَجُّ بِحَدِيْثِ ابْنِ أَشْوَعَ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو وعدے کے پورا کرنے کا حکم کرتا ہے۔ یعنی حکم کیا حسن نے ساتھ پورا کرنے وعدے کے۔ یعنی اور اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اسماعیل پیغمبر وعدے کا سچا تھا۔ یعنی اور حکم کیا ابن اشوع (قاضی کوفہ) نے ساتھ ایفائے عہد کے اور ذکر کیا اس کو سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے یعنی اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داماد یعنی ابوالعاص کو ذکر کیا جو آپ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کا خاوند تھا سو فرمایا کہ اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا سو اس کو پورا کیا۔ یعنی بخاری نے کہا میں نے اسحٰق کو دیکھا کہ ابن اشوع کی حدیث کے ساتھ حجت

پکڑتا ہے یعنی وعدے کا پورا کرنا واجب ہے۔

فائدہ: گواہی کے بابوں کے ساتھ اس باب کی وجہ تعلق یہ ہے کہ آدمی کا وعدہ اس کی شہادت کی طرح ہے اس کی جان پر۔ اور مہلب نے کہا کہ وعدے کا وفا کرنا مامور بہ ہے اور مستحب ہے تمام کے نزدیک اور فرض نہیں۔ اور اس میں اجماع کا نقل کرنا مردود ہے پس تحقیق خلاف مشہور کے ہے لیکن قائل بہت تھوڑے ہیں۔ اور ابن عبد البر نے کہا کہ اجل اس کا جو اس کے قائل ہیں عمر بن عبد العزیز ہے۔ اور بعض مالکیہ سے ہے کہ اگر وعدہ کے سبب کے ساتھ معلق ہو تو اس کا پورا کرنا واجب ہے اور اگر نہیں تو نہیں۔ پس جو دوسرے کو کہے کہ نکاح کر اور تیرے لیے اتنا مال ہے پھر اس نے نکاح کیا تو اس کا پورا کرنا واجب ہے۔ لیکن آیت كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ اور اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وجوب پر دلالت کرتی ہے۔ پس اس شدید وعید کے باوجود کس طرح محمول کیا ہے انہوں نے کراہت تنزیہی پر۔ (فتح)

فائدہ: روایت ہے کہ اسماعیل علیہ السلام اور ایک آدمی دونوں ایک گاؤں میں داخل ہوئے تو حضرت علیہ السلام نے اس کو ایک کام کے لیے بھیجا اور کہا کہ میں تیرا انتظار کروں گا تو انہوں نے ایک برس اس کا انتظار کیا۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے وہاں ایک مکان بنا لیا تھا تو اس دن سے اس کا نام صادق الوعد ہوا۔ (فتح)

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا ابو العاص کے نکاح میں تھیں اور وہ کافر تھا اور جنگ بدر میں کافروں کی طرف سے جنگ میں شریک تھا سو وہ قیدیوں میں پکڑا گیا تو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوڑا تو اس پر شرط لگائی کہ زینب کو مدینے بھیج دے گا تو اس نے مکے میں جا کر زینب رضی اللہ عنہا کو مدینے میں بھیج دیا اسی لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اور اس کو پورا کیا۔ (ق)

٢٤٨٤- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سُفْيَانَ أَنَّ هِرَقْلَ قَالَ لَهُ سَأَلْتُكَ مَاذَا يَأْمُرُكُمْ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ أَمَرَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَآءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَآءِ الْأَمَانَةِ قَالَ وَهٰذِهٖ صِفَةُ نَبِيٍّ.

۲۴۸۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوسفیان نے مجھ کو خبر دی کہ ہرقل نے اس کو کہا کہ میں نے تجھ سے پوچھا کہ وہ پیغمبر تم کو کیا حکم کرتا ہے تو تو نے کہا کہ وہ حکم کرتا ہے ہم کو نماز کا اور سچ بولنے کا اور حرام سے بچنے کا اور عہد پورا کرنے کا اور امانت ادا کرنے کا۔ ہرقل نے کہا کہ یہ صفت پیغمبر کی ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ابتدا کتاب میں گذر چکی ہے اور اس سے غرض یہ ہے کہ وہ ہمیں وعدہ پورا کرنے کا حکم کرتا ہے۔

٢٤٨٥ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْ سُهَيْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِيْ عَامِرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ.

۲۴۸۵۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو چرائے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے یعنی اس کو پورا نہ کرے۔

٢٤٨٦ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ لَمَّا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ أَبَا بَكْرٍ مَالٌ مِنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ كَانَتْ لَهُ قِبَلَهُ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ وَعَدَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْطِيَنِيْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَبَسَطَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ جَابِرٌ فَعَدَّ فِيْ يَدِيْ خَمْسَ مِائَةٍ ثُمَّ خَمْسَ مِائَةٍ ثُمَّ خَمْسَ مِائَةٍ.

۲۴۸۶۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس علاحضرمی کی طرف سے (کہ بحرین پر عامل تھا) مال آیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا جس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض ہو یا جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو تو ہمارے پاس آ کر ظاہر کرے۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ دیں مجھ کو مال اس طرح اور اس طرح یعنی دونوں ہاتھ بھر بھر کر اور جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ تین بار کھولے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ میں پانچ سو گنے پھر پانچ سو پھر پانچ سو۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے بہتر تھے عمدہ اخلاق کے ساتھ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کے کیے ہوئے وعدے آپ کی طرف سے ادا کیے۔ اور جابر رضی اللہ عنہ سے اس وعدے پر گواہ طلب نہ کیا اس لیے کہ اس نے ایسی چیز کا دعوی نہ کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ہو بلکہ اس نے ایک چیز کا بیت المال سے دعوی کیا تھا اور یہ امام کی رائے کی طرف سپرد ہے۔ (فتح)

٢٤٨٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ

۲۴۸۷۔سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حیرہ (ایک شہر

أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ عَنْ سَالِمٍ الْأَفْطَسِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلَنِيْ يَهُوْدِيٌّ مِنْ أَهْلِ الْحِيْرَةِ أَيَّ الْأَجَلَيْنِ قَضٰى مُوْسٰى قُلْتُ لَا أَدْرِيْ حَتّٰى أَقْدَمَ عَلٰى حَبْرِ الْعَرَبِ فَأَسْأَلَهُ فَقَدِمْتُ فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ قَضٰى أَكْثَرَهُمَا وَأَطْيَبَهُمَا إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ فَعَلَ.

ہے نزدیک کوفہ کے) کے ایک یہود نے مجھ سے پوچھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے دونوں میں سے کون سی مدت پوری کی تھی ۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا یہاں تک کہ میں عرب کے عالم کے پاس جاؤں اور اس سے پوچھوں یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تو میں نے آ کر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو اس نے کہا کہ جوان دونوں میں بہت تھی اور خوش تھی نزدیک شعیب علیہ السلام کے یعنی دس برس اس لیے کہ پیغمبر اللہ کا یعنی جو ہو جب کوئی بات کہتا ہے تو اس کو کرتا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر وہ یہودی مجھ کو ملا تو میں نے اس کو یہ بات بتلائی تو اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ تیرا ساتھی عالم ہے ۔اور اس باب میں حدیث کو ذکر کرنے کی غرض تاکید کا بیان ہے وعدے کو پورا کرنے کے ساتھ اس لیے کہ موسیٰ علیہ السلام نے دس برس کے وعدے کے پورا کرنے کے ساتھ یقین نہیں کیا تھا اور اس کے باوجود بھی اس کو پورا کیا پس کس طرح ہوتا اگر یقین کرتے ۔(فتح)

بَابُ لَا يُسْأَلُ أَهْلُ الشِّرْكِ عَنِ الشَّهَادَةِ وَغَيْرِهَا وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَا تَجُوْزُ شَهَادَةُ أَهْلِ الْمِلَلِ بَعْضِهِمْ عَلٰى بَعْضٍ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ﴾ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَ﴿قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ أُنْزِلَ﴾ الْاٰيَةَ.

بیان ہے کہ نہیں سوال کیے جائیں مشرکین گواہی وغیرہ سے یعنی اور شعبی نے کہا کہ نہیں جائز ہے گواہی اہل کفر کی بعض کی بعض پر یعنی اس دلیل کے لیے اس آیت کی کہ ڈالی ہم نے درمیان ان کے عداوت اور بغض قیامت تک یعنی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ نہ سچا جانو اہل کتاب کو اور نہ ان کو جھٹلاؤ اور کہو کہ ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور جو کچھ ہماری طرف اتارا گیا ہے آخر آیت تک ۔

فائدہ: یہ باب باندھا گیا ہے گواہی کے لیے کافروں کے اور سلف کو اس میں اختلاف ہے ۔اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ان کی گواہی مطلق قبول نہیں ۔اور بعض تابعین کہتے ہیں کہ مطلق قبول ہے مگر مسلمانوں پر یہ مذہب کوفیوں کا ہے کہتے ہیں کہ آپس میں ان کی گواہی قبول ہے اور یہ ایک روایت امام احمد کی ہے اور مستثنیٰ کیا ہے احمد نے حالت سفر کو پس جائز رکھی ہے اس میں گواہی اہل کتاب کی اور حسن اور ابن لیلیٰ اور لیث اور اسحٰق نے کہا کہ ایک دین والے کی گواہی دوسرے دین والے کے حق میں قبول نہیں اور ایک دین والوں کی آپس میں قبول ہے اور یہ سب اقوال سے

اعدل ہے اس کے دور ہونے کی وجہ سے تہمت سے ۔اور حجت پکڑی ہے جمہور نے اس آیت کے ساتھ ممن ترضون من الشهداء یعنی جن کو تم پسند رکھتے ہو اور اس کے غیر سے آیتوں اور حدیثوں سے ۔(فتح)

فائدہ: شعبی سے روایت ہے کہ ایک دین والے کی گواہی دوسرے پر درست نہیں مگر مسلمانوں کی گواہی سب پر درست ہے اور ایک روایت میں شعبی سے ہے کہ وہ یہودی کی نصرانی پر گواہی کو جائز کہتا تھا اور نصرانی کی یہودی پر پس شعبی سے اس باب میں مختلف روایات ہیں ۔اور ابن ابی شیبہ نے نافع اور ایک گروہ سے مطلق جواز روایت کیا ہے ۔(فتح)

فائدہ: اس کی شرح انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آئے گی ۔اور غرض یہ ہے کہ نہ سچا جانو اہل کتاب کو اس چیز میں کہ نہیں پہچانا جاتا اس کا سچ ان کے غیر کی طرف سے پس معلوم ہوا کہ ان کی گواہی قبول نہیں جیسا کہ جمہور کا قول ہے ۔(فتح)

٢٤٨٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ كَيْفَ تَسْأَلُوْنَ أَهْلَ الْكِتَابِ وَكِتَابُكُمُ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْدَثُ الْأَخْبَارِ بِاللّٰهِ تَقْرَئُوْنَهٗ لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللّٰهُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ بَدَّلُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ وَ غَيَّرُوْا بِأَيْدِيْهِمُ الْكِتَابَ فَقَالُوْا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ﴿لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ أَفَلَا يَنْهَاكُمْ مَّا جَآئَكُمْ مِّنَ الْعِلْمِ عَنْ مُسَائَلَتِهِمْ وَلَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا قَطُّ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ.

۲۴۸۸۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اے گروہ مسلمانوں کے تم اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ سے کس طرح پوچھتے ہو اور تمہاری کتاب وہ ہے کہ تمہارے نبی پر اتاری گئی بنسبت اور کتابوں کی اور اللہ کی طرف سے عنقریب اتری ہے اس میں تغیر تبدل نہیں ہوا اور اللہ نے تم کو بتلا دیا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کی کتاب کو بدل ڈالا ہے اور اپنے ہاتھ سے کتاب کو بگاڑ دیا ہے ۔پھر انہوں نے کہا کہ وہ اللہ کے نزدیک سے ہے تا کہ خریدے بدلے اس کے مول تھوڑا دنیا کا تو کیا نہیں باز رکھتی تم کو وہ چیز کہ آئی ہے تم کو علم سے ان کے پوچھنے سے اور قسم ہے اللہ کی ہم نے ان میں سے کوئی مرد نہیں دیکھا کہ تم کو تمہاری کتاب سے پوچھا ہو۔

فائدہ: اللہ کی کتاب بنسبت منزول الیہم یعنی آدمیوں کے نئی ہے اور فی نفسہ قدیم ہے اس کی زیادہ تفصیل کتاب التوحید میں آئے گی اور غرض اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو اہل کتاب کی گواہی قبول کرتا ہے اور جب ان کی خبر دینی قبول نہیں تو ان کی گواہی بطریق اولیٰ مردود ہے اس لیے کہ گواہی کا دروازہ روایت سے تنگ ہے ۔

بَابُ الْقُرْعَةِ فِي الْمُشْكِلَاتِ وَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اقْتَرَعُوا فَجَرَتِ الْأَقْلَامُ مَعَ الْجِرْيَةِ وَعَالَ قَلَمُ زَكَرِيَّاءَ الْجِرْيَةَ فَكَفَلَهَا زَكَرِيَّاءُ وَقَوْلِهِ ﴿فَسَاهَمَ﴾ أَقْرَعَ ﴿فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ﴾ مِنَ الْمَسْهُوْمِينَ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَوْمٍ الْيَمِيْنَ فَأَسْرَعُوْا فَأَمَرَ أَنْ يُسْهِمَ بَيْنَهُمْ أَيُّهُمْ يَحْلِفُ.

مشکل کاموں میں قرعہ ڈالنے کا بیان ۔یعنی جب کہ اپنی قلمیں ڈالتے تھے کہ کون ان میں سے مریم کو پالے یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ انہوں نے قرعہ ڈالا پس جاری ہوئی قلمیں ان کی ساتھ بہنے پانی کے یعنی سب کی قلمیں نیچے کو چلیں اور زکریا کا قلم اوپر کو چلا یعنی جس طرف سے پانی آتا تھا اس طرف کو بہہ چلا تو پرورش کی مریم کی زکریا علیہ السلام نے ۔یعنی فساہم کے معنی اقرع ہیں یعنی قرعہ ڈالا انہوں نے اور مدحضین کے معنی مسہومین ہیں یعنی تھے یونس علیہ السلام قرعہ ڈالے گئے سے ۔یعنی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم پر قسم پیش کی تو انہوں نے قسم کھانے میں جلدی کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان قرعہ ڈالنے کا حکم کیا کہ ان میں سے پہلے کون قسم کھائے ۔

فائدہ: یعنی مشروعیت اس کی اور اس کے داخل کرنے کی وجہ کتاب الشھادات میں یہ ہے کہ وہ جملہ گواہوں سے ہے جن کے ساتھ حقوق ثابت ہوتے ہیں پس جیسے کہ کاٹی جاتی ہے خصومت یعنی جھگڑا گواہوں کے ساتھ اسی طرح کاٹا جاتا ہے قرعہ کے ساتھ ۔اور قرعہ کے جائز ہونے میں اختلاف ہے ۔جمہور تو کہتے ہیں کہ فی الجملہ جائز ہے اور بعض حنفیوں نے اس سے انکار کیا ہے اور ابن منذر نے ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ وہ بھی اس کا قائل ہے اور بخاری نے اس کا ضابط امر مشکل کو ٹھہرایا ہے ۔اور تغیر کیا ہے اس کو اس کے غیر نے اس چیز کے ساتھ کہ ثابت ہوا اس میں حق دو آدمیوں کا یا زیادہ کا اور جھگڑا واقع ہو تو پس قرعہ ڈالا جائے جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لیے اور اس میں قاضی نے کہا کہ نہیں قرعہ میں باطل کرنا کسی چیز کا حق سے جیسا کہ بعض کوفیوں نے گمان کیا ہے بلکہ جب واجب ہو قسمت درمیان شریکوں کے تو لازم ہے ان پر یہ کہ برابر کرے اس کو قیمت کے ساتھ پھر قرعہ ڈالیں پس ہو ہر ایک کے لیے ان میں سے جو کچھ کی واقع ہو اس کے لیے قرعہ کے ساتھ ۔اور قرعہ کا فائدہ یہ ہے کہ نہ اختیار کرے کوئی ان میں سے کوئی کسی معین چیز کو پس اختیار کرے اس کو دوسرا پس قطع کرے جھگڑے کو اور وہ یا تو حقوق میں برابر ہے یا تعیین ملک میں ۔پہلی قسم سے عقد خلافت کے ہے جب کہ برابر ہوں سب صفت امامت میں اور اسی طرح اماموں کے درمیان نمازوں میں اور مؤذنوں کے درمیان اور قرابت والوں کے اور مردوں کے نہلانے میں اور جنازہ پڑھنے میں اور

ولیوں کے نکاح کر دینے میں اور پہلی صف کی طرف جلدی کرنے میں اور ویران زمین کے آباد کرنے میں اور نقل معدن میں اور تقدیم میں ساتھ دعوی کے حاکم کے نزدیک اور ہجوم کرنے کے بڑے لڑکے کے اٹھانے میں اور سفر میں اور بعض بیویوں کے ساتھ اور ابتداء کرنے باری کے اور دخول کے ابتداء نکاح میں اور قرعہ ڈالنے کے غلاموں کے درمیان جب کہ وصیت کرے ان کے آزاد کرنے کے ساتھ اور نہ سمائے ان کو تہائی اور یہ اخیر دوسری قسم کے بھی داخل ہے اور تعیین ملک کی صورت میں قرعہ ڈالنا شریکوں کے درمیان حصوں کے برابر کرتے وقت تقسیم میں۔(فتح)

فائدہ: اشارہ کیا بخاری نے اس کے ساتھ حجت پکڑنے کی طرف اس قصے کے بیچ صحیح ہونے حکم کے قرعہ کے ساتھ۔ پہلوں کی شرع ہمارے لیے شرع ہو جب کہ نہ وارد ہوئی ہو ہماری شرع میں وہ چیز کہ اس کے مخالف ہو خاص کر جب کہ وارد ہو ہماری شرع میں اس کا برقرار رکھنا اور اس کا بیان کرنا جگہ استحسان کی۔ اور تعریف کی اس کے فاعل پر اور یہ اسی قبیلے سے ہے۔(فتح)

فائدہ: یہ تعبیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس آیت میں۔ اور حجت پکڑنا اس آیت کے ساتھ قرعہ کو ثابت کرنے کے لیے موقوف ہے اس بات پر کہ پہلوں کہ شرع ہمارے لیے شرع ہے اور یہ اسی طرح ہے جب کہ نہ وارد ہو ہماری شرع میں جو کہ اس کے مخالف ہو یہ مسئلہ اسی قبیل سے ہے اس لیے کہ ان کی شرع میں جائز تھا ڈالنا بعض کا بعض کی سلامتی کے لیے۔ اور یہ ہماری شرع میں نہیں اس لیے کہ عصمت نفس میں سب برابر ہے پس نہیں جائز ہے ان کا ڈالنا قرعہ کے ساتھ اور نہ اس کے غیر کے ساتھ۔(فتح)

فائدہ: یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے اور یہ حجت ہے عمل کرنے میں قرعہ کے ساتھ۔(فتح)

۲۴۸۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي الشَّعْبِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِيْ حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهَا مَثَلُ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا سَفِيْنَةً فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِيْ أَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِيْ أَعْلَاهَا فَكَانَ الَّذِيْ فِيْ أَسْفَلِهَا يَمُرُّوْنَ بِالْمَآءِ عَلَى الَّذِيْنَ فِيْ أَعْلَاهَا فَتَأَذَّوْا بِهٖ فَأَخَذَ فَأْسًا فَجَعَلَ يَنْقُرُ أَسْفَلَ السَّفِيْنَةِ

۲۴۸۹۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی مثل جو برے کام سے نہیں رکتا (اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اس کی مثل جو اللہ کی حدود پر کھڑا ہے یعنی گناہ نہیں کرتا اور یہی روایت ٹھیک ہے اس لیے کہ مدہن اور ان میں واقع ہونے والا ایک ہے) اور جو اللہ کی حدود میں گرا یعنی گناہوں میں ڈوبا اس قوم کی مثل ہے جنہوں نے قرعہ ڈال کے جہاز میں اپنا اپنا مکان ٹھہرایا تو بعضوں نے اس کا اوپر کا مکان پایا اور بعضوں نے نیچے کا مکان پایا سو جو لوگ نیچے رہے وہ پانی کے لیے اپنے اوپر والوں پر گذرتے تھے تو اوپر والوں نے ان کے ساتھ ایذا پائی تو نیچے والوں میں سے

فَأَتَوْهُ فَقَالُوْا مَا لَكَ قَالَ تَأَذَّيْتُمْ بِيْ وَلَا بُدَّ لِيْ مِنَ الْمَآءِ فَإِنْ أَخَذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ أَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا أَنْفُسَهُمْ وَإِنْ تَرَكُوْهُ أَهْلَكُوْهُ وَأَهْلَكُوْا أَنْفُسَهُمْ.

ایک نے کلہاڑی پکڑی اور کشتی کو نیچے سے پھاڑنے لگا تو اوپر والے آئے انہوں نے کہا کہ تجھ کو کیا ہے تو اس نے کہا کہ تم نے مجھ سے ایذا پائی اور مجھ کو پانی لینا ضروری ہے پس اگر اوپر والوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو وہ خود بھی بچے اور نیچے والے بھی سب بچے اور اگر ان کو چھوڑ دیا تو ان کو بھی ہلاک کیا اور خود بھی ہلاک ہوئے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اِسْتَهَمُوْا سَفِينَةً تو اس کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے قرعہ ڈالا اور ہر ایک نے اپنا حصہ لیا یعنی کشتی سے قرعہ کے ساتھ اس طرح کہ وہ کشتی ان کے درمیان مشترک تھی یا تو ساتھ کرائے لینے کے یا ملک کے ساتھ اور سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوتا ہے قرعہ برابری کرنے کے بعد پھر واقع ہو جاتا ہے جھگڑا حصوں کی تعیین میں پس واقع ہوتا ہے قرعہ جھگڑے کے فیصلے کے لیے۔ اور ابن تین نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوتا ہے کشتی وغیرہ میں جب کہ اس پر اکٹھے چڑھیں اور اگر آگے پیچھے چڑھیں تو پہلے چڑھنے والا لائق تر اپنی جگہ کے ساتھ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اس وقت ہے جب کہ کشتی کسی کے ملک میں نہ ہو اور اگر ملک میں ہو تو قرعہ مشروع ہے جب کہ آپس میں جھگڑیں۔ اور یہ جو کہا کہ سب بچے تو اسی طرح ہے قائم کرنا حدود کا قائم کرنے والے کو اس کے ساتھ نجات حاصل ہوتی ہے نہیں تو ہلاک ہوگا گناہگار گناہ کے ساتھ اور چپ رہنے والا رضا کے ساتھ اور مہلب وغیرہ نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خاص لوگوں کے گناہ سے عام لوگوں کو عذاب ہوتا ہے اس لیے کہ تعذیب مذکور جب دنیا میں واقع ہو اس شخص پر جو اس کا مستحق نہیں تو اس کے گناہ دور ہوتے ہیں یا اس کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ اور اس حدیث میں مستحق ہونا عذاب کا امر بالمعروف کے ساتھ اور عالم کا حکم کو بیان کرنا مثال کے بیان کرنے کے ساتھ اور وجوب صبر کا ہمسائے کی تکلیف پر جب کہ زیادہ تر ضرر کا خوف ہو اور یہ کہ نیچے والے کو جائز نہیں کہ پیدا کرے اوپر والے پر اس چیز کو کہ ضرر دے اس کو اور یہ کہ اگر وہ کوئی ضرر کی چیز پیدا کرے تو لازم ہے اس کو درست کرنا اس کا اور یہ کہ جائز ہے اوپر والے کو منع کرنا اس کو ضرر سے اور اس میں قسمت غیر منقول متفاوت کا جواز ہے قرعہ کے ساتھ اگرچہ اس میں نیچا اور اونچا ہو۔ (فتح)

۲۴۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةٌ مِنْ نِسَآئِهِمْ قَدْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۴۹۰۔ ام علاء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سکونت کرنے میں عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا نام ہمارے لیے اوڑا یعنی ہمارے حصے میں آئے جب کہ قرعہ ڈالا انصار نے ٹھہرنے کے لیے جگہ مہاجرین کے ام علاء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پس عثمان بن

أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ طَارَ لَهُ سَهْمُهُ فِي السُّكْنٰى حِيْنَ أَقْرَعَتِ الْأَنْصَارُ سُكْنٰى الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ فَسَكَنَ عِنْدَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ فَاشْتَكٰى فَمَرَّضْنَاهُ حَتّٰى إِذَا تُوُفِّيَ وَجَعَلْنَاهُ فِي ثِيَابِهِ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْكِ أَنَّ اللّٰهَ أَكْرَمَهُ فَقُلْتُ لَا أَدْرِي بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا عُثْمَانُ فَقَدْ جَآئَهُ وَاللّٰهِ الْيَقِيْنُ وَإِنِّي لَأَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِهِ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ لَا أُزَكِّيْ أَحَدًا بَعْدَهُ أَبَدًا وَأَحْزَنَنِيْ ذٰلِكَ قَالَتْ فَنِمْتُ فَأُرِيْتُ لِعُثْمَانَ عَيْنًا تَجْرِيْ فَجِئْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ذَاكِ عَمَلُهُ.

مظعون رضی اللہ عنہ ہمارے پاس رہے پھر بیمار ہوئے اور ہم نے ان کی غم خواری کی یعنی معالجہ کیا یہاں تک کہ جب مر گئے اور ہم نے ان کو ان کے کپڑے میں کفنایا تو ہمارے پاس حضرت ﷺ آئے تو میں نے کہا اللہ کی رحمت ہو تجھ پر اے ابو سائب پس میری گواہی تجھ پر یہ ہے کہ اللہ نے تیری تعظیم کی اور حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے کہ اللہ نے اس کی تعظیم کی تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نہیں جانتی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے پر عثمان پس آئی اس کو موت اور میں البتہ اس کے لیے بہتری کی امید رکھتا ہوں قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا اور حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرا کیا حال ہوگا تو ام علاء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں آپ کے بعد کسی کو بے عیب نہ جانوں گی اور حضرت ﷺ کے اس فرمانے نے مجھ کو غمناک کیا تو میں سو گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کی عثمان کے لیے ایک نہر جاری ہے تو میں نے آ کر حضرت ﷺ کو خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس کا عمل ہے۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا نام ہمارے لیے نکلا۔ اور اس کا معنی یہ ہیں کہ جب مہاجرین مدینے میں آئے تو ان کے لیے رہنے کی کوئی جگہ نہ تھی تو قرعہ ڈالا انصار نے ان کو اپنے گھروں میں اتارنے کے لیے یعنی جو جس کے حصے میں آئے اس کو اپنے گھر میں رہنے کے لیے جگہ دے تو عثمان رضی اللہ عنہ ام علاء رضی اللہ عنہا کے حصے میں آیا سو ان میں اترا۔ (فتح)

۲۴۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ

۲۴۹۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی بیویوں کے درمیان

عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَآئِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِّنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْتَغِي بِذٰلِكَ رِضَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قرعہ ڈالتے تھے سو جس کا نام قرعہ میں نکلتا تھا اس کو ساتھ لے جاتے تھے اور ان میں سے ہر ایک عورت کے لیے ایک ایک دن رات تقسیم کرتے تھے سوائے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے کہ اس نے اپنا دن رات عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا مندی چاہنے کو۔

فائدہ: اس کی ترجمہ سے مطابقت ظاہر ہے۔ (فتح)

۲۴۹۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا إِلَّا أَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا إِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا.

۲۴۹۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ جانیں جتنا ثواب اذان دینے اور جماعت کی اول صف میں ہے پھر جھگڑا فیصل ہونے کا کوئی طریق نہ پائیں سوائے قرعہ ڈالنے کے تو البتہ قرعہ ہی ڈالیں اور اگر جانیں کہ کیا ثواب ہے ظہر کے وقت نماز پڑھنے میں تو جماعت کے لیے مسجد میں حاضر ہونے کی نہایت جلدی کریں اور اگر جانیں کہ کتنا ثواب ہے عشاء اور فجر کی جماعت کا تو البتہ ان میں آئیں اگرچہ گھسیٹتے ہی سہی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الاذان میں گذر چکی ہے۔ اور غرض اس سے مشروع ہونا قرعہ کا ہے اس لیے کہ استہام سے مراد قرعہ ڈالنا ہے۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الصُّلْحِ

کتاب الصلح

فائدہ: صلح کئی قسم کی ہے ایک صلح مسلمان کی کافر کے ساتھ ہے اور ایک صلح خاوند اور بیوی کے درمیان ہے اور ایک صلح باغی گروہ اور عادل گروہ کے درمیان ہے اور ایک صلح دو غصے والوں میں ہے مانند زوجین کی اور ایک صلح زخموں پر ہے مانند عفو کی مال پر اور ایک صلح جھگڑے کے قطع کرنے کے لیے ہے جب کہ واقع ہو مزاحمت یا املاک میں یا مشترکات میں مانند عام راہوں کی۔ اور اصحاب فروع اس میں کلام کرتے ہیں۔ رہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تو انہوں نے پس باب باندھا ہے ان کے اکثر کے لیے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ إِذَا تَفَاسَدُوْا وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوْفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاةِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ أَجْرًا عَظِيْمًا﴾. وَخُرُوْجِ الْإِمَامِ إِلَى الْمَوَاضِعِ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ بِأَصْحَابِهِ.

بیان ہے بیچ صلح کرنے کے درمیان لوگوں کے۔ اور اللہ نے فرمایا کہ نہیں بھلائی ان کی اکثر سرگوشیوں میں مگر جو حکم کرے ساتھ صدقہ کے یا نیک کام کے صلح کرانے کے درمیان لوگوں کے۔ یعنی اور بیان ہے امام کے نکلنے کا تا کہ اپنے یاروں میں صلح کرائے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ان کی بعض سرگوشیوں میں بہتری ہے اور یہ ظاہر ہے اصلاح کے فضل کے بیچ۔ (فتح)

فائدہ: یہ بقیہ باب کا ہے۔

٢٤٩٣۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أُنَاسًا مِّنْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فَحَضَرَتِ

٢٤٩٣۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی عمر بن عوف کے لوگوں میں کچھ جھگڑا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اصحاب کو ساتھ لے کر ان میں صلح کرانے کو گئے تو نماز کا وقت آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے سو بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی اذان دی تو بلال رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پاس آئے اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے ہیں اور نماز کا وقت ہوا تو کیا تو لوگوں کا امام بنے گا

الصَّلَاةُ وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبِسَ وَقَدْ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَهَلْ لَّكَ أَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ فَقَالَ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَتَقَدَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ فِي الصُّفُوْفِ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَأَخَذَ النَّاسُ بِالتَّصْفِيْحِ حَتّٰى أَكْثَرُوْا وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ لَا يَكَادُ يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ فَالْتَفَتَ فَإِذَا هُوَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَآئَهُ فَأَشَارَ إِلَيْهِ بِيَدِهٖ فَأَمَرَهُ أَنْ يُّصَلِّيَ كَمَا هُوَ فَرَفَعَ أَبُوْ بَكْرٍ يَدَهُ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَآئَهُ حَتّٰى دَخَلَ فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يٰأَيُّهَا النَّاسُ إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِيْ صَلَاتِكُمْ أَخَذْتُمْ بِالتَّصْفِيْحِ إِنَّمَا التَّصْفِيْحُ لِلنِّسَآءِ مَنْ نَّابَهُ شَيْءٌ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا الْتَفَتَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ حِيْنَ أَشَرْتُ إِلَيْكَ لَمْ تُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لِابْنِ أَبِيْ قُحَافَةَ أَنْ يُّصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں اگر تو چاہے تو بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس حال میں کہ صفوں میں تھے یہاں تک کہ پہلی صف میں کھڑے ہوئے تو لوگ تالی مارنے لگے یعنی تاکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے خبردار ہوجائیں یہاں تک کہ انہوں نے بہت تالیاں ماریں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ نماز میں کسی طرف نہ دیکھتے تھے۔تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نظر کی تو ناگہاں دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے صف میں کھڑے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ بدستور نماز پڑھے جاؤ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور اللہ کا شکر کیا پھر اپنے پاؤں پر پیچھے ہٹے یعنی تاکہ قبلے سے منہ نہ پھرے یہاں تک کہ صف میں داخل ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اے لوگو! تم کو کیا ہے کہ جب تم کو نماز میں کوئی چیز پہنچی تو تم نے تالیاں بجانی شروع کیں تالی مارنی تو عورتوں کو چاہیے۔جس کو نماز میں کوئی ضرورت ظاہر ہو یعنی ایسی ضرورت جس میں امام کو خبردار کرنا پڑے تو چاہیے کہ کہے کہ سبحان اللہ سبحان اللہ۔اس لیے کہ اس کو کوئی نہ سنے گا مگر کہ اس کی طرف دیکھے گا۔اے ابو بکر کس چیز نے تم کو منع کیا تھا لوگوں کی امامت کرانے سے جب کہ میں نے تجھ کو اشارہ کیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابی قحافہ کے بیٹے کو لائق نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے امام بنیں۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الامامۃ میں گذر چکی ہے۔اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں ۔

٢٤٩٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ أَنَّ أَنَسًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَتَيْتَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ حِمَارًا فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُوْنَ يَمْشُوْنَ مَعَهُ وَهِيَ أَرْضٌ سَبِخَةٌ فَلَمَّا أَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِلَيْكَ عَنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ اٰذَانِيْ نَتْنُ حِمَارِكَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ مِنْهُمْ وَاللّٰهِ لَحِمَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْيَبُ رِيْحًا مِّنْكَ فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللّٰهِ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ فَشَتَمَهٗ فَغَضِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا أَصْحَابُهٗ فَكَانَ بَيْنَهُمَا ضَرْبٌ بِالْجَرِيْدِ وَالْأَيْدِيْ وَالنِّعَالِ فَبَلَغَنَا أَنَّهَا أُنْزِلَتْ ﴿وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا﴾.

۲۴۹۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اگر آپ عبد اللہ بن ابی پاس آئیں کہ منافقوں کا سردار ہے تو بہتر ہو یعنی امید ہے کہ ہدایت پائے تو حضرت ﷺ اس کی طرف چلے اور آپ گدھے پر سوار تھے مسلمان بھی آپ کے ساتھ چلے اور وہ زمین شور تھی سو جب حضرت ﷺ اس کے پاس آئے تو اس نے کہا کہ مجھ سے دور ہو قسم ہے اللہ کی البتہ تیرے گدھے کی بدبو نے مجھ کو ایذا دی تو ایک انصاری مرد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ حضرت ﷺ کا گدھا تجھ سے زیادہ تر خوشبو دار ہے۔تو عبداللہ کے لیے ایک مرد اس کی قوم سے غضبناک ہوا اور دونوں نے آپس میں برا کہا تو ہر ایک کے یار اس کے لیے غضبناک ہوئے تو دونوں گروہ کے درمیان چھڑیوں اور ہاتھوں اور جوتوں سے مار پیٹ ہوئی تو ہم کو یہ خبر پہنچی کہ یہ آیت ان کے حق میں اتری کہ اگر دو گروہ مسلمانوں سے آپس میں لڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔

فائدہ: اس حدیث کی مناسبت بھی ظاہر ہے اور اس میں شبہ آتا ہے کہ عبد اللہ بن ابی کے اصحاب اس وقت کافر تھے پس کس طرح صحیح ہوگا یہ کہ اگر دو گروہ مسلمانوں سے ۔الخ تو جواب اس کا یہ ہے کہ ممکن ہے کہ باعتبار تغلیب کے ہو اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر حضرت ﷺ اعراض کرنے سے اور حلم سے اور صبر کرنے سے ایذا پر جو اللہ کی راہ میں پہنچتی تھی اور تالیف قلوب کے اس پر اور نیز اس میں کہ گدھے کے سوار ہونے میں بڑوں پر نقص نہیں اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب حضرت ﷺ کی تعظیم اور ادب اور شدت محبت سے اور یہ کہ جو بڑے پر کسی چیز کو پیش کرے تو اس کو عرض کے طور سے وارد کرے نہ کہ بطور جزم کے اور اس میں مبالغہ کرنا ہے مدح میں اس لیے صحابی نے کہا کہ گدھے کی خوشبو عبداللہ کی خوشبو سے اچھی ہے اور حضرت ﷺ نے اس کو اس پر برقرار رکھا۔(فتح)

بَابُ لَيْسَ الْكَاذِبُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ

وہ شخص جھوٹا نہیں جو دو میں صلح کروائے

۲۴۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّهُ أُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ عُقْبَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِيْ خَيْرًا أَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا.

۲۴۹۵۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں جھوٹا وہ شخص جو دو میں صلح کروائے تو اپنی طرف سے نیک بات چھوڑے یا نیک بات کہے۔

فائدہ: کہتے ہیں کہ جو اس کو نیک بات معلوم ہو سو کہے اور جو بری بات معلوم ہو سو نہ کہے۔ اور یہ جھوٹ نہیں اس لیے کہ جھوٹ اس چیز کے ساتھ خبر دینا ہے برخلاف اس کے کہ وہ اس کے ساتھ ہو اور یہ ساکت ہے یعنی چپ ہے اور ساکت کی طرف قول نسبت نہیں کیا جاتا۔ اور نہیں حجت ہے اس میں اس شخص کے لیے جو کہتا ہے کہ شرط ہے جھوٹ میں قصد کرنا اس کی طرف۔ اور طبری نے کہا کہ ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے جھوٹ بولنا اصلاح کے ارادے کے لیے۔ تو کہتے ہیں کہ تینوں چیزیں مذکور مانند مثال کی ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جھوٹ بولنا برا یہ ہے کہ اس میں ضرر ہو یا اس میں کوئی مصلحت نہ ہو۔ اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ جھوٹ مطلق جائز نہیں کہتے ہیں کہ اس سے مراد توریہ اور تعریض ہے مانند اس کی جو ظالم کو کہے کہ میں نے کل تیرے لیے دعا مانگی تھی اور مراد یہ ہو اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِيْنَ یعنی الٰہی مسلمانوں کو بخش دے اور اپنی بیوی سے کسی چیز کے دینے کا وعدہ کرے اور مراد یہ ہو کہ اگر اللہ نے اس کو قدرت دی۔ اور اتفاق ہے اس پر کہ مراد جھوٹ بولنے کی مرد اور عورت کے حق میں تو صرف اس چیز میں ہے کہ نہ ساقط کرے حق کو کہ مرد پر ہو یا عورت پر لینا اس چیز کا کہ نہیں ہے مرد کے لیے یا عورت کے لیے۔ اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ اضطرار کے وقت جھوٹ بولنا جائز ہے جیسا کہ کوئی ظالم ایک مرد کو مارنے کا قصد کرے اور وہ مرد اس کے پاس چھپا ہو تو اس کو جائز ہے کہ کہے کہ میرے پاس نہیں اور اس پر قسم کھائے تو گناہ نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الْإِمَامِ لِأَصْحَابِهِ اذْهَبُوْا بِنَا نُصْلِحُ

کہنا امام کا اپنے یاروں سے کہ ہم کو لے چلو ہم صلح کرائیں

۲۴۹۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ وَإِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ

۲۴۹۶۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل قبا یعنی وہاں کے رہنے والے آپس میں لڑے تو کسی نے اس کی خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کو لے چلو کہ ہم ان کے درمیان صلح کروائیں۔

بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَهْلَ قُبَاءٍ اقْتَتَلُوْا حَتّٰى تَرَامَوْا بِالْحِجَارَةِ فَأُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ فَقَالَ اذْهَبُوْا بِنَا نُصْلِحُ بَيْنَهُمْ.

فائدہ: یہ حدیث کتاب کے اول میں گذر چکی ہے۔اور یہ ترجمہ باب میں ظاہر ہے۔(فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَّالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر ایک عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا جی پھر جانے سے تو گناہ نہیں دونوں پر کہ کرلیں آپس میں صلح اور صلح خوب اچھی چیز ہے۔

فائدہ: یعنی اگر مرد کا دل پھرا دیکھے اور عورت اس کا دل خوش کرنے کو اپنا کچھ حق چھوڑ دے مہر سے یا نفقہ سے اور آپس میں اس بات پر صلح کرلیں تو درست ہے۔

۲۴۹۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾ قَالَتْ هُوَ الرَّجُلُ يَرٰى مِنِ امْرَأَتِهِ مَا لَا يُعْجِبُهُ كِبَرًا أَوْ غَيْرَهُ فَيُرِيْدُ فِرَاقَهَا فَتَقُوْلُ أَمْسِكْنِيْ وَاقْسِمْ لِيْ مَا شِئْتَ قَالَتْ فَلَا بَأْسَ إِذَا تَرَاضَيَا.

۲۴۹۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا جی پھر جانے سے۔عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ مرد ہے کہ دیکھتا ہے اپنی عورت سے وہ چیز کہ اس کو نہیں بھاتی یعنی کبر وغیرہ سے تو ارادہ کرتا ہے اس سے جدائی کا یعنی چاہتا ہے کہ اس کو چھوڑ دے تو وہ کہتی ہے کہ مجھ کو اپنے پاس رہنے دے اور بانٹ میرے لیے جو کچھ کہ تو چاہے نفقہ وغیرہ سے۔عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پس نہیں ڈر ہے کہ جب کہ دونوں آپس میں راضی ہوں۔

فائدہ: اس کی تفسیر سورہ نساء میں آئے گی۔

بَابُ إِذَا اصْطَلَحُوْا عَلٰى صُلْحِ جَوْرٍ فَالصُّلْحُ مَرْدُوْدٌ.

جب ناحق پر صلح کریں تو وہ مردود ہے یعنی لازم نہیں ہوتی۔

۲۴۹۸۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

۲۴۹۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ کرو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا جَآءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ فَقَالُوْا لِيْ عَلٰى ابْنِكَ الرَّجْمُ فَفَدَيْتُ ابْنِيْ مِنْهُ بِمِائَةٍ مِّنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَقَالُوْا إِنَّمَا عَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ لِرَجُلٍ فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا.

درمیان ہمارے ساتھ کتاب اللہ کے یعنی موافق حکم اللہ کے تو اس کا خصم کھڑا ہوا یعنی جس کے ساتھ اس کا جھگڑا تھا اور کہا کہ اس نے سچ کہا پس فیصلہ کرو درمیان ہمارے ساتھ کتاب اللہ کے پھر دیہاتی نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے پاس مزدور تھا تو اس نے اس کی عورت سے حرام کاری کی تو لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تیرے بیٹے پر سنگسار کرنا لازم ہے یعنی اس کو پتھروں سے مار ڈالنا چاہیے تو بدلہ دیا میں نے اس کی طرف سے سو بکریاں اور ایک لونڈی یعنی اس کے سنگسار ہونے کے بدلے پھر میں نے عالموں سے پوچھا یعنی آپ کے اصحاب سے جو حضرت ﷺ کے وقت آپ کے حکم سے فتوے دیا کرتے تھے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وغیرہ تھے تو انہوں نے کہا کہ تیرے بیٹے پر سو کوڑا اور ایک برس کا نکال دینا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں فیصلہ کروں گا درمیان تمہارے ساتھ کتاب اللہ کے۔ اے پر لونڈی اور بکریاں پس پھر آئیں گی طرف تیری اور تیرے بیٹے پر سو کوڑا اور ایک سال کا نکال دینا ہے اور اے پر تو اے انیس ایک مرد سے کہا یعنی حضرت ﷺ نے مرد سے کہا جس کا نام انیس تھا کہ صبح کو اس کی عورت پاس جا اور اس کو سنگسار کر یعنی اگر زنا کا اقرار کرے تو۔ انیس صبح کو اس کے پاس گیا اور اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحدود میں آئے گی اور غرض اس سے یہاں حضرت ﷺ کا یہ قول ہے کہ بکریاں اور لونڈی تیری طرف لوٹائی جائیں گی اس لیے کہ وہ صلح کے مسئلے میں ہیں اس چیز کے بدلے جو مزدور پر واجب ہوئی تھی حد سے۔ اور چونکہ یہ صلح شرع میں جائز نہ تھی تو ناحق ہوئی۔ (فتح)

٢٤٩٩۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ

۲۴۹۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نئی بات نکالے ہمارے اس کام میں یعنی ہمارے

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيْهِ فَهُوَ رَدٌّ. رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَبِيْ عَوْنٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ.

دین میں جو اس میں نہیں تو نئی بات مردود ہے۔

فائدہ: طرقی نے کہا کہ لائق ہے کہ اس حدیث کو شرع کا نصف کہا جائے اس لیے کہ شرع کی دلیل دو مقدموں سے مرکب ہوتی ہے اور دلیل کے ساتھ مطلوب یا تو حکم کا ثابت کرنا ہے یا اس کی نفی کرنا ہے اور یہ حدیث مقدمہ کبریٰ ہے بیچ ثابت کرنے حکم شرعی کے اور نفی اس کی سے۔ اس لیے اس کا منطوق مقدمہ کلیہ ہے ہر دلیل میں کہ حکم نافی ہے مثلاً یہ کہا جائے وضو میں ناپاک پانی کے ساتھ کہ یہ امر شرع سے نہیں اور جو اس طرح ہو وہ مردود ہے پس یہ عمل مردود ہے۔ پس مقدمہ ثانی ثابت ہے اس حدیث کے ساتھ۔ اور نزاع تو پہلے مقدمہ میں ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو ایسا کام کرے جس پر شرع کا حکم ہو تو وہ صحیح ہے۔ مثل اس کی کہ کہا جائے نیت کے ساتھ وضو میں کہ اس پر شرع کا حکم ہے اور ہر وہ چیز کہ اس پر شرع کا حکم ہو تو وہ صحیح ہے۔ پس مقدمہ دوسرا ثابت ہے اس حدیث کے ساتھ اور پہلی میں نزاع ہے۔ پس اگر اتفاق پڑے کہ پائی جائے ایک حدیث کہ ہو پہلا مقدمہ ہر حکم شرعی کے ثابت کرنے میں اور اس کی نفی کے تو مستقل ہوگی دونوں حدیثیں تمام شرعی دلیلوں کے لیکن یہ دوسری حدیث پائی نہیں گئی۔ اور یہ جو کہا کہ وہ رد ہے تو مراد یہ ہے کہ وہ باطل ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں اور دوسرا لفظ حدیث کا یعنی من عمل عام ہے پہلے لفظ سے اور وہ قول آپ کا من احدث ہے پس حجت پکڑی جاتی ہے اس کے ساتھ تمام عقود ممنوعہ کے باطل کرنے میں اور نہ موجود ہونے ان کے ثمرات کے جو اس پر مرتب ہوتے ہیں۔ اور اس میں رد کرنا نئی باتوں کا ہے اور یہ کہ نہی فساد کو چاہتی ہے اس لیے کہ منہیات سب دین کے امر سے نہیں پس واجب ہے ان کا رد کرنا۔ اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ حکم حاکم کا نہیں بدلتا اس چیز کو کہ امر کے باطن میں ہے اس لیے کہ وہ لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا میں داخل ہے۔ اور یہ کہ صلح فاسد توڑی گئی ہے اور جو چیز اس پر لے جائے وہ پھرنے کے مستحق ہے۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ يُكْتَبُ هٰذَا مَا صَالَحَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَفُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَإِنْ لَّمْ يَنْسِبْهُ إِلٰى قَبِيْلَتِهِ أَوْ نَسَبِهِ.

کس طرح لکھا جائے یعنی صلح نامہ کہ یہ امر ہے کہ صلح کی فلاں فلاں کے بیٹے نے اور فلاں فلاں کے بیٹے نے یعنی صلح نامہ میں صرف اس قدر کافی ہے اگرچہ نا منسوب کرے اس کو طرف قبیلے اس کے کی یا نسبت اس کی کے۔

فائدہ: یعنی جب کہ ہو مشہور بغیر اس کے ساتھ اس طور کے کہ لبس اور شبہ سے امن ہو پس کفایت کی جائے وثیقہ میں

ساتھ نام مشہور کے اور نہیں لازم آتا ذکر کرنا جد اور نسب اور شہر کا اور مانند اس کے۔اور رہا قول فقہاء کا کہ وثیقوں میں اس کا نام اور اس کے باپ کا نام لکھا جائے اور اس کا نسب بھی لکھا جائے پس یہ اس جگہ ہے جہاں دوسرے کے نام سے مل جانے کا خوف ہو۔اور نہیں تو خوف نہ ہو تو وہ مستحب ہے۔(فتح)

۲۵۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا صَالَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الْحُدَيْبِيَةِ كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ بَيْنَهُمْ كِتَابًا فَكَتَبَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لَا تَكْتُبْ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوْ كُنْتَ رَسُوْلًا لَمْ نُقَاتِلْكَ فَقَالَ لِعَلِيٍّ امْحُهُ فَقَالَ عَلِيٌّ مَا أَنَا بِالَّذِي أَمْحَاهُ فَمَحَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ وَصَالَحَهُمْ عَلٰى أَنْ يَّدْخُلَ هُوَ وَأَصْحَابُهٗ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَّلَا يَدْخُلُوْهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ فَسَأَلُوْهُ مَا جُلُبَّانُ السِّلَاحِ فَقَالَ الْقِرَابُ بِمَا فِيْهِ.

۲۵۰۰۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ والوں یعنی مکہ والوں سے صلح کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان صلح نامہ لکھا تو صلح نامہ میں محمد رسول اللہ لکھا تو کافروں نے کہا کہ محمد رسول اللہ نہ لکھ اگر تو رسول ہوتا تو ہم تجھ سے نہ لڑتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کو مٹا دے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں وہ نہیں کہ اس کو مٹاؤں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹایا اور صلح کی ان سے اس اقرار پر کہ وہ اور اس کے یار تین دن مکے میں رہیں اور نہ داخل ہوں اس میں مگر ساتھ میان ہتھیاروں کے۔تو لوگوں نے پوچھا کہ ہتھیاروں کے جلبان کیا ہیں۔حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تھیلا ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے یعنی ہتھیار میانوں وغیرہ میں ہوں گے کھلے نہ ہوں بصورت قہر اور غلبہ کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔اور غرض اس سے اس جگہ اقتصار کرنا کاتب کا ہے محمد رسول اللہ پر اور نہ منسوب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باپ کی طرف اور نہ دادا کی طرف اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر برقرار رکھا اور اقتصار کیا محمد بن عبداللہ پر بغیر زیادتی کے۔اور یہ سب شبہ سے امن کے لیے ہے۔(فتح)

۲۵۰۱۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبٰى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَّدَعُوْهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتّٰى

۲۵۰۱۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قعد میں عمرے کا احرام باندھا تو نہ مانا اہل مکہ نے یہ کہ چھوڑیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مکے میں داخل ہوں یہاں تک کہ پکا کیا ان سے اقرار کو کہ آپ مکے میں تین دن رہیں اس سے زیادہ نہ رہیں سو جب انہوں نے صلح نامہ لکھا تو اس طور سے لکھا کہ یہ

قَاضَاهُمْ عَلٰى أَنْ يُّقِيْمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوْا الْكِتَابَ كَتَبُوْا هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا لَا نُقِرُّ بِهَا فَلَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا مَنَعْنَاكَ لٰكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ امْحُ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا أَمْحُوْكَ أَبَدًا فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِتَابَ فَكَتَبَ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ سِلَاحٌ إِلَّا فِي الْقِرَابِ وَأَنْ لَّا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَّتْبَعَهُ وَأَنْ لَّا يَمْنَعَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِهِ أَرَادَ أَنْ يُّقِيْمَ بِهَا فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْأَجَلُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا قُلْ لِصَاحِبِكَ اخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْأَجَلُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبِعَتْهُمُ ابْنَةُ حَمْزَةَ يَا عَمِّ يَا عَمِّ فَتَنَاوَلَهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَام دُوْنَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ حَمَلَتْهَا فَاخْتَصَمَ فِيْهَا عَلِيٌّ

وہ چیز ہے کہ صلح کی محمد رسول اللہ نے تو کافروں نے کہا کہ ہم رسول ہونے کا اقرار نہیں کرتے اور اگر ہم جانتے کہ تو اللہ کا رسول ہے تو تجھ کو نہ روکتے لیکن تو محمد بن عبداللہ ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد بن عبداللہ ہوں پھر حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ کے لفظ کو مٹا دے۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں اس کو کبھی نہیں مٹاؤں گا تو حضرت ﷺ نے صلح نامہ لیا پس لکھا یہ چیز وہ ہے کہ جس پر صلح کی محمد بن عبداللہ نے یہ کہ نہ داخل کرے مکے میں ہتھیار کو مگر میان میں اور یہ کہ اگر مکے والوں سے کوئی اس کے ساتھ جانا چاہے تو اس کو اپنے ساتھ نہ لے جائے یعنی بلکہ اس کو ہمارے حوالے کرے اور یہ کہ اگر اس کے اصحاب سے کوئی مکے میں جانا چاہے تو اس کو منع نہ کرے سو جب حضرت ﷺ مکے میں داخل ہوئے اور مدت گزر چکی یعنی تین دن جن کا اقرار ہوا تھا کافر علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اپنے ساتھی سے کہہ کہ ہم سے نکلے کہ مدت گزر چکی ہے تو حضرت ﷺ مکے سے نکلے تو حمزہ کے بیٹے ان کے ساتھ ہوئے حضرت ﷺ کو کہتے تھے اے چچا اے چچا تو علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اپنے چچا کے بیٹے کو پکڑ کر کجاوے میں اٹھا لے تو اس کے بارے میں علی رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ جھگڑے یعنی اس کی پرورش میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لائق تر ہوں ساتھ اس کے کہ وہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے اور زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری بھتیجی ہے حضرت ﷺ نے حکم کیا کہ وہ اپنی خالہ کو ملے گی اور فرمایا کہ خالہ بجائے ماں کے ہے اور

وَّزَيْدٌ وَّجَعْفَرٌ فَقَالَ عَلِيٌّ أَنَا أَحَقُّ بِهَا وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّي وَقَالَ جَعْفَرٌ ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِيْ وَقَالَ زَيْدٌ ابْنَةُ أَخِي فَقَضٰى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ وَقَالَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ أَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ وَقَالَ لِزَيْدٍ أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا.

حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں یعنی مجھ میں اور تجھ میں کمال اخلاص ہے اور جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو مانند میری ہے میری پیدائش میں اور خلق میں اور زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو ہمارا بھائی اور محبّ ہے۔

بَابُ الصُّلْحِ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ فِيْهِ عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ وَقَالَ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَكُوْنُ هُدْنَةٌ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ وَفِيْهِ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَأَسْمَاءُ وَالْمِسْوَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کافروں کے ساتھ صلح کرنے کا بیان۔ یعنی اس میں ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ یعنی عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پھر تمہارے اور آدمیوں کے درمیان صلح ہوگی یعنی اور کافروں کے ساتھ صلح کرنے کے باب میں سہل رضی اللہ عنہ اور اسماء رضی اللہ عنہا اور مسور رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یعنی حکم اس کا یا کیفیت اس کی یا جواز اس کا۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے ہرقل کے قصے کی طرف اور اس کا پورا قصہ کتاب کے شروع میں گذر چکا ہے۔ اور غرض اس سے اس کا یہ قول ہے کہ ہرقل نے کسی کو اس کے پاس بھیجا قریش کے چند سواروں میں اس مدت میں کہ حضرت ﷺ نے کفار قریش سے مقرر کی تھی یعنی صلح کی تھی کہ اتنی مدت آپس میں نہ لڑیں گے۔ (فتح)

فائدہ: یہ حدیث پوری جزیہ میں گذر آئے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کے ساتھ صلح کرنی درست ہے۔

وَقَالَ مُوْسَى بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَالَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ عَلٰى أَنَّ مَنْ أَتَاهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَدَّهُ إِلَيْهِمْ وَمَنْ أَتَاهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَرُدُّوْهُ وَعَلٰى أَنْ يَدْخُلَهَا

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حدیبیہ کے دن کافروں سے تین چیز پر صلح کی ایک اس پر کہ جو کافروں سے مسلمان ہو کر حضرت ﷺ کے پاس آئے آپ اس کو کافروں کی طرف پھیر دیں اور دوم اس پر کہ جو مسلمانوں سے کافروں کے پاس آئے وہ اس کو نہ پھیر دیں۔ اور سوم اس پر کہ آئندہ سال مکے میں داخل ہوں اور اس میں تین دن ٹھہریں یعنی اس سال میں نہ آئیں اور نہ داخل ہوں مکے میں مگر اس حال میں

مِنْ قَابِلٍ وَيُقِيمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَا يَدْخُلَهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ السَّيْفِ وَالْقَوْسِ وَنَحْوِهِ فَجَآءَ أَبُوْ جَنْدَلٍ يَحْجُلُ فِي قُيُوْدِهِ فَرَدَّهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللَّهِ لَمْ يَذْكُرْ مُؤَمَّلٌ عَنْ سُفْيَانَ أَبَا جَنْدَلٍ وَقَالَ إِلَّا بِجُلُبِّ السِّلَاحِ.

کہ ہتھیار تھیلے میں ڈالے ہوں تلوار اور تیر اور مانند اس کی سو ابو جندل رضی اللہ عنہ اپنی بیڑیوں میں چلتا ہوا آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کافروں کی طرف پھیر دیا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ کافروں سے صلح کرنی جائز ہے۔

۲۵۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَقَاضَاهُمْ عَلٰى أَنْ يَعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ وَلَا يَحْمِلَ سِلَاحًا عَلَيْهِمْ إِلَّا سُيُوْفًا وَلَا يُقِيمَ بِهَا إِلَّا مَا أَحَبُّوْا فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالَحَهُمْ فَلَمَّا أَقَامَ بِهَا ثَلَاثًا أَمَرُوْهُ أَنْ يَخْرُجَ فَخَرَجَ.

۲۵۰۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کی نیت سے نکلے تو کافر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خانے کعبے کے درمیان حائل ہوئے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کے میں آنے سے مانع ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی ذبح کی اور اپنا سر منڈوایا حدیبیہ میں اور صلح کی کافروں سے اس بات پر کہ آئندہ سال کو عمرہ کریں اور تلواروں کے سوا کوئی ہتھیار ان پر نہ اٹھائیں یعنی اپنے ساتھ لائیں اور کے میں نہ ٹھہریں مگر جتنے دن کہ کافر چاہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ سال کو عمرہ کیا اور جس طرح پر کافروں سے صلح کی تھی اسی طرح سے کے میں داخل ہوئے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین دن کے میں ٹھہرے تو کافروں نے آپ سے نکلنے کو کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے نکلے۔

۲۵۰۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ قَالَ انْطَلَقَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدِ بْنِ زَيْدٍ إِلٰى خَيْبَرَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ.

۲۵۰۳۔ سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ اور محیصہ رضی اللہ عنہ خیبر کی طرف چلے اور اس وقت خیبر والوں نے کہ یہود تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی ہوئی تھی۔

فائدہ: اس کی شرح حدود میں آئے گی۔ اور اس سے غرض یہ ہے کہ اس وقت خیبر والوں نے مسلمانوں سے صلح کی ہوئی تھی۔ (فتح)

بَابُ الصُّلحِ فِي الدِّيَةِ.

دیت میں صلح کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی اس طرح کہ واجب ہو قصاص یعنی خون کے بدلے خون پس واقع ہو صلح معین پر یعنی دیت لے کر مقتول کے وارث راضی ہو جائیں۔ (فتح)

٢٥٠٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ الرُّبَيِّعَ وَهِيَ ابْنَةُ النَّضْرِ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ فَطَلَبُوا الْأَرْشَ وَطَلَبُوا الْعَفْوَ فَأَبَوْا فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُمْ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ يَا رَسُولَ اللهِ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا فَقَالَ يَا أَنَسُ كِتَابُ اللهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَعَفَوْا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ. زَادَ الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْأَرْشَ.

٢٥٠٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ربیع نضر کی بیٹی نے ایک لڑکی کا دانت توڑا اور لڑکی کے وارثوں نے دیت طلب کی اور ربیع کے وارثوں نے معافی چاہی تو لڑکی کے وارثوں نے نہ مانا تو دونوں گروہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص یعنی دانت توڑنے کا حکم دیا تو انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا ربیع کا دانت توڑا جائے گا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ میری بہن کا دانت نہ توڑا جائے گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انس اللہ کا حکم قصاص ہے سو لڑکی کی قوم راضی ہوئی اور قصاص معاف کیا یعنی اور دیت قبول کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک بعض اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ اگر قسم کھا بیٹھیں اللہ کے بھروسے پر تو اللہ ان کی قسم کو سچا کر دے یعنی جس پر قسم کھائیں کہ فلانی بات ایسی ہو گی تو اللہ ویسی ہی کر دیتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ قوم راضی ہوئی یعنی بدلہ معاف کیا اور دیت قبول کی۔

فائدہ: پہلی روایت سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے قصاص اور دیت مطلق چھوڑ دیا تھا اس لیے امام بخاری نے اس زیادتی کو ذکر کیا تو اس میں اشارہ ہے تطبیق کی طرف ان دونوں کے درمیان اس طرح کہ قول راوی کا عفوا اس پر محمول ہے کہ معاف کیا انہوں نے قصاص سے دیت کے قبول پر۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا﴾.

باب ہے بیان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کہ آپ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے حق میں فرمایا یہ میرا بیٹا سردار ہے اور شاید کہ اللہ صلح کرے ساتھ اس کے درمیان دو لشکروں کے اور بیان میں اس آیت کہ صلح کرواؤ درمیان دونوں جھگڑنے والوں کے۔

فائدہ: یہ آیت ترجمہ کے ساتھ مطابق نہیں لیکن اگر یہ مراد ہو کہ حضرت ﷺ حرص کرنے والے تھے اللہ کے حکم بجا لانے پر اور اللہ نے صلح کرانے کا حکم دیا ہے اور خبر دی حضرت ﷺ نے کہ عنقریب دو گروہوں کے درمیان حسن کے سبب سے صلح ہوگی تو ممکن ہے۔ (فتح)

٢٥٠٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ اسْتَقْبَلَ وَاللّٰهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ بِكَتَآئِبَ أَمْثَالِ الْجِبَالِ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ إِنِّيْ لَأَرٰى كَتَآئِبَ لَا تُوَلِّيْ حَتّٰى تَقْتُلَ أَقْرَانَهَا فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ وَكَانَ وَاللّٰهِ خَيْرَ الرَّجُلَيْنِ أَيْ عَمْرُو إِنْ قَتَلَ هٰؤُلَآءِ هٰؤُلَآءِ وَهٰؤُلَآءِ هٰؤُلَآءِ مَنْ لِّيْ بِأُمُوْرِ النَّاسِ مَنْ لِّيْ بِنِسَآئِهِمْ مَنْ لِّيْ بِضَيْعَتِهِمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ فَقَالَ اذْهَبَا إِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فَاعْرِضَا عَلَيْهِ وَقُوْلَا لَهُ وَاطْلُبَا إِلَيْهِ فَأَتَيَاهُ فَدَخَلَا عَلَيْهِ فَتَكَلَّمَا وَقَالَا لَهُ فَطَلَبَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِنَّا بَنُوْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ أَصَبْنَا مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَإِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِيْ دِمَآئِهَا قَالَا فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ قَالَ فَمَنْ لِّيْ بِهٰذَا قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهِ فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلَّا قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهِ فَصَالَحَهُ فَقَالَ الْحَسَنُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُوْلُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ

۲۵۰۵۔ حسن بصری سے روایت ہے کہ قسم ہے اللہ کی حسن بن علی رضی اللہ عنہما پہاڑوں کی طرح لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے سامنے آیا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے (جو معاویہ رضی اللہ عنہ کا صلاح کار تھا) کہا کہ البتہ میں دیکھتا ہوں لشکروں کو پیٹھ نہ پھیرے جائیں گے یہاں تک کہ اپنے اقران اور برادروں کو مار ڈالیں تو معاویہ نے اس سے کہا اور قسم ہے اللہ کی کہ وہ دونوں میں بہتر تھا اور یعنی معاویہ اور عمرو رضی اللہ عنہما دونوں میں سے معاویہ بہتر تھا کہ اے عمرو اگر انہوں نے ان کو مار ڈالا اور انہوں نے ان کو مار ڈالا تو کون ضامن ہوگا میرا ساتھ کام لوگوں کے یعنی جو ماریں جائیں گے کون ضامن ہوگا میرے لیے ان کی عورتوں کا کون ضامن ہوگا میرے لیے ان کے بال بچوں کا۔ تو معاویہ نے دو قریشی مرد عبدالرحمن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر حسن رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجے اور کہا اس مرد کے پاس جاؤ یعنی حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ اور صلح اس کے پیش کرو اور اس سے کہو اور طلب کرو طرف اس کی یعنی اس سے صلح کی درخواست کرو یا کام کو اس کے سپرد کرو جو کہے سو قبول کرو تو دونوں حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور اس کے پاس داخل ہوئے اور اس سے کلام کیا اور اس کو کہا اور اس سے صلح طلب کی تو حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے دونوں کو کہا کہ میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں اور تحقیق ہم نے اس مال سے کچھ پایا ہے یعنی باسبب خلافت کے کہ ہم کو سخاوت اور بخشش کرنی عادت ہوگئی ہے اگر ہم خلافت کو چھوڑیں تو ہماری عادت چھوٹتی ہے اور تحقیق یہ امت

بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّعَلَيْهِ أُخْرَى وَيَقُوْلُ إِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لِيْ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ إِنَّمَا ثَبَتَ لَنَا سَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ أَبِيْ بَكْرَةَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ.

کہ ہمارے ساتھ ہیں فراخ دست ہیں خون ریزی اور فساد کرنے میں یہ رکتے نہیں مگر مال سے تو دونوں نے کہا کہ معاویہ اتنا اتنا مال تجھ پر پیش کرتا ہے اور اپنی مراد کو تیری طرف سپرد کرتا ہے اور تجھ سے صلح چاہتا ہے تو حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے لیے اس کا کون ضامن ہوتا ہے تو دونوں نے کہا کہ تیرے لیے ہم ضامن ہوتے ہیں تو حسن رضی اللہ عنہ نے اس سے کوئی چیز طلب نہ کی مگر کہ انہوں نے کہا اس کے ہم ضامن ہوتے ہیں تو حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی اور خلافت اس کے سپرد کی حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہتا تھا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پہلو میں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور دوسری بار حسن رضی اللہ عنہ پر متوجہ ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ بیٹا میرا سردار ہے اور شاید کہ اللہ تعالیٰ صلح کرائے ساتھ اس کے درمیان دو گروہ کے مسلمانوں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی۔

بَابُ هَلْ يُشِيْرُ الْإِمَامُ بِالصُّلْحِ. — کیا امام صلح کا اشارہ کرے؟۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمہ کے ساتھ اختلاف کی طرف پس تحقیق جمہور کہتے ہیں کہ مستحب ہے حاکم کو صلح کے ساتھ اشارہ کرنا اگرچہ ظاہر ہو حق ایک دو جھگڑنے والے کے لیے۔ اور بعض نے اس سے منع کیا ہے اور یہ روایت مالکیہ سے ہے۔

۲۵۰۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أُمَّهُ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۵۰۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر دو جھگڑنے والوں کی آواز سنی اسی حال میں کہ دونوں اپنی آواز بلند کرتے تھے اور ناگہاں ایک ان کا دوسرے سے کچھ قرض چھڑانا چاہتا تھا اور نرمی طلب کرتا تھا تو دوسرا کہتا تھا کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہ میں کچھ قرض چھوڑوں گا نہ میں نرمی کروں گا۔ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف نکلے سو فرمایا اللہ پر قسم

وَسَلَّمَ صَوْتَ خُصُوْمٍ بِالْبَابِ عَالِيَةٍ أَصْوَاتُهُمَا وَإِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْأٰخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِيْ شَيْءٍ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا أَفْعَلُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ الْمُتَأَلِّيْ عَلَى اللّٰهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوْفَ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَهُ أَيُّ ذٰلِكَ أَحَبَّ.

کھانے والا کہ نیک کام نہ کرے تو اس نے کہا کہ یا حضرت! میں ہوں تو اس کے لیے ہے جس کو وہ اس سے چاہے یعنی خواہ کچھ قرض معاف کرالے یا نرمی کرالے۔

فائدہ: اس حدیث میں رغبت دلانی ہے نرمی پر قرض دار کے ساتھ اور اس کے ساتھ احسان کرنے کی کچھ قرض کو چھوڑنے کے ساتھ۔ اور جھڑکنا قسم کھانے سے نیکی کے ترک کی۔ اور داودی نے کہا کہ مکروہ رکھا حضرت ﷺ نے اس کو اس لیے کہ اس نے قسم کھائی ترک کرنے پر امر کے قریب ہے کہ اللہ نے اس کے وقوع کو مقدر کیا ہو اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے اس کے ساتھ کہ اگر اسی طرح ہوتا تو البتہ مکروہ رکھتے قسم کھانے اس شخص کے لیے کہ قسم کھائی البتہ نیکی کرے اور ایسا نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ مکروہ رکھا اس کے لیے اپنے نفس کے قطع کرنے کو نیک کام سے اور اس پر اس دیہاتی کا قصہ وارد نہیں ہوگا جس نے کہا کہ نہ بڑھاؤں گا اس لیے کہ وہ اسلام کی طرف بلانے کے مقام میں تھا پس اس کو ترک زیادتی کی قسم کھانے کو مکروہ نہ رکھا بخلاف اس کے جو اسلام میں مضبوط ہو کر اس کو زیادتی پر قسم کھانی منع ہے اور اس حدیث میں اصحاب رضی اللہ عنہم کے فہم کی تیزی ہے شارع کی مراد کے لیے اور ان کی حرص خیر پر۔ اور اس میں درگذر کرنا ہے اس چیز سے کہ جاری ہو درمیان دو جھگڑنے والوں کے بلند ہونے آواز سے نزدیک حاکم کے اور یہ کہ جائز ہے قرض دار کو سوال کرنا قرض خواہ سے کچھ قرض کے چھڑانے کے لیے بخلاف مالکیہ کے کہ اس کو مکروہ جانتے ہیں کہ اس میں منت ہے۔ اور ابن بطال نے کہا کہ یہ حدیث اصل ہے لوگوں کے قول کے لیے کہ بہتر صلح نصف پر ہے۔ اور ابن تین نے کہا کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں اس میں تو رغبت دلاتا ہے بعض حق کے ترک کرنے پر۔ اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اشارہ اس کے ساتھ صلح کے معنی کے ساتھ ہے علاوہ ازیں بخاری نے اس کا یقین نہیں کیا پس کس طرح اعتراض کیا جائے گا اس پر۔ (فتح)

۲۵۰۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلٰى عَبْدِ

۲۵۰۷۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن ابی حدرد پر اس کا کچھ مال تھا سو وہ اس سے ملا تو اس کو لپٹ گیا یعنی اس سے سخت تقاضہ کیا تو حضرت ﷺ دونوں کے پاس سے گذرے۔ پس فرمایا اے کعب پس اشارہ کیا اپنے ہاتھ

اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ مَالٌ فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ حَتّٰى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَمَرَّ بِهِمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا كَعْبُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ كَأَنَّهُ يَقُوْلُ النِّصْفَ فَأَخَذَ نِصْفَ مَالِهٖ عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا.

سے گویا کہ فرماتے تھے کہ آدھا چھوڑ دے تو اس نے آدھا مال لیا اور آدھا چھوڑ دیا۔

بَابُ فَضْلِ الْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ وَالْعَدْلِ بَيْنَهُمْ.

لوگوں کے درمیان صلح اور انصاف کرنے کی فضیلت کا بیان۔

۲۵۰۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ النَّاسِ صَدَقَةٌ.

۲۵۰۸۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر روز جس میں آفتاب نکلے آدمیوں کی ہر ایک ہڈی اور ہر ایک جوڑ جوڑ پر صدقہ ہے۔ انصاف کرنا دو شخص میں خیرات ہے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ باب میں اصلاح اور عدل کا ذکر ہے اور نہیں وارد کیا حدیث میں مگر عدل کو۔ لیکن جب سب لوگوں کو انصاف کے ساتھ خطاب کیا اور تحقیق معلوم ہوا کہ ان میں حاکم وغیرہ ہیں تو ہوگا عدل حاکم کا جب کہ حکم کرے اور انصاف اس کے غیر کا جب کہ صلح کرے اور اس کے غیر نے کہا کہ اصلاح عدل کی ایک قسم ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أَشَارَ الْإِمَامُ بِالصُّلْحِ فَأَبٰى حَكَمَ عَلَيْهِ بِالْحُكْمِ الْبَيِّنِ.

جب اشارہ کرے امام ساتھ صلح کے درمیان دو جھگڑنے والوں کے اور جس پر حق ہو وہ نہ مانے تو حکم کرے اس پر امام ساتھ حکم ظاہر کے کہ گفتگو کی مجال باقی نہ رہے۔

۲۵۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الزُّبَيْرَ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّهُ خَاصَمَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شِرَاجٍ مِنَ الْحَرَّةِ كَانَا يَسْقِيَانِ بِهٖ كِلَاهُمَا فَقَالَ

۲۵۰۹۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتا تھا کہ اس نے ایک انصاری مرد سے جو بدر میں حاضر ہوا تھا پانی کے نالے میں سنگستانی زمین سے جھگڑا کیا جس میں وہ دونوں پانی پلایا کرتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی دے اے زبیر یعنی اپنی زراعت کو پھر اپنی ہمسائے کی کھیتی کی طرف پانی چھوڑ دے تو انصاری غصہ ہوا اور کہا کہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَى جَارِكَ فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْجَدْرَ فَاسْتَوْعٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَئِذٍ حَقَّهٗ لِلزُّبَيْرِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ذٰلِكَ أَشَارَ عَلَى الزُّبَيْرِ بِرَأْيٍ سَعَةٍ لَّهٗ وَلِلْأَنْصَارِيِّ فَلَمَّا أَحْفَظَ الْأَنْصَارِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوْعٰى لِلزُّبَيْرِ حَقَّهٗ فِيْ صَرِيْحِ الْحُكْمِ قَالَ عُرْوَةُ قَالَ الزُّبَيْرُ وَاللّٰهِ مَا أَحْسِبُ هٰذِهِ الْأٰيَةَ نَزَلَتْ إِلَّا فِيْ ذٰلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾. الْأٰيَةَ.

یا حضرت ﷺ یہ حکم اس لیے کرتے ہو کہ زبیر آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں تو حضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا تو فرمایا کہ اے زبیر تو اپنے کھیت کو بھر لے پھر پانی کو روک رکھ یعنی اس کے کھیت کی طرف پانی مت چھوڑ یہاں تک کہ منڈیر تک پہنچے یعنی تمام زمین میں پانی پہنچے تو حضرت ﷺ نے زبیر کو اس وقت اس کا حق پورا دلوایا اور اس سے پہلے حضرت ﷺ نے اپنی رائے سے زبیر کو اشارہ کیا تھا اس کے لیے فراخی کے لیے اور انصاری کے لیے اور جب انصاری نے حضرت ﷺ کو غصہ دلایا تو پورا دلوایا حضرت ﷺ نے زبیر کو حق اس کا بیچ صریح حکم کے یعنی صریح حکم کیا کہ زبیر اپنا تمام حق لے لے زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نہیں گمان کرتا اس آیت کو کہ اتری ہو مگر اس بارے میں سو قسم ہے رب تیرے کی ان کو ایمان نہ ہوگا جب تک کہ تجھی کو منصف نہ جانیں جو جھگڑا اٹھے درمیان ان کے پھر اپنے جی میں تیرے حکم سے خفگی نہ پائیں۔

بَابُ الصُّلْحِ بَيْنَ الْغُرَمَآءِ وَأَصْحَابِ الْمِيْرَاثِ وَالْمُجَازَفَةِ فِيْ ذٰلِكَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يَّتَخَارَجَ الشَّرِيْكَانِ فَيَأْخُذَ هٰذَا دَيْنًا وَّهٰذَا عَيْنًا فَإِنْ تَوِيَ لِأَحَدِهِمَا لَمْ يَرْجِعْ عَلٰى صَاحِبِهٖ.

باب ہے بیان میں صلح کرنے کے درمیان قرض خواہوں کے اور اصحاب میراث کے اور اندازہ کرنے کے بیچ اس کے یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں ڈر ہے کہ نکلیں دو شریک اپنے ملک سے پس یہ ایک قرض لے اور دوسرا موجود چیز لے پس اگر ہلاک ہو جائے وہ چیز ان دونوں میں سے ایک کے لیے تو اپنے ساتھی پر رجوع نہ کرے۔

فائدہ: یعنی معاوضہ کے نزدیک اور اس کی توجیہ کتاب الاستقراض میں گزر چکی ہے۔ اور مراد بخاری کی یہ ہے کہ قرض کے معاوضہ میں اندازے سے دینا جائز ہے اگرچہ وہ معاوضہ اس کے حق کی جنس ہو اور کم یعنی مثلاً کھجور بدلے کھجور کے یہ کہ اس کو نہی شامل نہیں اس لیے کہ طرفین سے مقابلہ نہیں بلکہ ایک طرف سے ہے۔

فائدہ: اس کا معنی یہ ہیں کہ اگر کئی وارثوں اور کئی شریکوں کے درمیان ایک مال مشترک ہو۔

فائدہ: اس کی شرح باب الحوالہ میں گذر چکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ قرض خواہوں اور شریکوں کے درمیان صلح کرانی جائز ہے۔

۲۵۱۰۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تُوُفِّيَ أَبِيْ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَرَضْتُ عَلٰى غُرَمَآئِهٖ أَنْ يَّأْخُذُوا التَّمْرَ بِمَا عَلَيْهِ فَأَبَوْا وَلَمْ يَرَوْا أَنَّ فِيْهِ وَفَآءً فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ إِذَا جَدَدْتَّهٗ فَوَضَعْتَهٗ فِي الْمِرْبَدِ آذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ وَمَعَهٗ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَدَعَا بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ غُرَمَآئَكَ فَأَوْفِهِمْ فَمَا تَرَكْتُ أَحَدًا لَّهٗ عَلٰى أَبِيْ دَيْنٌ إِلَّا قَضَيْتُهٗ وَفَضَلَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ وَسْقًا سَبْعَةٌ عَجْوَةٌ وَّسِتَّةٌ لَوْنٌ أَوْ سِتَّةٌ عَجْوَةٌ وَّسَبْعَةٌ لَوْنٌ فَوَافَيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَضَحِكَ فَقَالَ ائْتِ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَأَخْبِرْهُمَا فَقَالَا لَقَدْ عَلِمْنَا إِذْ صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعَ أَنْ سَيَكُوْنُ ذٰلِكَ. وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ صَلَاةَ الْعَصْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبَا بَكْرٍ وَلَا ضَحِكَ وَقَالَ وَتَرَكَ أَبِيْ عَلَيْهِ ثَلَاثِيْنَ وَسْقًا دَيْنًا وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ صَلَاةَ الظُّهْرِ.

۲۵۱۰۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا باپ مرگیا اور اس پر قرض تھا تو میں نے اس کے قرض خواہوں پر یہ بات پیش کی کہ اس کے قرض کے بدلے کھجوریں لیں سو انہوں نے نہ مانا اور دیکھا کہ اس سے قرض ادا نہ ہو سکے گا تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے یہ قصہ ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو اس کو کاٹ کر کھلیان میں رکھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کرے یعنی تو میں نے آپ کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ڈھیر پر بیٹھے اور اس میں برکت کی دعا کی پھر فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کو بلا کر ان کا قرض ادا کر دے تو میں نے کسی کو نہ چھوڑا جس کا کہ میرے باپ پر قرض تھا مگر کہ میں نے اس کو ادا کر دیا اور تیرہ وسق کھجوریں زیادہ رہیں اور سات وسق عجوہ اور چھ لون (یہ دونوں قسم کھجوروں کی ہیں) یا چھ عجوہ یا سات لون تو میں نے مغرب کی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی اور آپ کو اس حال سے خبر دی کہ سب قرض ادا ہو گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو بھی جا کر خبر دے تو دونوں نے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا کی تو ہم نے البتہ معلوم کیا تھا کہ اس میں برکت ہوگی۔ اور ایک روایت میں عصر کی نماز کا ذکر ہے اور ایک میں ظہر کا۔

فائدہ: لیکن اس قدر کا اختلاف اصل حدیث کی صحت میں قادح نہیں اس لیے کہ مقصود یہ ہے کہ حضرت ﷺ کی دعا سے کھجوروں میں برکت ہوئی اور اس قدر پر سب کا اتفاق ہے۔ (فتح)

بَابُ الصُّلْحِ بِالدَّيْنِ وَالْعَيْنِ.

باب ہے بیان میں صلح کرنے کے ساتھ قرض اور موجودہ چیز کے۔

۲۵۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتٍ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمَا حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ فَنَادٰى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ يَا كَعْبُ فَقَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ فَقَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْ فَاقْضِهِ.

۲۵۱۱۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ابن ابی حدرد سے اپنے قرض کا جو اس پر تھا تقاضہ کیا بیچ زمانے حضرت ﷺ کے تو ان کی آوازیں بلند ہوئیں یہاں تک کہ ان کو حضرت ﷺ نے سنا اور حضرت ﷺ اپنے گھر میں تھے تو حضرت ﷺ ان کی طرف نکلے یہاں تک کہ اپنے حجرہ کا پردہ کھولا اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو پکارا کہ اے کعب اس نے کہا یا حضرت ﷺ میں حاضر ہوں تو حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنا آدھا قرض چھوڑ دے تو کعب نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے آدھا قرض چھوڑ دیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اٹھ کر باقی ادا کر دے۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں اور اس کا جواب اس طرح دیا گیا ہے کہ اس میں صلح کرنا اس چیز میں کہ قرض کے ساتھ متعلق ہے۔ اور گویا کہ اس نے ملحق کیا ہے اس کے ساتھ صلح کو اس چیز میں کہ متعلق ہو موجود چیز کے ساتھ بطریق اولیٰ۔ ابن بطال نے کہا کہ اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ اگر صلح کرے قرض خواہ اپنے کے درہموں سے بدلے درہموں کم اس سے تو جائز ہے جب کہ وعدے کا وقت پہنچے اور اگر وعدے کا وقت نہ پہنچا ہو تو نہیں جائز ہے اس کو یہ کہ اس سے کوئی چیز چھوڑے پہلے اس سے کہ قبض کرے بدلے اس کے اور اگر بعد وعدے کے اس سے صلح کرے درہموں سے اشرفیوں کے بدلے یا بالعکس اور قبض شرط ہے۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الشُّرُوْطِ

کتاب ہے شرطوں کے بیان میں

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الشُّرُوْطِ فِي الْإِسْلَامِ وَالْأَحْكَامِ وَالْمُبَايَعَةِ.

بیان ہے اس چیز کا کہ جائز ہے شرطوں سے اسلام میں اور احکام اور بیع شرا میں۔

فائدہ: شروط شرط کی جمع ہے اور شرط یہ ہے کہ لازم پکڑے نفی اس کی دوسرے امر کی نفی کو سوائے سبب کے اور اس سے مراد اس جگہ بیان کرنا اس شرط کا ہے کہ جو اس سے صحیح ہے اور جو صحیح نہیں ہے۔ اور اسلام میں یہ شرط ہے کہ اسلام میں داخل ہونے کے وقت کافر مثلا یہ شرط کرے کہ جب وہ مسلمان ہو تو نہ تکلیف دی جائے اس کو سفر کی ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف مثلا۔ اور یہ شرط جائز نہیں کہ مثلا میں نماز نہیں پڑھوں گا اور احکام سے مراد عقود اور معاملات مانند بیع شرا وغیرہ کی اور مبایعت عطف خاص کا ہے عام پر۔ (فتح)

۲۵۱۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُخْبِرَانِ عَنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا كَاتَبَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو يَوْمَئِذٍ كَانَ فِيْمَا اشْتَرَطَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَا يَأْتِيْكَ مِنَّا أَحَدٌ وَّإِنْ كَانَ عَلَى دِيْنِكَ إِلَّا رَدَدْتَّهُ إِلَيْنَا وَخَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ فَكَرِهَ الْمُؤْمِنُوْنَ ذٰلِكَ وَامْتَعَضُوْا مِنْهُ وَأَبَى سُهَيْلٌ إِلَّا ذٰلِكَ فَكَاتَبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ذٰلِكَ فَرَدَّ يَوْمَئِذٍ أَبَا

۲۵۱۲۔ مروان اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے خبر دیتے تھے کہ جب حدیبیہ کے دن سہیل بن عمرو نے (کہ کفار قریش کی طرف سے وکیل تھا) صلح لکھی تو اس دن سہیل نے جو شرطیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیں ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ ہم میں سے کوئی تیرے پاس نہ آئے گا اگرچہ تیرے دین پر ہو مگر کہ تو اس کو ہماری طرف پھیر دے گا اور ہمارے اور اس کے درمیان راہ خالی کر دے گا یعنی جو ہم چاہیں گے اس کے ساتھ کریں گے آپ اس سے کچھ تعرض نہ کریں تو مسلمانوں کی یہ شرط بری معلوم ہوئی اور ان پر دشوار گذری تو سہیل نے کہا کہ میں یہ شرط ضرور لکھواؤں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرط لکھ دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن ابو جندل رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ سہیل کی طرف پھیر دیا یعنی موافق اس شرط کے اور اس مدت میں مردوں میں سے

جَنْدَلٍ إِلٰى أَبِيهِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَلَمْ يَأْتِهِ أَحَدٌ مِّنَ الرِّجَالِ إِلَّا رَدَّهُ فِي تِلْكَ الْمُدَّةِ وَإِنْ كَانَ مُسْلِمًا وَّجَآءَتِ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ وَّكَانَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ مِّمَّنْ خَرَجَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ وَّهِيَ عَاتِقٌ فَجَآءَ أَهْلُهَا يَسْأَلُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّرْجِعَهَا إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَرْجِعْهَا إِلَيْهِمْ لِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِنَّ ﴿إِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِإِيْمَانِهِنَّ إِلٰى قَوْلِهٖ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ﴾ قَالَ عُرْوَةُ فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ بِهٰذِهِ الْآيَةِ ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ إِلٰى غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ أَقَرَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنْهُنَّ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا يُكَلِّمُهَا بِهٖ وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ وَمَا بَايَعَهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهٖ.

آپ کے پاس کوئی نہ آیا مگر کہ حضرت ﷺ نے اس کو پھیر دیا اگرچہ مسلمان تھا اور مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں ایک ان میں سے ام کلثوم عقبہ کی بیٹی تھی اور وہ اس دن بالغ تھی تو اس کے گھر والوں نے آ کر حضرت ﷺ سے کہا کہ ہماری بیٹی ہم کو پھیر دیجیے تو حضرت ﷺ نے ان کو ان کی طرف نہ پھیرا اس لیے کہ اللہ نے مہاجر عورتوں کے حق میں آیت اتاری کہ جب مسلمان عورتیں تمہارے پاس ہجرت کر کے آئیں تو ان کو آزماؤ تو اللہ نے ان کے ایمان کو خوب جانا پس اگر تم ان کو مسلمان جانو تو ان کو کافروں کی طرف نہ پھیرو آخر آیت تک۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ ان کو اس آیت سے آزماتے تھے یعنی ان شرطوں سے کہ اس آیت میں مذکور ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو جو ان میں سے ایک شرط کا اقرار کرتی تو حضرت ﷺ اس سے فرماتے تھے کہ میں نے تجھ سے بیعت کی تو یہ بیعت کلام کے ساتھ تھی کہ حضرت ﷺ اس عورت سے اس کے ساتھ کلام کرتے تھے قسم ہے اللہ کی کہ بیعت میں حضرت ﷺ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں چھوا حضرت ﷺ نے عورتوں سے بیعت نہیں کی مگر اپنی کلام سے۔

٢٥١٣۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيْرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَرَطَ عَلَيَّ

٢٥١٣۔ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اور شرط کی حضرت ﷺ نے مجھ سے ساتھ خیر خواہی کرنے کے ہر مسلمان کے لیے۔

وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

٢٥١٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَآءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۲۵۱۴۔ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی نماز کے قائم کرنے پر اور زکوۃ کے دینے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ اس قسم کی شرطیں کرنی جائز ہیں۔

بَابُ إِذَا بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ وَلَمْ يَشْتَرِطِ الثَّمَرَةَ.

جب پیوند کی ہوئی کھجور کے درخت بیچے اور خریدار سے میوے کی شرط نہ کرے تو اس کا میوہ بیچنے والا ہے۔

٢٥١٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَآئِعِ إِلَّا أَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.

۲۵۱۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کھجور کے درخت پیوند کیے ہوئے بیچے تو اس کے پھل کا وہی مالک ہے جس نے بیچا مگر یہ کہ خریدار پھل کی بھی شرط کر لے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ یہ شرط جائز ہے۔

بَابُ الشُّرُوْطِ فِي الْبُيُوْعِ.

بیع میں شرط کرنے کا بیان۔

٢٥١٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيْرَةَ جَآئَتْ عَائِشَةَ تَسْتَعِيْنُهَا فِيْ كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ ارْجِعِيْ إِلٰى أَهْلِكِ فَإِنْ أَحَبُّوْا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُوْنَ وَلَآؤُكِ لِيْ فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيْرَةُ إِلٰى أَهْلِهَا فَأَبَوْا وَقَالُوْا

۲۵۱۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اس حال میں کہ اپنی کتابت میں اس سے مدد چاہتی تھی اور اس نے اپنے بدل کتابت کچھ ادا نہ کیا ہوا تھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کہا کہ تو اپنے مالکوں کے پاس پھر جا اگر وہ چاہیں کہ میں تیری طرف سے تیرا بدل کتابت ادا کر دوں اور تیرا ولا میرے لیے ہو تو کروں تو بریرہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات اپنے مالکوں سے ذکر کی تو انہوں نے نہ مانا اور کہا کہ اگر وہ ثواب کے لیے تیرا بدل کتابت ادا کرے تو چاہیے کہ کرے اور تیری

إِنْ شَائَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُوْنَ لَنَا وَلَاؤُكِ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا ابْتَاعِيْ فَأَعْتِقِيْ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

آزادی کا حق ہمارا ہوگا عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت ﷺ سے ذکر کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حق آزادی کا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العتق میں گذر چکی ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ مطلق چھوڑا بخاری نے ترجمہ کو تفصیل کے لیے اس کے اعتبار میں فقہاء کے درمیان ۔(فتح)

بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ الْبَائِعُ ظَهْرَ الدَّابَّةِ إِلٰى مَكَانٍ مُسَمًّى جَازَ.

جب بیچنے والا ایک مکان معین تک چوپائے کی سواری کی شرط کرے تو جائز ہے۔

فائدہ: اسی طرح جزم کیا ہے اس نے اس حکم کے ساتھ میل کی صحت کے لیے اس کے نزدیک ۔اور اس میں اختلاف ہے اور اسی طرح جو چیز کہ اس کی مانند ہو اس میں بھی اختلاف ہے جیسے کہ شرط کرے کہ میں گھر میں رہوں گا غلام سے خدمت لوں گا۔پس جمہور کا یہ مذہب ہے کہ یہ بیع باطل ہے اس لیے کہ شرط مذکور عقد کے منافی ہے اور اوزاعی اور ابن شبرمہ اور احمد اور اسحق اور ابوثور اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ یہ بیع صحیح ہے اور یہ شرط بجائے استثناء کے ہے اس لیے کہ جب مشروط کی قدر معلوم ہو تو ہو جاتا ہے جیسا کہ بیچے اس کو ہزار کے ساتھ مگر پچاس درہم کے مثلا اور موافقت کی ہے ان کی مالک نے تھوڑے زمانے میں سوائے بہت کے ۔اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی حد اس کے نزدیک تین دن ہیں اور ان کی حجت باب کی حدیث ہے اور بخاری نے اس میں شرط ہونے کو ترجیح دی کما سیاتی ۔اور جمہور یہ جواب دیتے ہیں کہ اس حدیث کے الفاظ مختلف ہیں ۔بعض نے ذکر کیا ہے کہ بطور ہبہ کے تھا اور وہ ایک خاص واقعے کا ذکر ہے اس میں احتمال جاری ہے۔اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جو بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں ہے وہ اس کے معارض ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شرط عقد کے مخالف ہو وہ باطل ہے کما تقدم فی العتق ۔اور نیز جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استثناء کی نفی ثابت ہو چکی ہے اخرجہ اصحاب السنن ۔اور نیز وارد ہو چکی ہے نہی بیع اور شرط سے اور جواب دیا گیا ہے کہ جو مقصود بیع کے منافی ہے وہ ہے جب کہ شرط کرے مثلا لونڈی کی بیع میں یہ کہ نہ صحبت کرے اس سے اور گھر میں یہ کہ نہ رہے اس میں اور غلام میں یہ کہ نہ خدمت لے اس سے اور چارپائے میں یہ کہ نہ سوار ہو اس پر لیکن جب شرط کرے کوئی چیز معلوم وقت معلوم کے ساتھ تو اس کا کوئی ڈر نہیں ۔اور رہی حدیث نہی کی استثناء سے پس نفس حدیث میں ہے کہ مگر یہ کہ معلوم ہو پس معلوم ہوا کہ مراد یہ ہے کہ نہی اس چیز سے ہے کہ مجہول ہو اس کی مقدار معلوم نہ ہو۔اور رہی حدیث نہی کی بیع اور شرط سے تو اس کی سند میں کلام ہے اور تاویل کے لائق ہے اور اس کی مزید شرح آئندہ آئے گی۔(فتح)

۲۵۱۷۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَسِيْرُ عَلٰى جَمَلٍ لَّهُ قَدْ أَعْيَا فَمَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَهُ فَدَعَا لَهُ فَسَارَ بِسَيْرٍ لَيْسَ يَسِيْرُ مِثْلَهُ ثُمَّ قَالَ بِعْنِيْهِ بِوَقِيَّةٍ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ بِعْنِيْهِ بِوَقِيَّةٍ فَبِعْتُهُ فَاسْتَثْنَيْتُ حُمْلَانَهُ إِلٰى أَهْلِيْ فَلَمَّا قَدِمْنَا أَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ وَنَقَدَنِيْ ثَمَنَهُ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَأَرْسَلَ عَلٰى إِثْرِيْ قَالَ مَا كُنْتُ لِآخُذَ جَمَلَكَ فَخُذْ جَمَلَكَ ذٰلِكَ فَهُوَ مَالُكَ. قَالَ شُعْبَةُ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرٍ أَفْقَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ إِسْحَاقُ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مُغِيْرَةَ فَبِعْتُهُ عَلٰى أَنَّ لِيْ فَقَارَ ظَهْرِهِ حَتّٰى أَبْلُغَ الْمَدِيْنَةَ وَقَالَ عَطَآءٌ وَغَيْرُهُ لَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ شَرَطَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ جَابِرٍ وَلَكَ ظَهْرُهُ حَتّٰى تَرْجِعَ وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَفْقَرْنَاكَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ تَبَلَّغْ عَلَيْهِ إِلٰى أَهْلِكَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ وَابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ اشْتَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَقِيَّةٍ وَتَابَعَهُ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ

۲۵۱۷۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے اونٹ پر سوار تھا جو تھک گیا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گذرے اور اس کو لکڑی سے مارا اور اس کے لیے دعا کی تو وہ ایسا تیز چلا کہ اس کی مانند نہ چلتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ایک اوقیہ سے میرے ہاتھ بیچ ڈال میں نے کہا کہ میں نہیں بیچتا پھر فرمایا کہ اس کو ایک اوقیہ سے میرے ہاتھ بیچ ڈال تو میں نے اس کو آپ کے ہاتھ بیچ ڈالا اور مستثنیٰ کیا میں نے اس کی سواری کو اپنے گھر تک سو جب ہم مدینہ میں آئے تو میں آپ کے پاس اونٹ لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مول مجھ کو دیا پھر میں پھرا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو میرے پیچھے بھیجا اور فرمایا کہ میں تیرا اونٹ نہیں لیتا سو تو اپنا یہ اونٹ لے لے کہ وہ تیرا مال ہے۔اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس کی سواری مدینہ تک دی اور ایک روایت ہے کہ میں نے اس کو آپ کے ہاتھ بیچا اس شرط سے کہ مدینے تک مجھ کو اس کی سواری کی اجازت ہو۔اور ایک روایت ہے کہ تجھ کو مدینے تک اس کی سواری کی اجازت ہے۔اور ایک روایت میں ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے مدینے تک اس کی سواری کی شرط کر لی اور ایک روایت میں ہے کہ تجھ کو اس کی سواری کی اجازت ہے یہاں تک کہ تو پھر لے طرف مدینے کی اور ایک روایت میں ہے ہم نے تجھ کو مدینے تک اس کی سواری دی۔اور ایک روایت میں ہے کہ تو اپنے تئیں اس پر اپنے گھر والوں تک پہنچا۔اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک اوقیہ سے خریدا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کو چار دینار سے لیا اور یہ چار دینار میں ایک اوقیہ ہوتا ہے اس حساب سے کہ دینار دس درہم کا ہوتا ہے اور نہیں بیان کیا مغیرہ نے

عَطَاءٍ وَّغَيْرِهٖ عَنْ جَابِرٍ أَخَذْتُهٗ بِأَرْبَعَةِ دَنَانِيْرَ وَهٰذَا يَكُوْنُ وَقِيَّةً عَلٰى حِسَابِ الدِّيْنَارِ بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَلَمْ يُبَيِّنِ الثَّمَنَ مُغِيْرَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ وَّابْنُ الْمُنْكَدِرِ وَّأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ وَّقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ وَّقِيَّةُ ذَهَبٍ وَّقَالَ أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ بِمِائَتَيْ دِرْهَمٍ وَّقَالَ دَاوٗدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرٍ اشْتَرَاهُ بِطَرِيْقِ تَبُوْكَ أَحْسِبُهٗ قَالَ بِأَرْبَعِ أَوَاقٍ وَّقَالَ أَبُوْ نَضْرَةَ عَنْ جَابِرٍ اشْتَرَاهُ بِعِشْرِيْنَ دِيْنَارًا وَّ قَوْلُ الشَّعْبِيِّ بِوَقِيَّةٍ أَكْثَرُ الْاِشْتِرَاطُ أَكْثَرُ وَأَصَحُّ عِنْدِيْ قَالَهٗ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ.

قیمت کو شعبی سے اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور ابن منکدر اور ابو زبیر نے جابر سے اور ایک روایت میں ہے ایک اوقیہ سونے کا اور ایک روایت میں ہے کہ چار اوقیہ سے خریدا اور ایک روایت میں ہے کہ بیس دینار سے خریدا اور اکثر روایتوں میں صرف ایک اوقیہ کا ذکر آیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ اکثر روایتوں میں یہی ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے بیع کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینے تک سوار ہونے کی شرط کر لی تھی اور یہی ہے زیادہ ترصحیح روایت نزدیک میرے۔

فائدہ: یعنی اس کے طرق بہت زیادہ ہیں اور اس کا مخرج اصح ہے۔ اور یہ جو بخاری نے شرط کی روایت کو ترجیح دی ہے تو یہی ہے طریقہ محققین اہل حدیث کا۔ اس لیے کہ وہ نہیں توقف کرتے تصحیح متن سے جب کہ واقع ہو اختلاف مگر جب کہ روایات مختلف ہوں کہ وہ شرط اضطراب کی ہے جس کے ساتھ حدیث رد کی جاتی ہے اور وہ اس جگہ پائی نہیں جاتی باوجود ممکن ہونے ترجیح کے۔ ابن دقیق العید نے کہا کہ جب روایات مختلف ہوں اور ہو حجت بعض کے ساتھ بعض کے علاوہ تو موقوف ہے حجت پکڑنی ساتھ شرط برابر ہونے روایات کے لیکن جب بعض کے لیے ترجیح واقع ہو اس طرح سے کہ اس کے راوی شمار میں اکثر ہوں اور حفظ میں مضبوط ہوں تو متعین ہے عمل راجح کے ساتھ اس لیے کہ اضعف نہیں ہوتی مانع عمل سے اقوی کے ساتھ اور مرجوح نہیں منع کرتی تمسک کو ساتھ راجح کے اور طحاوی نے کہا کہ شرط کی روایت صحیح ہے لیکن بیع سے مراد حقیقی بیع نہیں اور اس کو قرطبی نے اس طرح سے رد کیا ہے کہ یہ محض دعوی ہے اور تغییر اور تحریف ہے تاویل نہیں اور اس کا قائل بعتہ وغیرہ کے الفاظ میں کیا کرے گا جو بیع میں نص ہیں اور بعض نے اس طرح سے حجت پکڑی ہے کہ اگر سوار ہونا خریدار کے مال سے ہے تو یہ بیع فاسد ہے اس لیے کہ اس نے اپنے نفس کے لیے شرط کی اور وہ چیز کہ خریدار اس کا مالک ہو چکا ہے اور اگر اس کے اپنے مال سے ہے تو بھی فاسد ہے

اس لیے کہ خریدار نہیں مالک ہوا منافع کا بیع کے بعد جہت بائع کی سے اور وہ ان کا مالک اس لیے ہے کہ وہ اس کے ملک میں پیدا ہوئی اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ منفعت مذکور اندازہ کی گئی ہے ساتھ قدر کے بیع کی قیمت سے اور واقع ہوئی ہے بیع ساتھ اس کے جوان کے علاوہ ہے اور نظیر اس کی یہ کہ جو کھجور کا درخت پیوند کیا ہوا بیچے اور ان کا پھل مستثنیٰ کرے اور منع تو صرف ایک مجہول چیز کا استثناء کرنا ہے بائع کے لیے اور مشتری کے لیے لیکن اگر دونوں اس کو جانتے ہوں تو کوئی مانع نہیں پس یہ قصہ بھی اس پر محمول ہے۔اور اسماعیلی نے کہا کہ شرط نفس عقد میں واقع نہیں ہوئی بلکہ سابق یا لاحق میں واقع ہوئی پس احسان کیا اس کی منفعت کے ساتھ اول جیسا کہ احسان کیا تھا اس کی گردن کے ساتھ۔آخر میں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کے غیر کے حق میں جائز ہو اور یہی وجہ قوی تر ہے میرے نزدیک اور نیز اسماعیلی نے کہا کہ اختلاف ان کا مول کے مقدار میں ضرر نہیں کرتا اس لیے کہ جس غرض کے لیے حدیث بیان کی گئی ہے وہ بیان کرنا حضرت ﷺ کی بخشش کا اور تواضع اور اپنے اصحاب پر مہربانی کا اور آپ کی دعا کی برکت کا۔اور سوائے اس کے اور نہیں لازم آتا بعض روایات کے وہم کرنے سے مول کی مقدار میں توہین کرنی اس کی اصل حدیث کی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ جس چیز کو بخاری نے ترجیح دی ہے وہ زیادہ تر لائق ہے اور موافق ہے پس چاہیے کہ اس پر اعتماد کیا جائے اور اللہ کے ساتھ ہی ہے توفیق اور اس حدیث میں جواز ہے قیمت کے ادا کرنے کا اس شخص کے لیے کہ جو پیش کرے اپنے اسباب کو بیع کے لیے اور قیمت کم کرنا مبیع میں قبل استقرار عقد کے اور ابتداء کرنا مشتری کا قیمت کے ذکر کے ساتھ اور یہ کہ قبض نہیں ہے شرط بیع کی صحت میں اور یہ کہ اجابت بڑے کی لا کے قول کے ساتھ جائز ہے امر جائز میں اور حدیث بیان کرنا ساتھ عمل نیک کے قصے کو پورے طور پر لانے کے لیے تزکیہ نفس کے لیے اور ارادے فخر کے اور اس میں تلاش کرنا امام کبیر کا ہے اپنے اصحاب کے لیے اور سوال کرنا اس کا اس چیز سے کہ اترے ساتھ ان کے اور مدد کرنی ان کے ساتھ اس چیز کی کہ آسان ہو حال سے یا مال سے یا دعا سے اور حضرت ﷺ کی تواضع سے اور یہ کہ جائز ہے مارنا جانور کو اس کو چلانے کے لیے اگرچہ غیر مکلّف ہو اور محل اس کا وہ ہے جب کہ نہ محقق ہو یہ بات کہ یہ اس سے باسبب زیادہ مشقت اور تھک جانے کے ہے۔اور اس میں توقیر کرنا تابع کا ہے اپنے رئیس کی اور اس میں وکیل کرنا ہے قرض کو ادا کرنے کے لیے اور تول دینے کو مشتری کو اور خریدنا ادھار اور اس میں پھیر دینا بخشش کا ہے پہلے قبض کے لیے قول جابر رضی اللہ عنہ کے کہ وہ آپ کے لیے ہے حضرت ﷺ نے فرمایا نہ بلکہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال اور اس میں جواز داخل کرنا جانوروں اور اسباب کا ہے مسجد کے صحن کی طرف اور اس کے گرد کی اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ اونٹوں کا پیشاب پاک ہے اور اس میں اس پر حجت نہیں اور اس میں محافظت کرنی ہے اس چیز پر کہ اس کو تبرک ملے جابر رضی اللہ عنہ کے قول کے لیے ایک روایت میں کہ جو حضرت ﷺ نے مجھ کو قیمت سے زیادہ تھا وہ مجھ سے جدا نہیں ہوتا اور یہ کہ جائز ہے زیادہ دینا قیمت کا ادا کے وقت

اور تولنے کے وقت زیادہ تولنا لیکن مالک کی رضامندی سے اور یہ ازسرنو ہبہ ہے یہاں تک کہ اگر رد کیا جائے اسباب ساتھ عیب کے مثلاً تو نہیں واجب ہے اس کا پھیر دینا۔ یا وہ تابع ہے مول کے لیے یہاں تک کہ رد کیا جائے۔ اور اس میں فضیلت ہے جابر رضی اللہ عنہ کے لیے اس لیے کہ اس نے اپنے نفس کی حظ ترک کی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بجالیا اپنے اونٹ کے بیچنے کے ساتھ باوجود حاجت کے اس کی طرف اور اس میں معجزہ ظاہر ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جو نسبت کرنا چیز کا پہلے مالک کی طرف باعتبار ماکان کے۔ اور اس کے ساتھ استدلال کیا گیا ہے بیع کے صحیح ہونے پر بغیر ایجاب وقبول کی تصریح کے آپ کے قول کی وجہ سے بعنیه باوقية فبعته یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال اور کوئی صیغہ ذکر نہیں کیا اور اس میں حجت نہیں اس لیے کہ نہ ذکر کرنا عدم وقوع کو مستلزم نہیں اور ایک روایت میں صریح آچکا ہے کہ میں نے اس کو چار دینار میں لیا پس یہ ایجاب قبول ہے پس استدلال کیا جاتا ہے اس کے ساتھ کنایت کرنے پر عقود میں کنایت کے صیغوں سے۔ (فتح) اور یہ سب مسئلے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے طرق میں موجود ہیں جیسا کی ان کی تفصیل فتح الباری میں موجود ہے۔

بَابُ الشُّرُوْطِ فِي الْمُعَامَلَةِ.

تمام معاملوں میں شرط کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی مزارعت وغیرہ میں۔

۲۵۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيْلَ قَالَ لَا فَقَالَ تَكْفُوْنَا الْمَئُوْنَةَ وَنُشْرِكُكُمْ فِي الثَّمَرَةِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا.

۲۵۱۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان کھجور کے درخت بانٹ دیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تقسیم نہیں کرتا تو مہاجرین نے کہا کہ کفایت کرو تم ہم سے محنت کو یعنی محنت فقط تم ہی کرو ہم نہیں کرتے اور ہم تمہارے میووں میں شریک ہوں گے تو انصار نے کہا کہ ہم نے سنا اور مانا۔

فائدہ: اور یہ شرط لغوی ہے اور اعتبار کیا ہے اس کو شارع نے پس شرعی ہوئی اس لیے کہ اصل اس کی یہ ہے کہ اگر تم ہم سے کفایت کرو گے تو ہم تمہارے درمیان تقسیم کریں گے۔ (فتح)

۲۵۱۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُوْدَ

۲۵۱۹۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین اور باغ یہود خیبر کو دیئے اس شرط پر کہ وہ اس میں کام کریں اور کھیتی بوئیں اور ان کے لیے آدھا اس چیز کا ہے کہ اس سے پیدا ہو۔

أَنْ يَعْمَلُوْهَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مزارعت میں گذر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ الشُّرُوْطِ فِي الْمَهْرِ عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ وَقَالَ عُمَرُ إِنَّ مَقَاطِعَ الْحُقُوْقِ عِنْدَ الشُّرُوْطِ وَلَكَ مَا شَرَطْتَ وَقَالَ الْمِسْوَرُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صِهْرًا لَّهُ فَأَثْنٰى عَلَيْهِ فِيْ مُصَاهَرَتِهِ فَأَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ وَصَدَقَنِيْ وَوَعَدَنِيْ فَوَفٰى لِيْ.

بیان ہے شرطوں کا مہر میں وقت باندھنے نکاح کے۔ یعنی اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یعنی قطع کرنا حقوق کا نزدیک وفا کرنے شرطوں کے ہے اور تیرے لیے وہ چیز ہے کہ تو نے شرط کی یعنی جو آپس میں شرط ٹھہر چکی ہو اس کے موافق مطالبہ کرنا حق کا لازم ہوتا ہے یعنی اور مسور نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اپنے داماد کو ذکر کیا اور داماد دامادی کے معاملے میں اس کی تعریف کی پس اچھی طرح سے تعریف کی فرمایا کہ اس نے مجھ سے بات کہی تو سچ کہا اور مجھ سے وعدہ کیا سو اس کو پورا کیا۔

٢٥٢٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ الشُّرُوْطِ أَنْ تُوْفُوْا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ.

٢٥٢٠۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب شرطوں میں سے جن کا تم کو پورا کرنا چاہیے اس شرط کا زیادہ تر پورا کرنا لازم ہے جس کے سبب سے تم نے عورتوں کی شرم گاہیں حلال کر لیں۔

فائدہ: مراد وہ شرطیں ہیں کہ نکاح کے منافی نہ ہوں اور جو شرطیں کہ نکاح میں واجب الادا ہیں سو ان میں سے اول تو مہر ہے اور دوسری نان نفقہ تیسری حسن سلوک۔ دستور کے موافق عورت کا مہر فرض ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہر کا ادا کرنا سب پر مقدم ہے۔ اور بعض شرطیں نکاح میں واجب الادا نہیں جیسے خاوند کا بیوی کے گھر میں رہنا اور بیوی کو اپنے گھر میں بلانا بیوی کی زندگی میں دوسرا نکاح نہ کرنا پہلی بیوی کو طلاق دینا۔ اور ان سب حدیثوں کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

بَابُ الشُّرُوْطِ فِي الْمُزَارَعَةِ.

مزارعت میں شرطوں کا بیان۔

فائدہ: یہ باب خاص ہے اس باب سے جو ایک باب پہلے گذر چکا ہے۔

۲۵۲۱۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِيَّ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كُنَّا أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ حَقْلًا فَكُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ فَرُبَّمَا أَخْرَجَتْ هٰذِهِ وَلَمْ تُخْرِجْ ذِهِ فَنُهِينَا عَنْ ذٰلِكَ وَلَمْ نُنْهَ عَنِ الْوَرِقِ.

۲۵۲۱۔رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کھیتی کرنے میں سب انصار سے زیادہ تھے سو ہم زمین کو کرائے پر دیتے تھے تو اکثر اوقات زمین کے اس قطعے میں کھیتی نکلتی اور اس میں نہ نکلتی یعنی دونوں میں سے ایک قطعے میں کھیتی ہوتی اور ایک میں نہ ہوتی تو ہم کو اس سے منع کیا گیا اور نہ منع کیا گیا ہم کو چاندی کے ساتھ کرائے دینے سے یعنی دینار اور درہم سے۔

فائدہ:اس حدیث کی شرح کتاب المزارعۃ میں گذر چکی ہے۔

بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ.

ان شرطوں کا بیان جو نکاح میں جائز نہیں۔

۲۵۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَزِيدَنَّ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبَنَّ عَلَى خِطْبَتِهِ وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَكْفِئَ إِنَائَهَا.

۲۵۲۲۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بیچے شہر والا باہر والے کے مال کو اور نہ بخشش کرو یعنی اگر لینے کی غرض نہ ہو تو زیادہ مول نہ لگاؤ اور نہ زیادہ مول لگائے کوئی اپنے بھائی کی بیع پر یعنی بائع اور مشتری دونوں ایک قیمت پر راضی ہو گئے ہوں تو اس پر زیادہ مول لگا کر آپ نہ خریدیں اور نہ منگنی کرے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی منگنی پر اور نہ مانگے عورت اپنی مسلمان بہن کی طلاق کو کہ تا کہ انڈیل لے جو اس کے برتن میں ہے یعنی جو اس کو خاوند سے ملتا ہے سو آپ لے۔

فائدہ:اس سے معلوم ہوا کہ اگر نکاح میں پہلی عورت کی طلاق کی شرط ہو تو یہ شرط درست نہیں۔

بَابُ الشُّرُوطِ الَّتِي لَا تَحِلُّ فِي الْحُدُودِ.

شرطوں کا بیان جو حدود میں جائز نہیں۔

۲۵۲۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِنِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا

۲۵۲۳۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا یک دیہاتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں مگر یہ کہ حکم کریں آپ میرے لیے ساتھ کتاب اللہ کے تو دوسرے جھگڑنے

قَالَا إِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَعْرَابِ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلَّا قَضَيْتَ لِيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ الْخَصْمُ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ نَعَمْ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِّيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ قَالَ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ وَإِنِّيْ أُخْبِرْتُ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَّوَلِيْدَةٍ فَسَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّمَا عَلَى ابْنِيْ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ وَّأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا الرَّجْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ اغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا قَالَ فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَأَمَرَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَتْ.

والے نے کہااور وہ پہلے سے زیادہ سمجھدار تھا ہاں حکم کرو درمیان ہمارے ساتھ کتاب اللہ کے اور مجھ کواجازت ہوتو یہ قصہ بیان کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہہ اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا تو اس نے اس کی عورت سے حرام کاری کی اور مجھ کو خبر ہوئی کہ میرے بیٹے پر لازم ہے سنگسار کرنا تو بدلہ دیا میں نے اس سے ساتھ سو بکری اور ایک لونڈی کے پھر میں نے عالموں سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ میرے بیٹے پر سو کوڑا اور ایک سال کا نکال دینا ہے اور یہ کہ اس کی عورت پر سنگسار کرنا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں دونوں کے درمیان کتاب اللہ کے ساتھ حکم کروں گا کہ لونڈی اور بکریاں تجھ پر پھر آئیں گی اور تیرے بیٹے پر سو کوڑا اور ایک سال کا نکال دینا ہے اے انیس صبح کو اس کی عورت کے پاس جا پس اگر زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر تو وہ صبح کو اس عورت کے پاس گیا تو عورت نے زنا کا اقرار کیا تو حضرت ﷺ نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم کیا تو اس نے اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحدود میں آئے گی اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ جو شرط کہ واقع ہو حد کے دور کرنے میں اللہ کی حدوں میں سے تو وہ باطل ہے۔ اور جو صلح کہ اس میں واقع ہو وہ مردود ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنْ شُرُوْطِ الْمُكَاتَبِ إِذَا رَضِيَ بِالْبَيْعِ عَلٰى أَنْ يُّعْتَقَ.

مکاتب کی شرطوں سے کیا شرط جائز ہے جب کہ راضی ہو ساتھ بیع کے اس شرط پر کہ آزاد کیا جائے۔

٢٥٢٤ـ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ الْمَكِّيُّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ

۲۵۲۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس بریرہ رضی اللہ عنہا آئی اور حالانکہ وہ مکاتب تھی تو اس نے کہا کہ اے ام المومنین

دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَتْ عَلَیَّ بَرِیْرَةُ وَهِیَ مُكَاتَبَةٌ فَقَالَتْ یَا أُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اشْتَرِیْنِیْ فَإِنَّ أَهْلِیْ یَبِیْعُوْنِیْ فَأَعْتِقِیْنِیْ قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ إِنَّ أَهْلِیْ لَا یَبِیْعُوْنِیْ حَتّٰی یَشْتَرِطُوْا وَلَائِیْ قَالَتْ لَا حَاجَةَ لِیْ فِیْكِ فَسَمِعَ ذٰلِكَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَلَغَهٗ فَقَالَ مَا شَأْنُ بَرِیْرَةَ فَقَالَ اشْتَرِیْهَا فَأَعْتِقِیْهَا وَلْیَشْتَرِطُوْا مَا شَآئُوْا قَالَتْ فَاشْتَرَیْتُهَا فَأَعْتَقْتُهَا وَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَائَهَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَإِنِ اشْتَرَطُوْا مِائَةَ شَرْطٍ.

مجھ کو خرید لے کہ میرے مالک مجھ کو بیچتے ہیں اور مجھ کو آزاد کر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے مالک مجھ کو نہیں بیچتے یہاں تک کہ میرے ولا کی شرط کریں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو تیری کچھ حاجت نہیں سو حضرت ﷺ نے یہ بات سنی یا آپ کو پہنچی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا حال ہے بریرہ کا اس کو خرید کر آزاد کر دے اور چاہیے کہ شرط کرے جو چاہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اس کو خرید کر آزاد کیا اور اس کے مالکوں نے اس کی آزادی کے حق کی شرط کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آزادی کا حق اسی کا ہے جو آزاد کرے اگرچہ سو شرط کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عتق میں گذر چکی ہے۔

بَابُ الشُّرُوْطِ فِی الطَّلَاقِ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَیَّبِ وَالْحَسَنُ وَ عَطَاءٌ إِنْ بَدَا بِالطَّلَاقِ أَوْ أَخَّرَ فَهُوَ أَحَقُّ بِشَرْطِهٖ.

طلاق میں شرط کرنے کا بیان یعنی طلاق کے معلق کرنے میں۔ یعنی اور ابن مسیب اور حسن اور عطا نے کہا کہ اگر طلاق کو شرط سے مقدم کرے یا موخر کرے یعنی کہے اَنْتِ طَالِقٌ اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ یا کہے کہ اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ فَاَنْتِ طَالِقٌ تو وہ لائق تر ہے ساتھ رعایت شرط اپنی کے۔

فائدہ: یعنی بولنے میں طلاق کو خواہ شرط سے مقدم کرے یا موخر کرے ہر صورت میں طلاق ہو جاتی ہے شرط کے پائے جانے کے بعد۔

۲۵۲۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِیْ حَازِمٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّلَقِّیْ وَأَنْ یَّبْتَاعَ الْمُهَاجِرُ لِلْأَعْرَابِیِّ وَأَنْ

۲۵۲۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے سوداگروں کو آگے بڑھ کر ملنے سے اور یہ کہ خریدے مقیم جنگلی کے لیے اور یہ کہ شرط کرے عورت طلاق کی اپنی بہن کی اور یہ کہ بیع کرے مرد اپنے بھائی کی بیع پر اور منع فرمایا نجش سے اور جانوروں کے تھنوں میں دودھ بند کرنے سے۔

تَشْتَرِطَ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا وَأَنْ يَّسْتَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ أَخِيْهِ وَنَهٰى عَنِ النَّجْشِ وَعَنِ التَّصْرِيَةِ.تَابَعَهُ مُعَاذٌ وَّعَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ غُنْدَرٌ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ نُهِيَ وَقَالَ آدَمُ نُهِيْنَا وَقَالَ النَّضْرُ وَحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ نَهٰى.

فائدہ:ان سب احکام کی شرح اپنی اپنی جگہ میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ نہ شرط کرے عورت اپنی بہن کی طلاق کی اس لیے کہ مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر یہ شرط کرے اور وہ طلاق دے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے اس لیے کہ اگر واقع نہ ہوتی تو نہی کے کوئی معنی نہ تھے ۔اور اس کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی ۔اور یہ جو کہا کہ نہ خریدے مقیم اعرابی کے لیے اس کے معنی یہ ہیں کہ جب کوئی دیہاتی چیز خریدنے کے لیے بازار میں آئے تو مقیم اس کے لیے وکیل نہ بنے تاکہ بازار والے نفع سے محروم نہ رہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ جائز ہے اس کے لیے یہ کہ اس کی خیر خواہی اور اس کو مشورہ دے ۔(فتح)

الحمدللہ کہ ترجمہ پارہ دہم صحیح بخاری کا تمام ہوا اور اللہ تعالیٰ اس سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے آمین ۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب ہے بیچ بیان آزاد کرنے غلام کے

کتاب ہے مکاتب کے بیان میں

کتاب ہے ہبہ کے بیان میں

کتاب ہے شہادتوں کے بیان میں

کتاب ہے صلح کے بیان میں

کتاب ہے شرطوں کے بیان میں

❀ ..... ❀ ..... ❀